شہید راہ وحدت

علامہ حسن ترابی شہید

تحریر و ترتیب: حسن مرتضیٰ

ناشر: ادارہ تحفظ آثار شہدا اسلام پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید راہ وحدت

علامہ حسن ترابی

حصہ اول

maablib.org

تحریر و ترتیب: حسن مرتضٰی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: شہید راہ وحدت

تحریر و ترتیب: حسن مرتضیٰ

اشاعت اول: اگست ۲۰۰۷

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت: ۱۰۰ روپے

ناشر: تحفظ آثار شہدا اسلام (پاکستان) کراچی

فہرست

۱	پیش لفظ	حسن مرتضیٰ	۴
۲	پیغام	قائد ملت جعفریہ	۷
۳	پیغام	سرپرست ادارہ	۱۱
۴	سوانحی خاکہ	ابن مجتبیٰ	۱۲
۵	چند تعزیتی پیغامات	اکابرین ملت و مذہبی و سیاسی رہنما	۱۳
۶	چند تاثرات واحساسات	اکابرین ملت و نمائندہ شخصیات	۳۲
۷	منظوم خراج عقیدت	مختلف شعرائے کرام	۴۳
۸	علامہ حسن ترابی قطرہ سے گہر ہونے تک	حسن مرتضیٰ	۴۸
۹	تیری فکر کی تجلی میری روح کا اجالا	سید اظہار بخاری	۸۷
۱۰	اتحاد امت کا سپاہی	ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی	۹۴
۱۱	شہید حسن ترابی کی یادیں	آل محمد رزمی	۹۸
۱۲	حسن ترابی جی دار و جگر دار	پروفیسر سبط جعفر زیدی	۱۱۲
۱۳	وحدت کا علمبردار	اسحاق گولوی	۱۱۶
۱۴	حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا	الحاج سید انوار علی جعفری	۱۲۰
۱۵	داعی اتحاد بین المسلمین کا قتل	نصرت مرزا	۱۲۳
۱۶	قریبی دوست کے تاثرات	سید محمد علی شاہ	۱۲۳
۱۷	گھر کی گواہی	محمد یعقوب شہباز شگری	۱۲۷
	انٹرویوز:۔		۱۳۳
	جنوری ۲۰۰۵ء	ہفت روزہ تکبیر	
	مئی ۲۰۰۳ء	ماہنامہ قومی جائزہ	
	فروری ۲۰۰۱ء	ہفت روزہ تکبیر	
	اکتوبر ۲۰۰۱ء	روزنامہ انصاف، ٹائمز	

پریس کانفرنسیں:- ۱۶۵
۱۵ جون ۲۰۰۴ء ہولی ٹرنٹی چرچ، بم دھماکہ کے موقع پر
۲۶ فروری ۲۰۰۳ء اعظم طارق کے دورے کراچی کے موقع پر
۱۱ مئی ۱۹۹۹ء فرقہ وارایت کے حوالے سے حکومتی اقدامات کی ناکامی پر

تحریریں:- ۱۸۲
اسلام کی نظر میں خواتین کا مقام
مولا علی ابن طالبؑ کی زندگی کے فکری نقوش
علامہ عارف حسین الحسینی کی شہادت
تشکیل پاکستان میں شعیت کا کردار

تقریریں:- ۲۰۷
۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کل سندھ شیعہ علماء کنونشن سے خطاب
۲۰۰۱ء ڈاکٹرز کے ایصال ثواب کی مجلس سے خطاب
۲۵ فروری ۱۹۹۵ء سوگواروں سے خطاب
۶ جون ۱۹۹۰ء کل جماعتی سندھ کانفرنس سے خطاب

خطوط:- ۲۳۶
۴ جون ۲۰۰۴ء صدر پرویز مشرف کے نام
۲۰۰۰ء پاکستان کے مقتدر حلقوں کے نام
۱۹۹۹ء مدیران اخبارات وجرائد کے نام

یاداشتیں:- ۲۵۹
شہید کے تعلیمی اسناد اور اجازوں کے عکس ۲۷۶
اخباری تراشے ۲۹۱
تصاویر ۳۶۸

پیش لفظ

دلوں کو درد سے آباد رکھنا چاہتے ہیں
ہم اپنے رفتگاں کو یاد رکھنا چاہتے ہیں
(افتخار عارف)

زندہ قوموں کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ اپنے محسنین کو کبھی فراموش نہیں کرتے جن کی قربانی کی بدولت وہ دنیا کے نقشے پر باوقار زندگی بسر کر رہی ہوتی ہیں۔ زندہ قوموں کا کوئی فرد یا چند افراد کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دے جائیں تو اُن کی یادیں کبھی دلوں سے محو نہیں ہوتی بلکہ اُنکی شخصیت کی عظمت ہر لمحہ و ہر آن تابندہ و جاوداں رہتی ہیں۔

شرق سے غرب جہاں بھی آپ جائیں آپ کو ہر ملک وقوم میں محسن ومحبوب شخصیات کی یادگاریں نمایاں نظر آتی ہیں جو ان کی خدمات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کو ان کے اسلاف کے کردار سے روشناس کرانے کا بھی باعث ہوتی ہیں۔

تہران میں امام خمینیؒ کا مقبرہ، میدان آزادی، کراچی میں بابا قوم قائداعظم کا مقبرہ، لاہور میں علامہ اقبال کا مزار، دلی میں موہن چند گاندھی کی سمادھی (قبر)، انڈیا گیٹ، آگرہ میں تاج محل، امریکہ میں مجسمہ آزادی، روس میں لینن کی یادگار، چین میں ماوزے تنگ کا مجسمہ وغیرہ۔

کراچی میں عبداللہ شاہ غازی کا مزار، علامہ رشید ترابی روڈ، قائداعظم

انٹرنیشنل ائیرپورٹ، پورٹ قاسم، عباسی شہید اسپتال، محمود آباد، غالب لائبریری، سر سید یونیورسٹی، بختیاری یوتھ سینٹر اور کنزک ہال صدر وغیرہ

اُن عظیم انسانوں اور شہدا کی یادگاریں جذبہ حب الوطنی وشہادت کے جذبہ کے فروغ کے ساتھ ساتھ ان کی عظمت ومنزلت، مقام ومرتبہ یاد دلاتی ہیں کہ انہوں نے اپنے ملک وقوم کے لیے قابل قدر کارنامہ سرانجام دیا، اپنی جان کی قربانی پیش کی جس کے اعتراف میں یہ خوبصورت یادگاریں قائم کی گئیں۔

ہم جو کہ الحمد اللہ مسلمان ہیں اسلام کے تعلیم احسان شناسی کو بھلا بیٹھے ہیں احسان کا بدلہ احسان فراموشی سے دے رہے ہیں پاکستان بھر میں ہزاروں ملت تشیع کے فرزندوں نے مذہب وملت کی بقا کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ جو بندوں کے شکر گزار نہیں وہ خدا کے بھی شکر گزار نہیں ہوتے۔

اس جذبہ احسان شناسی کے تحت "ادارے تحفظ آثار شہدا اسلام پاکستان" کا اجراء کیا جارہا ہے۔ اس کا بنیادی اور حتمی مقصد تمام ملت کے شہداء کے آثار کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا، شہدا کی قبور کو محفوظ کرنا، اور سرمایہ افتخار شہدا کے نام پر یادگاری تقریری مقابلوں کا انعقاد، تعلیمی وظائف کا اجراء، اور مختلف شعبہ زندگی میں کارہائے نمایاں سر انجام دینے والوں کے لیے شہداء کے نام سے منسوب یادگاری شیلڈ، ایوارڈ اور گولڈ میڈل جاری کرنا۔

آثار شہداء سے متعلق ویب سائٹ کا قیام اور ملت کو اس جانب متوجہ کرنا کہ وہ اپنے تعلیمی، طبی اور دیگر فلاحی اداروں کو شہداء کے ناموں سے منسوب کریں۔ یہ تمام امور مختلف مراحل میں انجام پائیں گے۔

کل پاکستان کی بنیاد پر دینی تعلیمی میدان میں پہلی تین پوزیشن لینے والے طالبعلموں کے لیے شہید علامہ عارف حسین الحسینیؒ گولڈ میڈل، شہید علامہ ضیاء الدین رضوی یادگاری شیلڈ ونقد انعام، شہید آقائے سلطانی کاشانی ایوارڈ ونقد انعام۔

مذہب حقہ کی ترویج واشاعت کے سلسلے میں شہید علامہ غلام حسین نجفی گولڈ میڈل، شہید علامہ طالب حسین کرپالوی ایوارڈ ونقد انعام، شہید محسن نقوی یادگاری شیلڈ ونقد انعام۔

تعلیم کے شعبہ میں شہید مولانا سید رضی حیدر نجفی گولڈ میڈل، شہید مظفر علی خان ایوارڈ ونقد انعام، شہید نوید حیدر یادگاری شیلڈ ونقد انعام۔

قانون کی تعلیم میں شہید خورشید انور گولڈ میڈل، شہید وقار حسین نقوی یادگاری شیلڈ ونقد انعام، شہید حسن علی کاظمی ایڈوکیٹ ایواڈ ونقد انعام۔ وغیرہ وغیرہ

ذات باری تعالیٰ اور آئمہ طاہرینؑ کے نام سے اس سلسلے کے پہلے مرحلے کا آغاز شہدا کے آثار کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے سے ہو رہا ہے۔

اس سلسلے کی پہلی کتاب ''شہید راہِ وحدت'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شہید کے افکار ونظریات مقدم ہیں اختلاف کی گنجائش بحرحال موجود ہے تنقید باعث حوصلہ افزائی اور آنے والے سلسلے میں بہتری کے معاون ومددگار ثابت ہوگی۔

تحفظ آثار شہداء اسلام پاکستان اور شہید فاؤنڈیشن کے میدان عمل میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اول الذکر شہداء کی ذات سے متعلق خالصتاً علمی کام سرانجام دے گا جب کہ ثانی الذکر شہداء کے لواحقین خصوصاً بچوں کو دینی، تعلیمی، طبی اور دنیاوی ضروریات کو پورا کرنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ کسی مقام پر بھی کسی قسم کے

اختلاف کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ دونوں کا ہدف خشنودیِ پروردگار و آئمہ طاہرین ہے۔

خداوند متعال اور آئمہ طاہرین کی مدد آپ حضرات کی دعائیں اور تعاون شامل حال رہا تو پھر مذکورہ تمام تحفظ آثار شہداء کے کام با آسانی سرانجام دیے جا سکیں گے۔

سرپرست ادارہ کو بھی ہم سلام عقیدت پیش کرتے ہیں کہ جن کی تحریک پر اس سلسلے کا باقائدہ آغاز ہو رہا ہے اگر ان کی حوصلہ افزائی اور تعاون شامل حال نہ ہوتا تو شاید یہ کتاب شائع نہ ہوتی۔ ہم بارگاہ خداوندی و آئمہ معصومین علیہم السلام ان کی صحت و تندرستی اور ترقی کے لیے دست بدعا ہیں۔

ہم خانوادہ شہید علامہ حسن ترابی کے بھی ممنون احسان ہیں جنہوں نے شہید سے متعلق معلومات، تعزیتی پیغامات، تصاویر، تحریریں، انٹرویوز اور اخباری تراشے فراہم کیئے۔ خداوند عالم ان کو اس صدمے کو برداشت کرنے اور شہید علامہ حسن ترابی کی راہ پر عمل پیرا ہونے کی ہمت و توفیق عنایت فرمائے۔

آخر میں حجۃ الاسلام مولانا سید قمر عباس نقوی صاحب (صدر شیعہ علماء کونسل سندھ)، مولانا جعفر سبحانی صاحب قبلہ، اور دیگر احباب جن کو اس سلسلے میں بے وقت پریشان کیا لیکن انہوں نے اس کا برا نہیں منایا۔

خداوند متعال ان سب کی حفاظت اور توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

محتاج دعا

۲۳ جولائی، ۲۰۰۷ — حسن مرتضیٰ

قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی کا پیغام

کسی بھی نظریے یا مشن کے لئے سرگرم عمل جماعت یا گروہ میں مختلف الخیال افراد شریک کار ہوتے ہیں۔ اپنے نظریے یا مشن کے ساتھ ان کی وابستگی کے مختلف مدارج اور عملی کام کے مختلف انداز ہوتے ہیں جن کے ذریعے ان کی شخصیت دوسروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اپنے نظریے اور مشن کے ساتھ راسخ لوگ ہی اعلی مرتبے اور ارفع درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں ہی میں سرخرو اور سرفراز ہوتے ہیں۔ انہی لوگوں میں پاکستان کی ایک جید اور معتبر شخصیت علامہ حسن ترابی ہیں۔

شہید علامہ حسن ترابی کی تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ، سیرت آئمہؑ، مشن شہدائے کربلا اور اتحاد بین المسلمین کے ساتھ گہری وابستگی ان کی شخصیت کو نمایاں اور ممتاز بناتی ہے۔ قومی اور ملی زندگی میں ان کا واضح اور دوٹوک موقف ملت اور قوم کے ساتھ ان کی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں نڈر، بے باک، شجاع اور حق گو ہونا ان کی خصوصیات میں شامل تھا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی مشن اہل بیتؑ کی ترویج اور قومی حقوق کے حصول کی جد و جہد میں صرف کی۔ سنگین حالات اور سخت مشکلات کے باوجود قومی اور ملی معاملات میں کبھی سودا بازی کی اور نہ ہی اپنا موقف تبدیل کیا۔

شہید علامہ حسن ترابی پاکستان کے چند گنے چنے اہل علم میں سے تھے جنہیں بیک وقت دینی و قومی امور کے ساتھ ساتھ سیاسی اور ملکی امور پر کافی دسترس حاصل

تھی۔ کراچی اور سندھ کے دائرہ میں تمام سیاسی و دینی جماعتوں کے ساتھ ان کے گہرے روابط ان کی سیاسی پختگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثبت احتجاجی اور عوامی سیاست کے حوالے سے علامہ حسن ترابی نے اپنا منفرد انداز اختیار کیا اور ڈرائنگ روم کی بجائے عوام میں رہ کر اپنے سیاسی، تنظیمی اور مذہبی امور انجام دیئے۔ اس عوامی انداز کی وجہ سے انہوں نے اپنی جماعت اور اپنے مسلک میں بہت ساری محبتیں سمیٹیں اور متعدد لوگ ان کے گرویدہ ہوئے۔

یوں تو علامہ حسن ترابی شہید شروع سے ہی اتحاد بین المسلمین اور بھائی چارے کے فروغ کے لئے سرگرم عمل تھے لیکن گذشتہ پانچ سال سے انہوں نے متحدہ مجلس عمل کے وجود میں آنے کے بعد یہ سفر سرعت کے ساتھ طے کیا۔ فقط لفظی اور دعوے کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر اتحاد اور وحدت کو معاشرے میں رائج کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ مسلمانوں کے درمیان فروعی اور جزوی اختلافات کے خاتمے اور انہیں اپنے مشترکہ دشمن کے ساتھ جنگ لڑنے کی ترغیب دینا علامہ حسن ترابی کے تمام خطابات کا موضوع ہوا کرتا تھا جس کی آخری مثال ان کی شہادت سے صرف دو گھنٹے قبل اسرائیل کے مظالم کے خلاف منعقد ہونے والی احتجاجی ریلی میں ان کا خطاب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مکاتب فکر اور مسالک اسلامی کے نزدیک علامہ حسن ترابی ایک نہایت محترم شخصیت کے طور پر تسلیم کئے جاتے تھے اور تمام مکاتب و مسالک کے علمائے کرام اور دینی قائدین ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔

ان کی شخصیت کا مسلمہ اور مقبول ہونا ان کی شہادت کے وقت مزید واضح ہوگیا جب پورے پاکستان کے دینی رہنماؤں اور سیاسی شخصیات سمیت پاکستانی عوام

نے بلاتفریق مسلک وفرقہ علامہ حسن ترابی شہید کے سانحہ شہادت کی شدید مذمت کی۔

علامہ ترابی کی جدوجہد استعمار اور اس کے پروردہ گروہوں کے خلاف تھی...... ان کی جدوجہد دہشت گردوں اور فرقہ پرستوں کے خلاف تھی...... ان کی جدوجہد ناانصافی اور بے عدلی کے خلاف تھی...... ان کی جدوجہد معاشرتی ناہمواریوں اور برائیوں کے خلاف تھی...... ان کا مقصد مسلمانوں کو داخلی طور پر متحد اور متفق کرنا تھا...... ان کا مقصد اتحاد بین المسلمین کا فروغ تھا...... ان کا مقصد محروم اور مظلوم طبقات کو منظم کرکے ان کے حقوق کے حصول کی طرف متوجہ کرنا تھا...... ان کا مقصد دہشت گردی کا خاتمہ اور امن واخوت کا فروغ تھا...... ان کا مقصد سنت رسول اکرمؐ اور سیرت اہل بیتؑ کی نشرواشاعت تھا...... ان کا مقصد تشیع کو داخلی سطح پر مستحکم کرکے عالم اسلام کے ساتھ ہم آہنگ کرنا تھا۔

شہید علامہ حسن ترابی نے جن اعلیٰ مقاصد کے لئے شہادت کا نذرانہ پیش کیا اس کو زندہ اور جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم شہید علامہ حسن ترابی سے صحیح معنوں میں عقیدت اور وابستگی رکھتے ہیں تو ہمیں ان کی عملی زندگی کو سامنے رکھ کر ان کے مقاصد کی تکمیل کی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہیے۔ ان کی شخصیت سے استفادہ کرتے ہوئے عالم اسلام کے اتحاد واتفاق، پاکستان میں مختلف مسالک کے درمیان وحدت کے فروغ، اختلاف کے خاتمے، دہشت گردی کے تدارک اور امن واخوت کی ترویج کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس سانحہ کے پس پردہ محرکات کو منظر عام

کرفتکوں اور دہشت گردوں کو تختہ دار پر لٹکانے میں تاخیر نہ کرے تاکہ مستقبل میں
ایسے افسوسناک واقعات کا اعادہ نہ ہو اور ملکی سالمیت اور قومی وحدت کے لئے کام
کرنے والی شخصیات دہشت گردی کی بھینٹ نہ چڑھیں۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم شہید علامہ حسن ترابی اور دیگر شہدائے اسلام
کے درجات بلند فرمائے اور قوم و ملک کو یہ سنگین صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و
حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام

سید ساجد علی نقوی

۲۱ جولائی ۲۰۰۷

پیغام سرپرست ادارہ

شہید علامہ محمد حسن ترابی اعلیٰ اللہ مقامہٗ ان منفرد شخصیات میں سے تھے جنہوں نے تعمیر شخصیت کے اصول مرتب کر دیئے تعلیمات قرآن اور سیرت معصومین علیہم السلام کی روشنی میں مومن کا "کیّس" ہوشیار ہونا، معاملہ فہم ہونا، کم علم، بے شعور اور مغرض افراد کی کوتاہیوں اور چالوں کے سمجھ کر ان کا مقابلہ کرنا، مقصد پر یقین رکھنا، اس کی راہ میں رکاوٹوں کو پہلے سے سمجھ لینا، اس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جہد مسلسل کو جاری رکھنا، باہمت اور شجاع ہونا کے علاوہ ظاہری اور واضح دشمن سے اپنی جان اور مقصد کو بچانے کے لئے اہتمام کرنا پھر جان کو بھی قربان کر دینا وغیرہ وہ اصول ہیں جنہیں شہید علامہ حسن ترابی نے عملی طور پر مرتب کر کے دکھایا اور اسی وجہ سے ان کی ذات نے طویل حیات حاصل کر لی کہ شاید اگر وہ شہید نہ ہوتے اور ان اصولوں کو مرتب نہ کرتے تو کتاب ھذا ابھی مرتب نہ ہوتی۔

ادارہ تحفظ آثار شہداء اسلام پاکستان کا کام دیگر مذہبی فلاحی اور شہیدوں سے متعلق سماجی کام سرانجام دینے والے اداروں سے اخلاقی تعاون کے ساتھ شہداء کے آثار (تحریریں، ذاتی استعمال کی یادگار چیزیں، تصاویر وغیرہ) کو میوزیم نما ایک مقام پر ملک وملت کے لئے محفوظ کرنا ہے کہ اسی ھدف کی پہلی خدمت یہ کتاب ہے جسے تحریر کرنے میں برادر عزیز جناب حسن مرتضیٰ کو انتھک محنتیں سرانجام دینا پڑیں۔ اللہ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

والسلام سید شہنشاہ حسین نقوی قمی

سوانحی خاکہ

نام	علامہ محمد حسن ترابی
ولدیت	مولانا اخوند احمد حسین
تاریخ پیدائش	6 جولائی 1953
مقام پیدائش	شگر (اسکردو بلتستان)
تاریخ شہادت	14 جولائی 2006
مقام شہادت	عباس ٹاؤن کراچی
سبب شہادت	خودکش بم دھماکہ
مقام تدفین	احاطہ جامع مسجد محمد مصطفیٰ عباس ٹاؤن
کراچی آمد اور عملی زندگی کا آغاز	1968
ابتدائی تعلیم	مدرسہ امامیہ (شگر خاص)
کراچی میں تعلیم	1970 میں عربی ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا
	1974 ممتاز الواعظین کی سند حاصل کی
	1974 میٹرک کا امتحان پاس کیا
لاہور میں تعلیم	1997 سلطان الافاضل کی سند جامعۃ المنتظر سے حاصل کی
ذریعہ معاش	حبیب پبلک اسکول میں بحیثیت مدرس ملازمت ۱۵ سال
	زمین کی خرید و فروخت کا کاروبار (حیات کے آخر چند سالوں میں)
مذہبی و سیاسی زندگی میں تنظیموں سے وابستگی	جنرل سیکریٹری ہیئت آئمہ مساجد امامیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

صوبائی جنرل سیکریٹری تحریک جعفریہ پاکستان (سندھ)

(1984تا1990)

صوبائی صدر تحریک جعفریہ پاکستان (سندھ)

(1990تا

بانی رکن وصوبائی جنرل سیکریٹری ملی یکجہتی کونسل پاکستان (سندھ)

(1994تا1999)

صوبائی نائب صدر متحدہ مجلس عمل (سندھ)

(2001دم شہادت)

صدر اسلامی تحریک پاکستان (سندھ)

(2002تا2003)

بانی رکن وصدر شیعہ علماء کونسل پاکستان (سندھ)

(2003تادم شہادت)

اسیری : تقریباً ۲۶ مرتبہ پابند قید وسلاسل کیا گیا (پہلی شگر بلتستان)

ازدواج زندگی : 1979 میں کراچی میں پہلی شادی کی

1981 میں آزاد کشمیر کے ایک گھرانے میں دوسری شادی کی

اولادیں : پہلی اہلیہ سے 5 صاجزادے اور 4 صاجزادیاں عطا ہوئیں

دوسری اہلیہ 3 صاجزادے اور 2 صاجزدیاں عطا ہوئیں

مراجع عزام کے عطا کردہ اجازے : آیت اللہ خوئیؒ، آیت اللہ سید علی سیستانی

آیت اللہ محمد رضا روحانی، آیت اللہ فاضل لنکرانی

آیت اللہ گلپیگانی، آیت محمد مفتی الشیعہ، آیت اللہ شیرازی

چند تعزیتی پیغامات

maablib.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید علامہ حسن ترابی نے اپنی زندگی کیلئے جو راہ منتخب کی تھی۔
اور جس عظیم مقصد کیلئے دن رات محنت کرتے رہے تھے۔ بالآخر
اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اور اپنے جسم کو اپنے خون
سے رنگین کر کے حسینیوں کی طرح عالم بالا کی طرف پرواز کر گئے۔
اگرچہ ان کی یہ پرواز اسی وقت سے شروع ہو گئی تھی جب انہوں نے حق
اور قوم و مذہب بالخصوص ملت مظلوم اسلامیہ کیلئے جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔
دشمن اسلام ظالم ان کی راہوں میں روڑا بنتے رہے اور ان کی حق گوئی کو
لپیٹ مروڑ کی شیطانی کوشش کرتے رہے لیکن علامہ صاحب شجاعت و جرأت
حکمت اور صداقت کے ساتھ قلعہ حق اور حق کی حمایت کرتے رہے۔
اور واضح ہے کہ اس طرح پر خلوص انداز سے جینے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے
کہ رب العزت ایسی زندگیوں کو شہادت کی موت سے نواز دیتا ہے۔ متقین شہادت
تمنا ان کی ظاہری زندگی سے کہیں زیادہ بہتر حیات اور الٰہی نظروں میں ابدی سعادت اور
حقیقی عزت و عظمت ہوتی ہے۔ میری عاجزانہ دعا ہے کہ رب الشہداء
ان کو شہداء کربلا میں شمار فرمائے۔ رحمت و مغفرت جاودانی نصیب کرے
اور ان کے وارثان و عزیزان و پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے
مشن کو زندہ و تابندہ رکھنے کی ہم سب کو توفیق بخشے۔
میری قوم پاکستانی شیعہ کے تمام خاندان سے۔ ان کی بیوگان یتیمان۔
جانشینان اور حضرت علامہ مجتہد السید الشریف سلام اللہ صلوات اللہ علیہ اور اہل خیر
اور تمام مخلص اہل ایمان کی خدمت میں عرض ہے۔

١٩ ٠٨/٠٦

الاحقر

خادم العلم المحقر سید شیعہ علی غفرلہ

علامہ سید تقی شاہ صاحب نقوی

بسمہ تعالیٰ

برادر جناب حجۃ الاسلام علامہ الشیخ محمد حسن ترابی شہید رحمۃ اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عمر مذہب شیعہ اثنا عشری کی تبلیغ و ترویج اور امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کی محنت بن کر جو عظیم الشان خدمات سر انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی اور اب وہ جسمانی طور پر ہم سے جدا ہو چکے ہیں مگر روحانی و معنوی صورت میں وہ ہم میں موجود ہیں۔ میں ان کی اولاد سے امید کرتا ہوں کہ وہ ان کے مقدس مشن کو آگے بڑھائیں۔ ان کے تمام فرزند علم دین کے زیور سے آراستہ ہو کر اپنے والد کے جاری سلسلۂ رشد و ہدایت و ارشاد کو دوام بخشیں کہ اسی میں شہید کی روح کی خوشی ہے۔

خداوند عالم انہیں جوار اہل بیت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

السید حسن رضا الغدیری عفی عنہ

لندن

١٧ اگست ٢٠٠٦ء

علامہ سید حسن رضا غدیری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال المعصوم علیہ السلام - العلماء باقون مابقی الدھر -

جب تک دنیا باقی ہے علماء جانے کے بعد بھی اپنی دینی خدمات کی وجہ سے باقی اور زندہ رہتے ہیں -

میرے برادرِ عزیز علامہ حسن ترابی صاحب کا شمار ان علماء ہوتا ہے جو کہ ہمیشہ زندہ باقی رہنے والے ہیں - علامہ صاحب کی اپنی دینی خدمات اور مذہب و ملت کے لیئے جو انہوں نے خدمات انجام دیئے وہ ایسے ہیں کہ جنکو بھولا نہیں سکتا - قوم حسن آپکو یاد رکھیگا -

ہماری دعا ہے خداوند عالم اسی شہید کے پسماندگان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے -

احقر العباد
محمد باقر نجفی
18-7-2006

علامہ باقر نجفی صاحب

باسمہ سبحانہ

برادر بزرگوار حضرت علامہ حسن ترابی شہید ۔ ایک نڈر بے باک اور صاف گو
شخصیت تھے دین مبین کا رنگ اتحاد مذہب تشیع کا تحفظ کا
راستہ منتخب کیا کہ کسی بھی گروہ سے کا شکار ہو کر ہرگز تغیر
رنجیدہ ہو جیسے رہے تھی آپ قومی کی وحدت سے یہی وہ
دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے

آج انکو شہید ہوتے ہوئے کا عرصہ ہوا لیکن انکی
رفاقت ہم سے دور کس طرح ہمارے
ساتھ رہے گی

مذہب و ملت کیلئے انکی خدمات ہمیشہ یاد رکھی
جائیں گی اور انکی کمی کا احساس ہمیشہ محسوس
ہوتا رہیگا

خداوند متعال انکو شہدائے کربلا کے جوار
میں جگہ عطا فرمائے

محبت اہلبیت علیہم السلام سے سرشار
انکی کاوشات اور بالخصوص وہ مذہبی شاہ و پیغام
کا کام آج بھی انکی تحریروں سے ہر زبان
میں موجود ہے خداوند انکی قبر پر رحمت
نازل فرمائے

سید جلیل
24/05/07
علامہ سید جلیل شاہ نقوی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ حسن ترابی شہید کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا۔ وہ ایک مخلص شخص تھے
اور مرنجاں مرنج شخصیت کے انسان تھے۔ وہ ہمیشہ شیعہ سنی اتحاد کی بات کرتے تھے
اور اتحاد بین المسلمین کی بات کرتے تھے۔ شہادت اُنکی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی۔
جب بھی وہ میرے گھر آتے تھے اور مسائل پر بات کرتے تھے۔ اُنکی ... کی ... جب بھی
میرا کوئی کام پیش آتا تھا تو اُنکی ضرور مدد کرتے تھے۔ میں اُنکو ... جانتا
تھا۔ وہ ایسے انسان کا جسم چند جانثاروں کے ساتھ ... محبت کرتے
وہ اسلام کے لئے ترقی اور عروج چاہتے تھے۔ وہ امام خمینی کی
تعلیمات پر یقین رکھتے تھے۔ انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے
وہ ایک سچے اور پر خلوص انسان تھے اور انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے تھے
اللہ ان کو ... ایسا کام ... نفرت کرتے ہیں۔
علامہ صاحب نے شہادت کو قبول کیا اور ... جنت الفردوس
میں جگہ دے۔ اللہ ان کو ... اور علامہ شہید کے
مشن کو کامیاب کریں۔ آمین

سجاد علی شاہ جسٹس (ر)
۲۲-۰۶-۰۷

جسٹس (ر) سجاد علی شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ حسن ترابی شہید کا انتقال ایک عظیم سانحہ ہے
جنہوں نے اتحاد بین المسلمین کی تحریک کے ذریعے جس طرح
امت کے اتفاق کا کارنامہ انجام دیا ہے کہ وہ ہماری
ملی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ
وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس کا مہمان
بنا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبدالستار افغانی
M.N.A. Karachi

جناب عبدالستار افغانی صاحب

باسمہ

علامہ حسن ترابی شہید، ملت اسلامیہ کے
اتحاد کے نقیب تھے۔ ان کے دشمن، عالمی استعمار،
امریکہ اور اس کے حواری جو برسر اقتدار ہیں، یہ سب مل کر
ایم ایم اے کی کوشش میں سبوتاژ کر رہے ہیں، ہم
مل جل کر اپنے اتحاد، یکجہتی سے اس سازش
کو ناکام بنا رہے ہیں، ان شاء اللہ۔

منور حسن

١٧-٥-٢٠٠٦

مولانا منور حسن صاحب

BILAWAL HOUSE

Dated: July 17, 2006

Dear Mrs. Allama Hassan Turabi,

Senator Asif Ali Zardari and I were shocked to hear the tragic news of the brutal murder of your husband Allama Hassan Turabi and his nephew, Ghulam Ali. May Almighty Allah, in His Infinite Mercy, Bless his soul.

The untimely death of your husband reflects the failure of the present administration in providing the basic right of life to the citizens of our country.

The Pakistan Peoples Party condemns the murder and hopes that the culprits will be brought to book.

I pray that Allah grants you and your family the strength to bear this irreparable loss.

Sincerely,

Benazir Bhutto.

(Mohtarma Benazir Bhutto)

Mrs. Allama Hassan Turabi
Karachi

D-30 Block III, Clifton, Karachi
Ph: 021-5838102-03
E-mail: benazir@zab.net.pk; URL: www.ppp.org.pk

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

I am grieved at the separation of learned Scholar Allama Hassan Turabi from us as a result of terrorist act. Allama has achieved rutba-e-Shahadat and Allah SWT will give him eternal place in heaven. He leaves behind a legacy of sacrifice and cause of bringing all muslims together. He fought against injustice and for the rights of people. Government of Sindh must unearth the conspiracy against Pakistan by finding the backers of terror, and provide security to his family.

I stand together with community in this time of grief and together we fight terrorism just like President Musharraf is doing in country

[signature] 23/7/2006.

NISAR A. MEMON, Chairman
Senate of Pakistan

سینیٹر جناب نثار اے میمن صاحب

ہم متحدہ قومی موومنٹ اور خاص طور پر قائد تحریک الطاف بھائی کی طرف
شہید علامہ حسن ترابی کے تمام گھر والوں سے دلی ہمدردی
اور تعزیت کرتے ہیں اللہ سے دعا گو ہیں کہ علامہ حسن ترابی
شہید کو جنت میں اعلیٰ مقام ملے۔

محمد عباس جعفری
ممبر صوبائی اسمبلی سندھ

جناب محمد عباس جعفری (ممبر صوبائی اسمبلی سندھ)

ہم تمام ساتھی اور بالخصوص قائد تحریک الطاف حسین بھائی کی
طرف سے علامہ حسن ترابی صاحب کی شہادت پر دلی طور پر
افسردہ ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں
اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)۔

واسع جلیل
۱۹/۷/۰۶

جناب واسع جلیل صاحب (ٹاؤن ناظم گلشن اقبال)

بسمہٖ

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، اللہ تعالیٰ ان کے
درجات بلند کرے، اس امت کا سرمایہ تھے
اس امت کا المیہ یہی ہے کہ ایک ایسی
شخصیت تھے جو روز روز پیدا نہیں ہوتے وہ
رہنما اور عاشقِ قرآن تھے۔ ان کی شہادت
سے پیام ملتا ہے اور درد کو الفاظ میں بیان
کی طاقت نہ رکھنے والے ... اللہ ان کو غریقِ
رحمت کرے۔ انہوں نے اس امت کو
اور ایک داستان کو تازہ کر دیا

مظفر احمد ہاشمی

۱۷/۹/۸۷

جناب مظفر احمد ہاشمی صاحب

علامہ رمضان توقیر صاحب قبلہ

(مشیر برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی وزیر اعلیٰ سرحد)

آج ہمارے ایک عظیم ساتھی جو اتحاد بین المسلمین کے عظیم علمبردار تھے کو ان قوتوں نے جو اتحاد بین المسلمین کو پسند نہیں کرتے ختم کرنے کیلئے یہ سازش کی ہے۔

ہم پر امن لوگ ہیں اور پر امن طریقہ سے اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں گے یہ کوئی شیعہ سنی کا مسئلہ نہیں ہے کوئی فرقہ واریت نہیں ہے یہ ان استعماری ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کو آپس میں لڑا یہاں اتحاد بین المسلمین کو توڑا جائے تاکہ امریکہ لبنان میں، عراق میں اپنی سازشوں کو کامیاب بنائے۔

ہم انشاء اللہ متحد ہیں اس سے عظیم شخصیات بھی ہم قربان کریں گے لیکن اتحاد بین المسلمین کے اس عظیم مشن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ ہم امریکہ کی عیاریوں اور اس کی سازشوں سے واقف ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کے ذریعہ ہم انکی تمام کوششوں کو ناکام و نامراد کریں گے انشاء اللہ......

ہم دنیا کے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہیں جو آج فلسطین، آج عراق، آج لبنان، آج افغانستان میں امریکہ کے ظلم کا شکار ہیں۔ ہم ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے چاہے ہمیں اس سے بڑھ کر کیوں نہ جنازے اٹھانے پڑیں۔

(ٹی وی چینل سے گفتگو)

علامہ سید فرقان حیدر عابدی صاحب (جعفریہ الائنس)

علامہ صاحب پوری قوم کے لئے ایک اتحاد تھے اور وہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ پوری امت مسلمہ احتجاج کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ قاتلوں کو جب کہ حکومت پر واضح تھا کہ کچھ خودکش بمبار کراچی میں داخل ہو چکے ہیں گرفتار کرتی۔ سوال یہ ہے کہ یہ وزیر داخلہ صاحب کیا کر رہے ہیں اس لئے کہ وہ دہشت گرد کسی دروازے ہی سے کراچی میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ حادثہ ہو جانے کے بعد ہائی الرٹ ہوتا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ مستقل نقصانات ہو رہے ہیں۔ نشتر پارک کا سانحہ، اس کے دو مہینے بعد علامہ حسن ترابی صاحب پر حملہ ہونا۔

پوری ملت مسلمہ سوگوار ہے اور حکومت سے صدر مشرف سے مطالبہ کرتی ہے کہ قاتلوں کو جو کہ بقول وزیر داخلہ سندھ پکڑے گئے ہیں۔ تو فوری آپ سزا دیں اور انشاءاللہ کل یہ نماز جنازہ پر امن ہوگا اور جہاں کہیں کوئی، کسی قسم کی دہشت گردی یا جلاؤ گھیراؤ اس سے نہ ہمارا کوئی تعلق تھا اور نہ ہے...... تمام علماء کرام نے واضح طور پر یہ اعلان کر دیا ہے کہ جنازہ پر امن اٹھے گا۔ اس لئے کہ شہید علامہ حسن ترابی صاحب امن و امان کا پیکر تھے ایک منبع تھے انہوں نے ہمیشہ امن و امان کے لئے اپنی زندگی وقف کی تھی اور یہی آخر جملے کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے کہ امن و امان قائم رکھو اور شیعہ سنی اتحاد مستحکم ہونا چاہئے۔ شیعہ سنی کل بھی بھائی تھے آج بھی بھائی ہیں۔

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ دہشت گردوں کو برسرعام قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ آئندہ کوئی دہشت گرد ہر قسم کی دہشت گردی سے گریز کرے۔

(ٹی وی چینل سے گفتگو)

مولانا قنبر عباس نقوی

قائم مقام صدر شیعہ علماء کونسل سندھ

پریس کانفرنس سے خطاب

علامہ حسین ترابی جو داعی تھے اتحاد بین المسلمین کے۔ وہ آج سفر آخرت کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ ہم بھر پور مذمت کرتے ہیں اس دہشت گردی کی، انتظامیہ جو ذمہ دار ہے امن وامام قائم کرنے کیلئے مسلسل ناکام ہوتی چلی جارہی ہے۔

مسلسل مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے مسلسل دشمنان اسلام اور دشمنان پاکستان اس بات کی کوشش میں ہیں کسی طریقہ سے شیعہ سنی اتحاد پارہ پارہ ہو جائے لیکن ملت اسلامیہ کیونکہ بیدار ہو چکی ہے۔

وہ ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کررہی ہے۔ علامہ حسن ترابی خود بھی ایک مینار کی مانند تھے۔ انہوں نے ہمیشہ کام کیا اور آج اسی کام کو انجام دیتے ہوئے اور وہ لبیک کہتے ہوئے خداوند متعال کی طرف رخصت ہو گئے۔

انہوں نے اپنی زندگی کا آخری لحہ بھی قوم اور ملت کی خدمت کے لئے صرف کیا۔

(ٹی وی چینل سے گفتگو)

مولانا ناظر عباس تقوی

نائب صدر شیعہ علماء کونسل سندھ

پریس کانفرنس سے خطاب

سانحہ نشتر پارک کے بعد علامہ حسن ترابی پر حملہ کرا کے یہ تاثر دینا تھا کہ یہ شیعہ سنی معاملہ ہے تا کہ یہ ادھر تبدیل ہو جائے ترابی صاحب کو خدا نے زندگی دی۔

نشتر پارک کا جو سانحہ ہوا اس میں ناکام ہوئیں ایجنسیاں اور اسی ملک کے ادارے۔ اس کے باوجود مختلف اداروں سے یہ آوازیں آتی رہیں کہ اسے شیعوں کی طرف موڑا جائے۔ جب کامیاب نہیں ہوئے تو آج حسن ترابی کی شہادت آپ کے سامنے ہے۔ اور

کل ڈر ہے کہ حسن ترابی کی شہادت کو ضائع کرنے کے لئے کوئی ایک اور شاخسانہ کوئی ایک اور پروگرام بنایا جائے جس کے نتیجہ میں یہ سانحہ پیچھے چلا جائے اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ شیعہ سنی معاملہ ہے۔ یہ آپس کی فرقہ پرستی کا مسئلہ ہے۔

میں واضح انداز میں کہہ سکتا ہوں اس وقت پریس کانفرنس میں ہمارے ساتھ ایم ایم اے کے قاضی نورانی صاحب موجود ہیں متحدہ مجلس عمل نے ہماری ہڑتال کی کام کی حمایت کی ہے صوبہ سندھ میں۔

مجلس عمل پورے ملک میں منظم ہے۔ ایجنسیاں اور اس ملک کے ادارے سن لیں کہ اس ملک میں شیعہ سنی کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ وہ خفیہ لوگ ہیں جو ماضی میں

بھی شیعوں کا خون بہاتے رہے ہیں جو ماضی میں بھی ٹارگٹ کلنگ کرتے رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو عدالتوں میں وکٹری کا نشان دکھلاتے تھے۔

انتظامیہ کہتی ہے یہ بے گناہ لوگ ہیں اور ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں۔

یہ کیسی انتظامیہ اور عدالتیں ہیں جس میں گناہ گار مجرم انسان بھری عدالت میں وکٹری کا نشان بنا کر یہ کہتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ہمیں موقع ملا تو ہم پھر شیعوں کو قتل کریں گے۔

اس ملک میں جنگل کا قانون ہے اور یاد رکھو ملت تشیع اب تک منظم ہے اور ہمیں اقبال کے اس شعر پر بھی عمل کرنا آتا ہے۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روٹی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(ٹی وی چینل سے گفتگو)

معذرت:

چند تاثرات تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ شامل اشاعت نہیں ہو سکے۔

(ادارہ)

سید شہنشاہ حسین نقوی قمی

پروردگار عالم نے اس مجاہد کو، اس سخی کو، اس دریادل انسان کو اس عظیم انسان کو آج ہم سے اپنی بارگاہ میں قبول کرلیا۔

وہ انسان جو مرد تھا، جو شجاع تھا جو بڑے بڑے لوگوں کے لئے بہت سے مسائل حل کرنے کے لئے واسطہ تھا، وسیلہ تھا۔ جس نے کبھی اپنے پاس آنے والے لوگوں کو وہ موافق ہوں یا مخالف ہوں کبھی واپس نہیں کیا......

علامہ حسن ترابی کا فقدان، علامہ حسن ترابی کی شہادت پوری ملت اسلامیہ بالخصوص ملت تشیع کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ پروردگار عالم انہیں اور ان کے بھانجے کو جوار رحمت میں شہداء کربلا کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین

میں پاکستان کی حکومت سے اور اس ملک کے باشندوں سے یہ ہی کہوں گا کہ پاکستان سنی اور شیعوں نے مل کر بنایا تھا نہ فوج نے پاکستان بنایا تھا نہ سیاستدانوں نے بنایا تھا عوام نے پاکستان بنایا تھا۔

لہذا پاکستان کو عوام ہی بچا سکتی ہے۔ اس ملک میں سنیوں کا بھی نقصاں ہے شیعوں کا بھی نقصاں ہے لہذا ان حکمرانوں سے کہا جائے، بتایا جائے کہ تمہارا اس ملک پر کوئی حق نہیں ہے حق ہے تو عوام کا ہے...... ہمیں جینے دو، ہمیں چین سے زندگی گزارنے دو، بس ملک کو امن کا گہوارہ بننے دو اس ملک کو امریکہ کے ایماء پر فساد اور بدامنی کا مقام نہ بننے دو۔

یہ ایران کی طرف پیشقدمی اور اسرائیل کے لبنان پر حملوں کی ایک کڑی ہے

کہ پاکستان میں شیعہ سنی فساد ہو اور پورے عالم اسلام کی توجہات علمی مسائل سے اور مسلمانوں کے مسائل سے ہٹیں۔

پاکستان کی عوام اپنے حکمرانوں کا احتساب کرے اور استیصال کرے اور ایسے حکمرانوں کو اپنے سروں پر باقی نہ رہنے دے اللہ اس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے جو گناہوں میں مبتلا ہو جاتی ہے وہ عذاب برے حکمرانوں کی صورت میں ہوتا ہے......

ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں، اس مسجد میں، اس علم کے سائے میں چہاردہ معصومین کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے تا کہ مشرف جیسے حکمرانوں سے نجات ملے صوبائی حکومت سندھ کے حکمرانوں سے نجات ملے۔اے اللہ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے علامہ حسن ترابی کے درجات کو بلند تر فرما (آمین)

مولانا جعفر علی سبحانی

خطیب مسجد حیدری عوامی کالونی کورنگی

شہید علامہ حسن ترابی مکتب تشیع کے عظیم مجاہد عالم دین تھے ساری زندگی مذہب اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کی ہمیشہ اصولوں پر چلتے رہے کبھی بھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی مذہب تشیع کے اصولوں کا ہر میدان میں برملا اظہار کیا شہید کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ عزاداری سید الشہداء علیہم السلام کی بقا اور مرجعیت کے دفاع میں عملی طور پر کام کیا اس کے علاوہ وحدت مسلمین کے لیے بھرپور کام کیا، آخر کار استعماری ایجنٹوں نے علامہ کو شہید کیا اللہ تعالیٰ علامہ حسن ترابی کے درجات بلند فرمائے (آمین)

چند تاثرات واحساسات

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج السید محمد حسن فضل اللہ

(لبنان کے برجستہ مرجع تقلید)

شہادت ایک عظیم درجہ ہے جسے حاصل کرنے والے لوگ محنتوں اور مشقتوں کے سفر کو طے کرتے ہیں کہ پاکستان کے ایک نامور محنت کش اور نظریاتی برجستہ عالم شہید حسن ترابی کی شہادت پر پاکستانی قوم اوران کے ورثہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

والسلام

حجۃ الاسلام محمد شاہ عالم موسوی

شہید علامہ حسن ترابی نے شہید قائد علامہ سید عارف حسین الحسینی کے زمانے سے ملت جعفریہ ومکتب اہل بیت علیہم السلام کے فروغ اور ترقی کا کام شروع کیا، ہمارے اچھے قریبی ساتھی رہے، بڑے خوش اخلاق، حاضر جواب، درد دل رکھنے والے آپ میں قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں، نڈر، بے باک، قومی ہمدرد، اچھے دوست، بے ریا، بہادر عالم دین تھے آپ کی زندگی مذہب وملت کی خدمت کے لئے وقف تھی اس لئے کبھی خائف اور پریشان نہیں ہوئے، ان کی مخلصانہ خدمات بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئیں۔ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے در پر ان کا عمل داد وتحسین کے لائق تھا اس لئے انہیں شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل ہوا ان کی جدائی کے بعد ان کی حیثیت اور مقام کا احساس زیادہ ہوا، دعا ہے خداوند کریم ان کے درجات بلند فرمائے ان کے عیال کی سرپرستی فرمائے ان کے قاتلوں کو شمر اور ابن زیاد کے ساتھ محشور فرمائے۔

والسلام　　　محتاج دعا محمد عالم موسوی (سکھر)

علامہ مقصود علی ڈومکی

پرنسپل مدرسہ خاتم النبیینؐ، کوئٹہ

علامہ شہید حسن ترابی جہد مسلسل پر یقین رکھنے والے نڈر مجاہد تھے۔

مجھ علامہ حسن ترابی کے ساتھ صوبائی کابینہ میں ڈویژن کے نمائندے کی حیثیت سے تقریباً چار سال کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب آپ سندھ کے صوبائی صدر تھے۔ بعض دیگر رہنماؤں کے برعکس سید حسن ترابی کو پاکستان کی سیاست پر گرفت تھی اور وہ تدریجی مراحل طے کر کے ایک اہم قومی رہنما بن گئے۔ لہٰذا انہیں کارکنوں کے احساسات، خواہشات اور مزاج کا پتہ تھا۔ آپ تنظیمی مسائل اور کارکنوں کے درمیان اختلافات طے کرنے کے لیے بھرپور توجہ دیتے تھے۔ سیہون شریف میں حضرت قلندر لعل شہباز کے مزار اقدس پر عزاداری سید الشہداء پر بعض پابندیوں کے خلاف صوبے بھر کا تاریخی اجتماع حسن ترابی کی جرأت مندانہ فیصلہ تھا۔ سندھ کے بعض حضرات انہیں کم علمی کے ساتھ ساتھ غیر مقامی ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔ جبکہ انکی جہد مسلسل کے باعث سندھ بھر کے مومنین ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ کوئی منظم پلیٹ فارم نہ ہونے کے باوجود اہل سندھ نے انکی شہادت پر شدید ردعمل اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ملت میں انتشار پیدا ہوا اس ان کا کردار غیر مصالحی اور انکے بعض اقدامات سے ان اختلافات میں مزید شدت آئی۔

وہ خدا کے نیک بندے تھے۔ اسی لیے شہادت پر فائز ہوئے۔
وہ عظیم تھے۔ شہادت نے انہیں عظیم تر بنادیا۔
وہ متنازعہ شخصیت تھے۔ شہادت نے انہیں غیر متنازعہ بنادیا۔
پرودگار عالم ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں انبیائے کرام اور آئمہ خدا کے ہمراہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

مفتی منیب الرحمٰن
سربراہ سنی رہبر کونسل

علامہ ترابی کی شہادت

ہم علامہ حسن ترابی کی شہادت پر تعزیت پیش کرتے ہیں اور علامہ حسن ترابی کے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اگر حکومت سانحہ نشتر پارک کے دہشت گردوں کو گرفتار کرلیتی تو شاید یہ المناک سانحہ پیش نہ آتا۔
حکومت عوام کی جان مال وابرو کے تحفظ میں ناکام ہوچکی ہے لہٰذا اس نے اقتدار کا شرعی، قانونی اور اخلاقی جواز کھودیا ہے۔
ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں شہید علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔

ہفت روزہ افکار توحید ۲۱۔ ۲۷ جولائی ۲۰۰۶

مفتی محمد عثمان یار خان
نائب صدر: متحدہ مجلس عمل (سندھ)
مرکزی ڈپٹی سیکریٹری: جمعیت علمائے اسلام (س)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب علامہ حسن ترابی ایک عظیم شخصیت تھے۔ جو انتہائی محبت کرنے والے، ملنسار پر جوش خطیب، میرے انتہائی عزیز دوست اور رفیق تھے۔

مجھ سے انکا تعلق اس قدر تھا۔ وہ کبھی کبھار بغیر کسی پیشگی اطلاع کے جامعہ میں ملنے کیلئے تشریف لاتے اور مختلف موضوعات، خصوصاً اتحاد، امت کے موضوع پر کافی طویل گفت وشنید ہوتی، اور گپ شپ رہتی تھی اسی طرح جب کبھی شہر سے باہر سفر کی نوبت آتی تو فون کرکے یہ کہتے کہ مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں لے چلو یا میرے ساتھ میری گاڑی میں چلو چنانچہ دوران سفر مختلف امور پر بات چیت ہوتی۔ دوران بات چیت بعض اختلافی باتیں اگر زیر بحث بھی آجاتی تو بالکل ہم ایک علمی ماحول ووقار کے ساتھ ایک برادانہ ماحول میں زیر بحث لاکر اپنی اپنی علمی رائے پیش کرتے نہ یہ کہ اپنی رائے مسلط کرنیکی کوشش کرتے۔ علامہ ایک ظریف طبع انسان تھے انکے ساتھ وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوتا، اور بوریت تو دور کی بات ہے۔

میرا علامہ سے اس لئے زیادہ تعلق تھا کہ وہ امریکہ کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور جب مختلف مواقع پر اپنی تقریر کا اختتام فرماتے تو انکا ایک لازم وظیفہ تھا کہ وہ ایک عالم وجد میں امریکہ کے خلاف نعرہ لگاتے اور جسکا جواب بھی انہیں اس طرح جوش سے ملتا کہ "مردہ باد مردہ باد امریکہ مردہ باد" اور اس طرح اسی نعرے میں وقت کے عظیم ڈکٹیٹر کو بھی شامل کرتے۔

علامہ نے ہمیشہ اتحاد امت اور بھائی چارے اور اتفاق پر ہی زور دیا۔ اس وقت جب ایک مذموم سازش کے تحت شیعہ سنی کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی گئی۔ اور طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک ہی نمبر پلیٹ اور ایک رنگ کی گاڑی سے مسجد اور امام بارگاہ پر فائرنگ کر کے مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور جائے وقوع سے ایک ہی طرح کے خول برآمد ہوتے تھے۔

لیکن ایسے حالات میں علامہ کے ساتھ جب شیعہ حضرات کی نماز جنازہ میں مجھے جانا ہوتا۔ تو علامہ کے ساتھ جاتے تو بپھرے لوگوں میں بڑے صبر اور پر امن ماحول میں شرکت کر کے لوٹنا ہوتا تھا۔ یہ ماحول بنانا علامہ کا خاصہ تھا۔

اسی دوران جب رمضان المبارک میں اعتکاف چھوڑنے کیلئے بھی فتوے جاری کیے گئے تو ہم سب نے ایک ساتھ ہی امن کا علم بلند کیا تھا۔ جب ہمارے پڑوسی اسلامی ریاست پر امریکہ نے شب خون مارا پھر نے ہم دفاع پاکستان وافغانستان کے پلیٹ فارم انکل سام اور انکے حواریوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ اور الحمد اللہ کراچی شہر کے نامساعد حالات میں ملین مارچ کروایا۔

آخر کار اس نتیجہ میں جب متحدہ مجلس عمل بنی۔ تو پھر ایک نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ وڈیروں اور چودھریوں سے اور نسل پرستی کی عفریت سے ٹکر لی جس کا نتیجہ سب نے دیکھا۔

مولانا قاری محمد صدیق

رکن شوری جے یو آئی کراچی سٹی

داعی اتحاد ملت علامہ محمد حسن ترابی صاحب

یوں ہم سب نے مرنا ہے جو دنیا میں آیا ہے، جانے کیلئے آیا ہے
لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے جانے کا غم زیادہ ہی دل دکھاتا ہے

بقول شاعر

موت اسکی ہے، کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو سب لوگ یہاں آتے ہیں جانے کیلئے

۔آپ بنیادی طور پر اتحاد ملی کے داعی تھے اس لئے مجلس عمل کی وجود میں آتے ہی اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور مجلس عمل کے اہم عہدیدار بنے اور آخری لمحے تک فعال کردار ادا کر تے رہے:

مرحوم ترابی صاحب روشن دماغ اور متحرک انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پر خلوص دوست بھی تھے جو دوستوں کی خوشی کو اپنی خوشی اور دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے شہید نے ہر موقع پر متحدہ مجلس عمل اور قیادت کی پالیسیوں پر اندھا اعتماد کیا اور روز دیکر کہا کرتے تھے کہ الحمد اللہ ہماری قیادت نہ جھکنے والی ہے نہ بکنے والی۔

مرحوم ترابی صاحب کی طبیعت بڑی باغ و بہار تھی، مجلس عمل کے انتخابی جلسوں میں کئی جگہ اکھٹے خطاب کا موقع ملا ان کی باتیں سننے کا بارہا اتفاق ہوا،

بڑے حاضر جواب اور خوش کلام تھے ان کی تقریریں میں اکتاہت کا احساس تک نہیں ہوتا تھا۔ مجلس عمل کے موقف پر دلائل کے ایسے انبار لگا دیتے تھے کہ ایک ہی نشست میں مخالف کو

سوافق بنانا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ خدا رحم کرے عجب مرد آزاد تھا۔
میں تو کہتا ہوں کہ وہ مرے نہیں ہیں مجلس عمل کی شکل میں وہ زندہ ہیں جب تک مجلس عمل زندہ ہے وہ بھی زندہ جاوید ہیں۔

مولانا سید محمد عون نقوی

سربراہ ادارہ تبلیغ تعلیمات اسلامی پاکستان

بیباک اور نڈر شخصیت

ممتاز اور معروف مذہبی وسماجی اور سیاسی شخصیت مولانا حسن ترابی شہید کی شخصیت ہمہ گیر بے باک اور نڈر تھی آپ نے اپنی زندگی ہمیشہ محنت مشقت، جدوجہد اور ہنگامی گزاری۔ آپ اپنے مخالفین سے بھی اخلاق سے ملتے تھے اور اختلاف رائے اس ہی سے ہوتا ہے جو کام کرتا ہے جو کام نہیں کرتا اسے کوئی یاد نہیں رکھتا۔ علامہ شہید اُن قومی شخصیات میں تھے جنہوں نے اپنی ذہانت، محنت اور کاوش سے ملکی سطح کی شخصیت ہونے کا شرف حاصل کیا آپکی اولاد اور چاہنے والوں کو آپ کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے تاکہ اخروی نجات کا ذریعہ فراہم ہو۔

ہماری دعا ہے کہ خدا شہید کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین

سید الطاف حسین کاظمی

مرکزی صدر جعفریہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

شہید راہ حق

شہید راہ حق، داعی اتحاد بین المسلمین، قائد ملت جعفریہ کے دستِ راست اور تا وقت شہادت قائد کے وفادار اور جانثار ساتھی شہید علامہ حسن ترابی، یقیناً جن کی المناک شہادت سے اسلام عزیز میں وہ خلاء پیدا ہوا ہے کہ جسے کوئی پر نہیں کرسکتا۔ شہید علامہ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے۔

شہید علامہ حسن ترابی جو بیک وقت کئی محاذوں کے مجاہد تھے جن کی زندگی کا نصب العین تمام مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں پرونا، ظالموں جابروں کے خلاف اور مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرنا اور دشمنانِ اسلام کی مکارانہ سازشوں کے بے نقاب کرنا تھا۔ یہ اُن عظیم مجاہد علماء میں سے تھے کہ اس دور میں بھی جب کہ قلم شکستہ، زبانیں بند اور دم گھٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اظہار حق اور باطل کی تردید سے دریغ نہیں کیا۔

شہید نوجوانوں سے انتہائی دلی لگاؤ رکھتے تھے اور بار بار اُنکی توجہ اس طرف مبذول کراتے تھے کہ نوجوان اسلام اور وطن عزیز کیلئے عظیم سرمایہ ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنی جوانی اسلام، عزت و وقار، اسلام اور وطن عزیز کے وقار کیلئے صرف کرنی چاہیے۔

آیئے یہ عہد کریں کہ ہم شہید کے افکار کو زندہ رکھیں گے اور آپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا شہید کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

سید ناصر حسین زیدی

چیرمین جعفریہ میڈیکل اکیڈمی

شہید کبھی نہیں مرتا

خدا کا فرمان ہے شہید کبھی نہیں مرتا اس کو ہم اپنے پاس سے رزق عطا کرتے ہیں

علامہ حسن ترابی ایک عظیم اور انقلابی شخصیت تھے انہوں نے ملت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں جن میں ملت کے تحفظ کے لئے ملی یکجہتی کونسل کا قیام اور بالخصوص مخالف فرقے کا نعرہ جس میں شیعہ کو کافر قرار دیتا اس کو ختم کرواتا اور ہر مشکل گھڑی چاہے عزاداری کے حوالے سے ہو یا سانحات کے حوالے سے میں شہدا اور زخمیوں کی فوری دادرسی کرنا شہید کا طرہ امتیاز تھا۔

ہر سطح پر ملت مسلمہ کے لئے آواز بلند کرنا علامہ کا مشن تھا جس کی تکمیل میں جام شہادت نوش کیا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ علامہ اپنی ملت سے کتنا مخلص تھے بالخصوص جعفریہ میڈیکل اکیڈمی سے ہر سطح پر تعاون اور حمایت ہی کی سبب آج جعفریہ میڈیکل اکیڈمی ملت میں بہترین خدمات انجام دے رہی ہے جس کی وجہ مخلص اور مخیر حضرات ہیں جو رات دن ملت کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ کسی بھی سانحہ کے وقت سب سے پہلے پہنچنے والی شخصیت شہید حسن ترابی کی ہوتی تھی علامہ محب وطن محب ملت اور مومن پرست انسان تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے تاریخ میں علامہ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

جناب محترم ایس ایم حیدر

پاسبان عزا چیف کوڈینیٹر پاکستان عزا

ادارہ تحفظ آثار شہداء اسلام پاکستان کے ذمہ داران لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے محسن ملت جعفریہ شہید علامہ حسن ترابی کی شہادت کی مناسبت سے ان کی برسی کے موقع پر ایک کتاب محترم مرتضیٰ حسن تحریر فرمارہے ہیں۔ اللہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے کہ وہ اس موقع پر دیگر شہداء ملت جعفریہ کو یاد رکھیں جن کی شہادتوں نے قوم کو حیات بخش شہدی حسن ترابی کی قومی، ملی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اتحاد بین المسلمین کی خاطر ان کی یہ شہادت ہمیشہ یادرکھی جائے گی، مشکل وقت میں پاسبان عزا کے قیام اور اس کی خدمت کے لئے میرا نام تجویز کرنے میں ان کا کردار ہمیشہ یادرکھا جائے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ملت جعفریہ اور مذہب اہل بیتؑ اور شیعت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شہید حسن ترابی سے میری رفاقت تادم شہادت قائم رہی اور اہم قومی امور پر ہماری مشاورت ہمیشہ جاری و ساری رہی ان کی ذات کی خوبی یہ تھی کہ وہ عوام پر اوپر سے مسلط نہ ہوئے تھے بلکہ عوام کی خدمت کرکے ان کے درمیان رہے اور اپنے وجود کو منوایا یہ شہید حسن ترابی ہی تھے جو ہر مشکل وقت اور مشکل گھڑی میں عوام کے درمیان ان کی خدمت کرتے نظر آئے اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مخلص

ایس ایم حیدر

منظوم خراج عقیدت:

علامہ حسن ترابی

راغب مراد آبادی

دشمن ہے ہر انسان کا قزاق اجل
ہے مرگ شہادت کرم عزو اجل
خلدے شہدا ہی میں ہیں انوار فشاں
علامہ حسن ترابی شمع عمل

شہید راہ حسینی

قسیم ابن نسیم امروہوی

حسن ترابی عظیم الشعار و خوش انجام
زعلم، عالم و علامہ، مرتضیٰ کا غلام.
قسیم کہتے ہیں اہل عزاء یہ سب مل کر
"شہید راہ حسینی" تجھے ہمارا سلام

تاریخ شہادت

مصورؔ غم محشرؔ لکھنوی

بیاد شہید قوم جناب شیخ محمد حسن قبلہ علامہ حسن ترابی شہید

کرم نہ کس طرح فرمائے گا رحیم و کریم
شہید ہوتا ہے دنیا میں لائقِ تعظیم
دیا خدا نے یہ رتبہ بہ فیضِ آلِ نبیؐ
حسن ترابی کی باغِ جناں ہے جائے قدیم

۷۳۱ ۔ ۱۱۰۷ ۔ ۱۶۸

قطعہ تاریخ : ۲۰۰۶ء (۱۴ جولائی)

حسن ترابی باکردار

سید عابد حسین ہاتفؔ الوری

حسن ترابی، جلالی ، مثالی ، باکردار
یزیدیت کے مقابل بنے رہے مختار
سلام کیوں نہ کیا جائے اس حسینیؑ پہ
حسن ترابی نے ملت پہ کر دی جان نثار

ہاتفؔ الوری

شہید حسن ترابی

سید نسیم الحسن زیدی

محب آل پیغمبر حسن ترابی تھے
ہماری قوم کے رہبر حسن ترابی تھے
تمام فرقوں میں تھے اتحاد کے مظہر
صدائے اسوۂ حیدرؑ حسن ترابی تھے

mdablib.org

نظمِ تعزیت بیادِ حضرت مولانا شیخ محمد حسن ترابی شہید

صنعتِ توشیح — مصورِ غم محشر لکھنوی

اعداد	حروف	
۳۰۰	ش	شیعت کی شخصیات میں اُس کا بھی نام تھا
۱۰	ی	پایندۂ خلوص و محبت پیام تھا
۶۰۰	خ	خیر البشر کی آل سے الفت تھی بے حساب
۹۱۰	شیخ	☆
۴۰	م	منسوب بوترابؑ تھا اس شخص کا خطاب
۸	ح	حامی تھا اپنی قوم کا ملت کا راہبر
۴۰	م	مقبولِ بارگاہِ شہادت تھا وہ بشر
۴	د	دارِ فنا سے جا کے بھی زندہ ہے اس کا نام
۹۲	محمد	☆
۸	ح	حق دارِ باغِ خلد تھا حق نے دیا مقام
۶۰	س	سیرت میں اک سپاہی تھا بے خوف اور نڈر
۵۰	ن	نفسِ رسولؐ پاک کا شیدا تھا خوش سیر
۱۱۸	حسن	☆

۴۰۰	ت
۲۰۰	ر
۱	ا
۲	ب
۱۰	ی
۶۱۳	ترابی

۹۱۰	شیخ
۹۲	محمد
۱۱۸	حسن
۶۱۳	ترابی
۱۷۳۳	کل اعداد
۱۴	میزانِ اعداد

تحریکِ قوم مسلک و ملت کا پاسباں
راہِ عمل میں چلتا ہوا ایک کارواں
اسلام کا نقیب شہیدِ وفا حسنؔ
بیباک ترجمان، عزادار خوش چلن
یعنی حسن ترابی غلامِ شہِ زمن

☆

حسن مرتضیٰ

قطرہ سے گہر ہونے تک

شہید علامہ محمد حسن ترابی

ولادت: آپ ۲ جولائی ۱۹۵۳ کو شمالی علاقہ جات کے علاقے شگر تحصیل کے ہیڈ کوارٹر کے محلہ چھقپہ کے ایک انتہائی دین دار گھرانہ میں آنکھ کھولی۔ آپ کے پردادا مولانا اخوند احمد حسین، دادا مولانا اخوند محمد رضا، والد مولانا اخوند احمد حسین ترابی کا شگر کے نامور اور عظیم علماء کرام میں شمار ہوتا تھا اور یہ بھی اس گھرانے کی تاریخی سعادت ہے کہ ان تمام کی جائے مدفن مساجد ہی رہیں۔ قدرت کے کاموں میں بشر کا کیا دخل، علامہ حسن ترابی نے بھی عباس ٹاؤن کی جامع مسجد محمد مصطفیٰ ؐ کے صحن اور علم حضرت عباس علمدار کے زیر سایہ جگہ پائی۔

بچپن: مولانا احمد حسین نے اپنے عزیز فرزند محمد حسن کو جن کی عمر اس وقت ۱۲ سال تھی عالم نزع میں وصیت کی کہ تمہیں عالم دین بننا ہے اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اب کم سن محمد حسن کے لیے مشکل دور کا آغاز تھا گھر کے بڑے ہونے کے ناطے اپنی والدہ دو بھائیوں اور ایک بہن کی ذمہ داری کے علاوہ والد کی وصیت پر عمل کرنا تھا۔ آپ بچپن ہی سے فطرتاً بہادر، دلیر اور حالات سے نبرد آزما ہونے کی خداداد صلاحیت کے مالک تھے۔ اس وجہ سے کٹھن حالات بھی آپ کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ آپ نے ۱۹۶۸ میں کراچی ہجرت کی۔

ابتدائی تعلیم: علامہ حسن ترابی نے ابتدائی تعلیم شگر خاص کے مدرسہ

امامیہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد کراچی تشریف لائے۔

کراچی میں تعلیم: کراچی میں مولانا سید ظفر الحسن امروہوی ادیب اعظم مولانا محمد بشیر انصاری فاتحہ ٹیکسلا اور سید مسیتب علی زیدی کے قائم کردہ مدرسۃ الواعظین جامعہ امامیہ ناظم آباد کراچی میں داخلہ حاصل کیا۔

مدرسۃ الواعظین جس کا سن تاسیس ۱۹۵۵ اور تدریس کا آغاز ۱۹۵۸ میں ہوا۔ مدیران مدرسہ میں آغا سید طیب جزائری، مولانا مرزا بندہ حیدر لکھنوی، مولانا احمد عباس نجفی، مولانا شیخ محمد مصطفیٰ جوہر قبلہ، علامہ طالب جوہری، علامہ شیخ محمد موسیٰ نجفی اور آغا سید فاضل علی موسوی جیسی نامور ہستیاں شامل رہی ہیں۔

جامعہ امامیہ میں آپ نے ممتاز الواعظین کی سند فرسٹ ڈویژن میں فرسٹ پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔ ۱۹۷۰ میں عربی ادیب فاضل کا امتحان کراچی بورڈ سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۷۴ میٹرک کا امتحان بطور پرائیوٹ امیدوار کراچی بورڈ سے تھرڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

جامعہ امامیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دوبارہ بلتستان کے علاقہ شگر چلے گئے۔ جہاں آپ نے آمر وقت ضیاء الحق کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ جس کی پاداش میں آپ اپنے رفقاء کے ہمراہ پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔

رہائی کے بعد ماسوا چند باوفا ساتھیوں کے دیگر احباب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے آپ دل برداشتہ ہو کر دوبارہ کراچی چلے گئے۔

عملی زندگی کا آغاز: یہ دور علامہ کی زندگی کا انتہائی صبر آزما اور کٹھن دور تھا وہ دن کو پڑھائی اور رات میں نوکری کرتے تھے۔ وہ اپنے بچوں کو بتایا کرتے

تھے کہ "میں رات کو نوکری کرتا اور ایک لباس میں گزارا کرتا تھا" اکثر نوکری کے مقام پر تہبند اور بنیان میں کام کرتا اور لباس کو دھو کر ڈال دیتا صبح پھر وہی لباس پہن کر دن گزارتا تھا۔

۱۹۷۵ میں علامہ حسن ترابی بحیثیت "پیش امام" مسجد و امام بارگاہ ارم محمود آباد سے منسلک ہو گئے۔ شہید کراچی کی مشہور درس گاہ "حبیب پبلک اسکول" واقع مولوی تمیز الدین خان روڈ میں ایک عرصے تک اسلامیات پڑھاتے رہے۔ سانحہ مسجد سکینہ و امام بارگاہ شاہ کاظمین نیو کراچی پر احتجاج اور پھر بندر روڈ پر دھرنے میں شرکت کی وجہ سے حکومتی دباؤ کے سبب آپ نے اپنے اسکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اسی دوران آپ اسلام کے حوالے سے منعقد ہونے والے اجتماعات میں بھرپور شرکت کرنے لگے جو کہ اکثر لوگوں کو ناگوار لگنے لگی لیکن آپ کے پیش نظر تو اسلام تھا لہٰذا اگر کسی نے زیادتی بھی کی تو آپ نے درگزر سے کام لیا اور ہر رکاوٹ کو نظر انداز کرتے رہے۔ شہید کسی کام کو مشکل نہیں سمجھتے تھے جب بھی حالات کی سختی اثر انداز ہونے لگتی تو والد کا محبت بھرا چہرہ یاد کر لیتے اور پھر تازہ دم ہو جاتے۔ لیکن علامہ اسلام کی ترویج و اشاعت، ملت تشیع کے حقوق اور اتحاد بین المسلمین کی راہ پر جب ایک بار گامزن ہوئے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

اس سلسلے میں شہید نہ دن دیکھتے تھے نہ رات، جب بھی کبھی قوم کو کوئی مشکل درپیش ہوئی وہ ہر کام ترک کر کے نکل پڑتے۔ انتہائی کشیدہ اور مخدوش حالات میں بھی جب کبھی گھر والے روکتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ ملت پکار رہی ہے مجھے مت روکو اور گھر سے نکل جاتے تھے۔

ازدواجی زندگی: شہید ۱۹۷۹ء میں مولانا احمد جو پیش امام مسجد حسینی محمود آباد کی دختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ان سے ۹ اولادیں ہوئیں جن میں ۵ صاحبزادے اور ۴ صاحبزادیاں ہیں۔

۱۹۸۱ء میں شہید نے دوسری شادی آزاد کشمیر کے گھرانے میں کی جن سے ۵ اولادیں ہوئیں جن میں ۳ صاحبزادے اور ۲ صاحبزادیاں ہیں۔

تحریک جعفریہ میں شمولیت: قائد ملت جعفریہ شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی نے ۱۹۸۴ میں آپ کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کراچی ڈویژن، پھر پورے صوبہ سندھ کا سکریٹری جنرل مقرر کیا آپ نے اس عہدے پر ۶ سال تک انتہائی جانفشانی سے کام کیا اور تحریک کو سندھ میں اس قدر منظم کیا کہ ان کی شہادت کے بعد بھی سندھ کے ہر گوشے کے لوگ شیعہ علماء کونسل کے پلیٹ فارم پر آج بھی منظم ہیں

۱۹۹۰ میں آپکی خدمات کو دیکھتے ہوئے تحریک جعفریہ پاکستان صوبے سندھ کا صدر مقرر کیا۔ صوبائی صدر کی حیثیت سے شہید حسن ترابی نے اتحاد بین المسلمین کے بے مثال جدوجہد کی جس کی ایک واضح مثال ۱۹۹۴ میں "ملی یکجہتی کونسل" کا قیام ہے جس میں آپ نے انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

ہر محاذ وقت پہ لکھی ہے میری داستاں

شہید حسن ترابی

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان ہو یا اسلامی تحریک پاکستان کا محاذ

ملی یکجہتی کونسل ہو یا متحدہ مجلس عمل کا فورم

ہیئت آئمہ مساجد امامیہ (پاکستان) ہو یا شیعہ علماء کونسل سندھ کا دور

مارشل لاء کا مشکل زمانہ ہو یا جمہوری حکومت ہو

سندھ بالخصوص کراچی کے حالات میں ہر وقت اور ہر دم، ملک اور قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ملت تشیع کے حقوق وتحفظ عزاداری کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کے لیے آخری دم تک کوشاں رہے۔ حالات کے جبر، اپنوں کی مخالفتوں اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود شہید اور اُنکے رفقا کی کارکردگی قابل ستائش ہے۔

شہید کی خدمات کی چند جھلکیاں:

فرقہ واریت کے حوالے سے پاکستان بھر کے واقعات کا نوٹس لینا اور

پُر امن وموثر احتجاجی حکمت عملی اختیار کرنا

دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کے لیے

حکومتی ایوانوں تک ملت کی آواز پہنچانا

متاثرہ مومنین کی طبی اور قانونی ضروریات کو ممکنہ حد تک پورا کرنا

اسیروں کی رہائی کے قانونی جدوجہد اور بحالی کا اقدامات کرنا

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت یا سانحہ مکہ/سانحہ نجف

سانحہ سامراہ اور سانحہ کربلا یا فلسطین کا یا کشمیر کا مسئلہ ہو

افغانستان میں مسلمانوں بالخصوص شیعوں پر ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا

امریکی سامراج کے ہاتھوں ایرانی مسافر بردار طیارے کی تباہی ہو

ہر موقع پر موثر احتجاج کے ذریعے ملت کے موقف کی بلا خوف خطر ترجمانی کی۔

تحریک جعفریہ پاکستان کی مرکزی کونسل کا اجلاس

الیکشن ۱۹۹۳ کے سلسلے کے سیاسی رابطے

کشمیر ریلی اور یا القدس ریلی

عظمت اسلام کانفرس سکھر کا انعقاد

ملی یکجہتی کونسل کا قیام یا شمالی علاقہ جات کے الیکشن

کل کراچی شیعہ کنونشن یا شہدائے اسلام کانفرس (کراچی)

علامہ سید عارف حسین الحسینی کی شہادت یا علامہ سید ساجد علی نقوی کی گرفتاری

مسئلہ چاہے شریعت بل کا ہو، نصاب کا ہو یا مدارس کا

علامہ سید ضیاء الدین رضوی شہید کی شہادت ہو یا مفتی شامزئی اور

دیگر علمائے اہل سنت کی شہادت

ہر موقع پر اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

ان تمام واقعات کا احاطہ سردست مشکل ہے لیکن چند واقعات کی تفصیل شہید کی ذات سے آگاہی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء ۲۴ مساجد و امام بارگاہوں کی بے حرمتی اور ۳ مومنین کی شہادت پر منعقد مجلس ترحیم بمقام مرکزی امام بارگاہ و مسجد قمر بنی ہاشم لیاقت آباد پر شرپسندوں کے حملے اور شب بھر کے محاصرہ کے بعد ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ کو شہید علامہ حسن ترابی دیگر علماء ایکشن کمیٹی کے ہمراہ گرفتار ہوئے۔

جون ۱۹۸۳ میں بغیر کسی معافی نامے اور شرائط کے مارشل لاء حکومت نے آپ کو رہا کر دیا۔ یہ آپ کی طویل اسیری ہے اس کے بعد تو گرفتاریوں کی وجہ اور مقام بدلتے رہے اور ایک اندازے کے مطابق ۱۶ مرتبہ آپ کو پابند قید و سلاسل کیا گیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

مومنین کوئٹہ، مومنین گلگت، مومنین کوہاٹ، مومنین پاراچنار، مومنین پشاور، مومنین ڈیرہ اسمٰعیل خان، مومنین لاہور، مومنین راولپنڈی، مومنین سیالکوٹ، مومنین ملتان، غرض یہ کہ پاکستان کے کونے کونے میں ملت پر ہونے والے سرکاری و غیر سرکاری تشدد اور دہشت گردوں کے حملوں کے خلاف بغیر کسی خوف کے ہر سرکاری اور غیر سرکاری فورم پر اپنی آواز کے ذریعے ملت کے موقف کی بھرپور ترجمانی کی۔

۶ جولائی ۱۹۸۵ کو قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی کے حکم پر ملک بھر کے تمام صوبائی ہیڈ کوارٹرز کی مانند کوئٹہ میں شیعہ مطالبات کی منظوری اور حقوق کے دفاع کے لیے منعقدہ احتجاجی مظاہرے پر پولیس کی بلا جواز شیلنگ اور فائرنگ کے نتیجے میں ۱۶ مظلوم مومنین کی شہادت اور سینکڑوں بے گناہ مومنین کی گرفتاری، امدادی کیمپ کی تاراجی، کرفیو لگا کر مومنین کو نان شبینہ تک کا محتاج کرنے اور تلاشی کے نام پر چادر اور چار دیواری کے تقدس کی پامال ہونے کی خبر پر علماء کراچی کا ایک وفد مولانا سید محمد رضا الرضوی کی سربراہی میں مومنین کوئٹہ کی خبر گیری اور اظہار یکجہتی کے لیے کوئٹہ روانہ ہوا۔ وفد کے دیگر ارکان میں شہید علامہ حسن ترابی، مولانا محمد موسیٰ، مولانا احمد عباس نجفی اور دیگر علماء شامل تھے۔

کلمہ حق کی پاداش میں علماء کو گرفتار کرلیا گیا اور وہ تشدد کیا جو کہ استعمار کی زر خرید ایجنسیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ ناخن، سر اور ڈاڑھی کے بالوں تک کو کھینچا گیا۔

مولانا سید محمد رضا الرضوی کے مطابق وہ مظالم کیے جو کہ جوانوں کے لیے

ناقابل برداشت تھے۔ جب یقین ہوگیا کہ اب یہ ضعیف عالم زندہ نہ رہ سکے گا تو رات کے وقت ایک ویرانے میں ڈال کر چلے گئے۔ کولہے کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور پیشاب میں خون آرہا تھا۔ کمزوری سے قوت گویائی جاتی رہی تھی۔ رات بھر خود کو سنبھالے رکھا پھر صبح کو ایک خداترس راہ گیر کے ذریعے کراچی میں اہل خانہ کو مطلع کیا۔ کراچی آمد کے بعد چار ماہ مسلسل علاج معالجہ ہوتا رہا۔ (کتابچہ مشکل کشا ص ۱۶ شائع کردہ سید قائم رضا رضوی فرزند مولانا سید محمد رضا الرضوی)

اغوا :-

۲۶ نومبر ۱۹۹۰ میں تحریک جعفریہ کے اجلاس سے کراچی واپسی کے دوران آپ کو گھارو کے مقام سے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ڈاکوؤں نے اغواء کیا اور ایک خطیر رقم کا بطور تاوان مطالبہ کیا۔

مریض ہونے کے ناتے ڈاکوؤں نے آپ پر سختی میں کوئی کمی نہیں کی بلکہ ہر وقت ڈراتے رہتے تھے (تفصیلات اغواء کے ساتھی جناب آل محمد رزمی صاحب کے مضمون میں موجود ہے) ظالموں نے آپکی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو صاف کر دیا اور پینٹ شرٹ پہنا کر کراچی پیسوں کا انتظام کرنے کے لیے بھیجا۔ اس دوران بھی باقاعدہ نگرانی ہوتی رہی۔

آپ سوائے اپنے قریب ترین ساتھی شہید مظفر کرمانی کو صورت حال سے آگاہ کیا جس پر شہید نے کہا کہ "آپ جیسے انسان کے وزن کے برابر سونا دے سکتا ہوں پیسوں کی کیا اوقات ہے" یہ بات علامہ صاحب شہید مظفر کرمانی اور چند نزدیکی

رفقاء میں راز ہے کہ تاوان کی رقم کیسے پوری ہوئی اور کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے مگر آفرین
ہے شہید مظفر کرمانی پر بارہا مانی اور ایک مرحلہ پر وہ اپنی ذاتی رہائش گاہ تک کو بیچنے کے
لیے آمادہ ہو گئے تھے۔ بالآخر تاوان کی ادائیگی اور سیاسی اثر و رسوخ کے استعمال کے
بعد تمام مغوی رہا ہو کر اپنے گھروں پر پہنچے۔

۱۹۹۳ء: میں جب چند شرپسندوں نے آگرہ تاج کالونی کے صفر کے
مہینے میں باقاعدہ پرمٹ پر برآمد ہونے والے قدیم جلوس عزا کے روٹ کو تبدیل
کرنے کی کوشش کی ہے تو تحریک جعفریہ اور شہید حسن ترابی ان کی راہ میں رکاوٹ بن
گئے۔

اس سلسلے میں علامہ کے علاوہ، مولانا احمد عباس نجفی، آل محمد رزمی اور دیگر
مومنین گرفتار ہوئے۔ کل ۱۳ گرفتاریاں ہوئیں۔

چہلم سے ایک روز قبل ۹ دن کی اسیری کے بعد تمام اسیر باعزت رہا ہوئے
اور دشمنوں کا جلوس کے روٹ کی تبدیلی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

اس سلسلے میں شہید سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ اور دیگر ساتھیوں نے
گراں قدر خدمات انجام دیں۔

کراچی میں جلوس عزا کے روٹ کی تبدیلی کی یہ دوسری کوشش تھی جو کہ
بروقت ناکام ہوئی۔

۲۸ فروری ۱۹۹۴ یوم القدس کے موقع پر شہید علامہ حسن ترابی، قاری ممتاز
علی شریفی اور دیگر تحریکی ساتھیوں نے جس خلوص، جوش و ولولہ اور محنت سے ”القدس

ریلی" کو ترتیب دیا تھا وہ کراچی کی ریلیوں میں ایک منفرد اور تاریخی مقام رکھتی ہے۔

القدس کے ماڈلز، بینرز، بچوں اور نوجوانوں کے دستے، خواتین کا دستہ، القدس کی جھنڈیاں، سروں پر باندھنے کی پٹیاں، سینوں پہ لگانے کے لیے قائد شہید کے عکس کا بیج، فلسطینی تحریک انتفاضہ کی عکاسی کے لیے ایک بڑا غلیل بردار دستہ، فلسطینی رومال باندھے ہوئے نوجوان کا دستہ، (نقلی) اسلحہ بردار دستہ اور کفن پوش دستہ شریک تھا۔ ایک دستہ اسلامی ممالک کے پرچم اٹھائے آگے چل رہا تھا۔

ریلی میں علماء کرام، سیاسی جماعتوں کے نمائندوں، ملکی اور غیر ملکی صحافی، فوٹو گرافرز اور بین الاقوامی ٹیلی ویژن کے نمائندوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد کے ہمراہ قومی اسکاوٹس بھی بڑی تعداد میں باوردی انتظامات میں مشغول تھے۔

اس عظیم الشان اور تاریخی ریلی کے ریگل چوک پر اختتام سے قبل ڈویژنل صدر قاری ممتاز شریفی، صوبائی سکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی اور سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کے خطاب بعد قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے تاریخی خطاب کیا۔

جون ۱۹۹۴: عشرہ محرم ۱۴۱۵ھ کے موقع پر شہید حسن ترابی کی سربراہی میں صوبائی عزاداری سیل کی تشکیل، جس نے نہ صرف صوبے سندھ کی صورت حال پر نظر رکھی بلکہ دیگر صوبوں کے حوالے سے بھی مرکزی مجلس عزا اور جلوس کے موقع پر مومنین کو بروقت صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس انتھک محنت کے نتیجے میں تخریبی عناصر

مراسم عزاداری کو سبوتاژ کرنے میں ناکام ہوئے۔ جس کا سہرا شہید علامہ حسن ترابی اور اُنکے تحریکی ساتھیوں کو جاتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ کراچی میں گذشتہ ۲۵/۲۰ سالوں میں ملت تشیع کے خلاف ہونے والی ہر دہشت گردی کے سانحہ کے بعد علامہ حسن ترابی سب سے پہلے موجود ہوتے تھے۔ جلوس عزا کا مسئلہ ہو یا ماتم داری کا۔ ہر خطرناک موقعہ پر پہنچ کر اپنا کردار ادا کرنا اُن ہی کا شیوہ تھا۔

جون ۱۹۹۴ میں شہید طاہر عباس (گوگا) اورنگی ٹاؤن کی تدفین سے واپسی پر شہید حسن ترابی کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی لیکن آپ معجزانہ طور پر محفوظ رہے لیکن آپ کا گارڈ زخمی ہوا۔

۱۹۹۴ میں ٹارگٹ کلنگ کی ابتداء ہوئی جس کی وجہ سے تحریک جعفریہ، کا رکنان تحریک کے ساتھ ساتھ ملت جعفریہ نا مساعد حالات کا شکار ہوئی۔ ملت کے پڑھے لکھے طبقہ، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینیرز، طالب علم، کاروباری شخصیات، علماء اکرام و غرض یہ کہ ہر شعبہ زندگی سے وابستہ فرد کو حب علیؑ کے جرم میں شہید کیا جارہا تھا۔

قوم منتشر تھی حالات کا جبر بھی ان میں اتحاد پیدا کرنے میں ناکام نظر آرہا تھا لیکن ایسے میں چند بیدار مغز اور مملکت پاکستان کا درد رکھنے والے افراد کی کوششوں سے ۱۹۹۴ میں ملی یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔

۱۲/اگست ۱۹۹۴ کو کل کراچی شیعہ کنونشن منعقدہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے انتظامات اور شہر کے علماء کرام، خطباء عظام، دانشوران ملت، وکلاء، ٹرسٹ کے عہدیداروں، ماتمی انجمنوں کے ذمہ دار اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں ملت کی نمائندگی

کرنے والے کی بھرپور شرکت علامہ حسن ترابی شہید اور اُنکے رفقاء پر بھرپور اعتماد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۹۴ صرف ایک دن کے نوٹس پر شہدائے اسلام کانفرس کا امام بارگاہ شہدا کربلا میں انعقاد جہاں تحریک اور تنظیم عزا کے اشتراک عمل کا نتیجہ تھا وہیں علامہ حسن ترابی اور اُنکے رفقاء کار کے خلوص کا اظہار اور مومنین کراچی کے اتحاد واتفاق روح پرور نظارہ تھا۔ مومنین اور ماتمی انجمنوں کے کارکنان نے کسی اشتعال انگیزی یا غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہ خود کیا اور نہ ہی کسی دوسرے کو اس کی اجازت دی۔

اس کانفرس کی خاص بات یہ تھی کہ قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی اور تحریک کے نائب صدر علامہ سید تقی شاہ صاحب نے سرکار کی جانب سے کراچی میں داخلے پر عائد پابندی کو رد کرتے ہوئے شرکت کی۔

اکتوبر ۱۹۹۴ میں شمالی علاقہ جات میں منعقد الیکشن میں تحریک کے امیدواروں کی کامیابی کیلئے شمالی علاقہ جات کے دور دراز علاقوں کا دورہ اور شب و روز الیکشن سیل کی فعالیت آپ ہی کی مرہون منت تھی جس کی وجہ سے تحریک نے شاندار کامیابی حاصل کی۔

۲۵ فروری ۱۹۹۵: سانحہ محفل مرتضٰی و سانحہ محفل ابوالفضل عباسؑ کے شہدا کے نماز جنازہ کے اجتماع جیسے نازک لمحات میں ایک مجروح و مشتعل قوم کو پر امن رہنے اور جذبات پر قابو رکھنے جیسی ہدایات پر عمل کروانا شہید حسن ترابی اور اُنکے ساتھیوں کا قابل تحسین کارنامہ ہے۔

چاہے کتنے جنازے اٹھائے ہوئے ہم چل رہے ہوں

وہ مظلومیت کا راستہ آپ کو یاد ہے نا

میں کہتا ہوں ۲۰ لاشے بہت بڑا غم ہے لیکن

جن کی وابستگی کربلا سے ہو جہاں

قوت اسلام پر بہتر لاشے ایک باپ نے اٹھائے ہوں

ہمیشہ ہی سامنے ہے، اسی حسین کا پیغام، حسین کی وصیت

حسین کا حکم ہمارے لیے یہ ہے، اے میرے شیعوں تمہارے لیے

ہر زمین زمین کربلا ہے، ہر دن یوم عاشورہ ہے

(تقریر کا متن تقاریر کے ذیل میں موجود ہے۔)

۱۹۹۶ میں ایک ذاتی فعل کو وجہ بناتے ہوئے قیادت اور تحریک کی مخالفت کی گئی لیکن شہید حسن ترابی نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، ملت کی خبر گیری اور اتحاد بین المسلمین کے مشن کو جاری رکھا۔ شہید لوگوں کے بہت سے مسائل کرنے کا وسطہ تھے، وسیلہ تھے۔ شہید علامہ نے اپنے پاس آنے والوں کو کبھی بھی موافق یا مخالف کے خانوں میں تقسیم نہیں کیا بلکہ برادران اہلسنت کی بھی ایسی ہی مدد کی جیسے کہ اپنے مومن بھائی کی۔ تحریک کی تین نامور شخصیات جن میں سید علامہ حسن ترابی، شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی۔ اور شہید علامہ ضیاالدین رضوی نے انتہائی دباؤ کو برداشت کرتے ہوئے اپنی آخری سانسوں تک تحریک اور قیادت سے مربوط رہے۔

نومبر ۱۹۹۸: جب استعمار کے ایجنٹوں نے سیہون شریف میں واقع

حضرت لال شہباز قلندر کی درگاہ پر صدیوں سے ہونے والے ماتم کو روکنے کی کوشش کی اور چند بے ضمیروں کے ساتھ ایک نام نہاد معاہدہ کر کے عزاداری کو محدود کرنے کی کوشش کی۔

اس صورت حال کا نوٹس لیتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے ایک پرامن اور موثر احتجاجی تحریک کا پروگرام ترتیب دیا جو کہ سندھ کے مختلف شہروں ہوتا ہوا قلندر شہباز کی درگاہ پر ختم ہوا اور معاہدہ کو منسوخ کیا گیا۔

قلندر کی درگاہ اور دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ لاکھوں شیعیان علیؑ کا ایک سمندر ہے جو ماتم داری کر رہا ہے۔ جس کی بازگشت آج بھی سیہون کی فضاؤں میں موجود ہے۔ ماتمی دستہ کی قیادت علامہ سید ساجد علی نقوی، علامہ حسن ترابی، مولانا آقا حیدر نقوی، مولانا اسد اور مولانا شکور نے کی۔

اس موقع پہ علامہ حسن ترابی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیہون میں ہم نے لاکھوں افراد کو جمع کر کے ثابت کر دیا کہ ہم پرامن قوم ہیں اور اعلان کیا کہ اب ہر جمعرات کو سندھ کے مختلف شہروں سے ماتمی انجمنیں یہاں آ کر ماتم کریں گی۔ ہر سال جمادی الثانی کی آخر جمعرات کو "یوم عزاداری" کے طور پر منایا جائے گا۔ عزاداری کی راہ میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کی جائے گی کیونکہ عزاداری ہماری شناخت ہے۔

شہید علامہ حسن ترابی کی دلیری اور موت سے بے خوفی کے عالم کا اندازہ کرنے کے لیے ایک واقعہ کا تذکرہ ہی کافی ہے۔ جو ۱۹ جون ۱۹۹۴ کو کورنگی میں پیش آیا جس میں جلوس عزا پر شر پسندوں نے فائرنگ کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے فائرنگ نے شدت اختیار کر لی جس پر خطرہ کا احساس کرتے ہوئے DC اور SSP پولیس اپنی

اسکوڈ کے ہمراہ واپس چلے گئے البتہ SDM موقع پر موجود رہے۔ پولیس فورس اپنی کلاشنکوفیں اور ایل ایم جی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس انتہائی کشیدہ صورت حال میں تجمی شہید اور اُنکے صوبائی رفقاء رینجرز اور فوج کی آمد اور مومنین کے تحفظ کا معقول انتظام ہو جانے کے بعد دفتر واپس آئے۔

لوگ سوچتے بھی ہونگے کہ کب تک یہ سلسلہ چلے گا اور لوگ پوچھتے بھی ہیں ہر اجتماع میں کھڑے ہو کہ کب تک لوگ شہید ہوتے رہیں گے یقیناً جو لوگ بھی یہ سوال کرتے ہیں

وہ تاریخ آل محمدؐ سے ناواقف ہیں

مکتب آل محمدؐ جو آج یہاں تک پہنچا ہے تو شروع سے لے کر تمام تر زور تمام تر جبر تمام تر حکومتی قوتیں مکتب آل محمدؐ کے ماننے والوں کے خلاف استعمال ہوتی رہیں دنیا کے تمام زر و خزانہ مکتب آل محمدؐ کے خلاف کام کرنے والوں کی سرپرستی کرتے رہے دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں نے مکتب آل محمدؐ کے قاتلوں کی سرپرستی کی۔

(خراسان میں خطاب)

جون ۲۰۰۰: علامہ حسن ترابی نے گذشتہ ڈیڑھ دھائی سے فرقہ واریت کے نام پر جاری دہشت گردی کا ایک تفصیلی جائزہ اور تجاویز کو "امن فارمولے" کے عنوان سے مرتب کیا اور حکومت پاکستان کے تمام مقتدر حلقوں کو ارسال کیا۔ اس امن فارمولے میں اُنہوں نے تحریک جعفریہ پاکستان کے موقف کی بھرپور ترجمانی کی۔ (مکمل متن یادگار تحریروں کے ذیل میں صفحہ نمبر...... پر موجود ہے)

۵ فروری ۲۰۰۱ کو مظفر کرمانی کی شہادت کے بعد علامہ حسن ترابی کو اُنکی رہائش گاہ سے گرفتار کر کے گلزار ہجری تھانے میں رکھا گیا۔ وہاں رات دن حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی اور سول سروس کے اہلکار مختلف حیلوں اور بہانوں، لالچ اور دھمکی کے ذریعے سے علامہ کو اس بات پر مجبور کرتے رہے کہ وہ مخالفین سے مذاکرات کے ذریعے مسائل کو طے کریں لیکن سلام ہے اُنکی ہمت پر باوجود ذیابطیس (شوگر) جیسی بیماری کے وہ سینہ سپر رہے۔ اُن کا واضح اور برملا موقف تھا کہ وہ لوگ دہشت گرد ہیں اور عالم اسلام کسی فقہ کے نمائندے نہیں ہیں لہذا اُن سے مذاکرات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اسی اسیری کے دوران ایک رات کو اُس وقت کے چیف سیکریٹری کے دفتر میں سقیفہ کا دربار لگا ہوا تھا اور تشیع کے بھی بڑے نام موجود تھے جن کی موجودگی میں چیف سیکریٹری نے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے مخالفین سے مذاکرات پر آمادگی ظاہر کردی ہے اب آپ کا کیا خیال ہے۔ علامہ نے بڑی جرأت اور استقامت کے ساتھ اپنے موقف کو دھرایا اور موقعہ پر موجود تشیع کے نمائندوں کو اُنکی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری کا احساس دلایا۔ اس طریقے سے سرکاری سطح پر رچائے جانیوالے ڈارمے کو فلاپ کیا۔

۳۱ جولائی ۲۰۰۲ اتحاد تعلیمات مدارس دینیہ کے زیر اہتمام جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں مولانا سلیم اللہ کی زیر صدارت منعقدہ کل پاکستان علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ ”جب بھی عالم اسلام کے خلاف

عالم کفر حملہ کرے گا تو ہم تمام مسالک والے اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک ہو جائیں گے۔ دنیا میں مستقبل میں صرف اسلام کا غلبہ ہوگا۔

(روزنامہ جنگ یکم جون ۲۰۰۲)

۱۴ ستمبر ۲۰۰۲ کو ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے زیر اہتمام "دی نیوز" کے صحافی ذوالفقار شاہ کی مرتب کردہ رپورٹ "کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد ۱۹۹۴ تا ۲۰۰۲" پر اظہار خیال کے لیے منعقدہ فورم پر سول سوسائٹی کے نمائندوں، صوبائی وزیر مذہبی امور، سیاسی رہنما، سی پی ایل سی کے چیف، پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری، آئی جی پولیس، ایس ایس پی (پولیس) اور سی آئی ڈی آفیسر کی موجودگی میں جس دلیری اور بے خوفی سے شہید نے ملت کا دفاع کرتے ہوئے، غیر ملک سے فنڈنگ، سپاہ محمد کا قیام اور دہشت گردوں کی سرپرستی جیسے سوالات کے دندان شکن جوابات دے کر ان الزامات کو رد کیا۔

(انٹرویو کا متن کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

۱۲ ستمبر ۲۰۰۳: شہید حمید علی بھوجانی ہال میں کل سندھ شیعہ علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ "بنیادی بات یہ ہے کہ مولا سید الشہداء امام حسینؑ نے ۶۱ ھ میں اعلان کیا تھا مجھ جیسا تجھ جیسے کی بیعت! اُس وقت سے لے کر آج تک جو پیرو حسینؑ، فرزند حسینؑ ہے اُن سے ہمیشہ بیعت طلب کی گئی ہے۔ انہوں نے بیعت نہیں کی تو زنداں میں رہے یا شہید کر دیئے گئے اور آج بھی یزید وقت نے فرزند حسینؑ سے بیعت مانگی ہے۔

گروہ بیعت کرتے تو زندان میں نہ جاتے۔ آج بہانہ کچھ اور ہے اندر کچھ اور ہے
بہانہ قتل کیس کا ہے۔جس کا اب تک ملزم سے کوئی سوال نہیں کیا گیا۔
اس کے نام پر گرفتار کر کے قاتلوں کے لیے عام معافی مانگی جارہی ہے۔
لگتا ہے شیعوں کے قاتلوں کے وارث سپاہ صحابہ نہیں بلکہ موجودہ حکومت ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ ناموس صحابہ بل۔جس کو دوبار اسلامی نظریاتی کونسل نے رد کیا
جو نہ شرعی ہے نا قانونی ہے نا اخلاقی ہے اس کے ماننے کا مطالبہ کیا جارہا ہے"

(تقریر کا متن تقاریر کے ذیل میں موجود ہے)

۱۳ مئی ۲۰۰۴ کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ شہداء ملت جعفریہ کے قاتلوں کی سزاؤں پر عمل درآمد میں تاخیر پر سندھ ہائی کورٹ کے سامنے پھر ہائی کورٹ کی دوسرے منزل پر رجسٹرار آفس کے سامنے ڈھائی گھنٹے دھرنا دیا گیا اور چیف جسٹس کے پرسنل سکریٹری سے ملاقات کے بعد ایک یادداشت جمع کرائی گئی۔

(یادداشت کا متن کتاب کے آخر میں ہے)

فروری ۲۰۰۶ سانحہ سامرہ کے خلاف نکالے جانے والی احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ شیعہ سنی متحد ہیں اور اپنے کو اصل دشمن کو پہچان چکے ہیں انہیں آپس میں لڑانے کی سازش کامیاب نہیں ہوگی عراق میں مقدس مقامات پر بم دھماکوں، مساجد پر حملوں اور بے گناہوں کے قتل عام کی مذمت کرتے ہیں آج پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے۔
اس صدی کا سب سے بڑا دہشت گرد خود امریکہ ہے۔علامہ حسن ترابی نے کہا کہ وہ علماء کے اس پلیٹ فارم سے ملت اسلامیہ کی تمام جماعتوں، اداروں اور

شخصیات کو اتحاد وحدت کی دعوت دیتے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل کے رہنما رکن قومی اسمبلی محمد حسین محنتی نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم سامرہ اور بغداد کے واقعات کی مذمت کرتے ہیں تین مارچ کو پورے پاکستان اور اسلامی ممالک میں ہڑتال ہوگی۔ ریلی کے اختتام پر منظور کی جانے والی قراردادوں میں کہا گیا کہ آج کا یہ اجتماع ایسے افراد کی بھرپور مذمت کرتا ہے جو استعماری ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔

حالات پر گہری رکھنے والے احباب کے مطابق ۱۹۹۶ تا جولائی ۲۰۰۶ تک شہید علامہ حسن ترابی نے بیرونی یلغاروں کے ساتھ ساتھ اندورنی سازشوں اور مخالفتو ں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ملت وقیادت سے مربوط رہے۔ ہر سرکاری اور غیر سرکاری فورم پر ملت وقیادت کی بھرپور نمائندگی کے ساتھ ساتھ موثر دفاع بھی کیا۔

شہید علامہ حسن ترابی نے کبھی بھی تقریر یا تحریر میں کسی کی دل آزادی نہیں کی بلکہ ہمیشہ صلح اور امن پسندی کا مظاہر کیا۔ کیونکہ وہ غالبؔ کہ ہم مسلک تھے۔

آزادہ رو ہوں اور میرا مسلک ہے صلح کُل
ہر گز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے۔

(غالبؔ)

انہوں نے اپنے طرز عمل سے سرکار کے نمک خواروں اور مختلف ایجنسیوں کے پروردہ تنظیموں کے منفی پروپیگنڈے کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ ثابت کردیا کہ ''حسن ترابی زندہ بھی رہے تو قوم کے لیے اور شہید بھی ہوئے تو قوم کے لیے ہوئے''

۱۶ اپریل ۲۰۰۶، شہید کو گذشتہ طویل عرصے سے دہشت گردوں کی

طرف سے قتل کی دھمکیاں مل رہیں تھیں لیکن آپ نے بغیر کسی خوف کے اپنا مشن جاری رکھا۔ ١٦ اپریل ٢٠٠٦ کو ابوالحسن اصفہانی روڈ پر ریموٹ بم دھماکے کے ذریعے آپ کو شہید کرنے کی کوشش کی گئی لیکن معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔

آرزوشہادت:۔

١٦ اپریل ٢٠٠٦، حملے میں بال بال بچ جانے پر علامہ حسن ترابی اپنے اہل خانہ سے کہتے تھے کہ تم سب کی دعائیں مجھے شہادت کے درجے پر فائز ہونے سے روک رہی ہیں یا پھر میں اس قابل نہیں ہوں کہ خدا مجھے شہادت کی موت نصیب کرے۔ آپ اکثر بستر کی موت سے نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔

اس ناکام حملے کے بعد صورت حال کا تقاضہ تھا کہ آپ کی سکورٹی پر نظر ثانی کی جاتی لیکن ستم بالاستم اس حساس صورتحال میں ان کی حفاظت پر مامور سرکاری محافظین کی تعداد میں کمی کردی گئی (روزنامہ جنگ ۷ جون ٢٠٠٦ کی اشاعت میں سکریٹری داخلہ صوبے سندھ کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے)

دھمکیوں سے نہ ڈرنے والے شہید حسن ترابی، اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں بھی دہشت گردی انتہاپسندی، فرقہ واریت اور نفرت پھیلانے والے کے خلاف نبرد آزما رہے۔ شہادت کے وقت آپ شیعہ علماء کونسل سندھ کے صدر، اسلامی تحریک صوبہ سندھ کے جنرل سکریٹری اور متحدہ مجلس عمل سندھ کے نائب صدر کی حیثیت سے معروف عمل تھے۔

وہ اکثر گھر میں اپنی شہادت کی تمنا کا اظہار کیا کرتے۔ وہ بہت اچھی طرح

اس بات سے آگاہ تھے کہ یہ امریکہ نواز موجودہ حکومت انہیں زندہ نہیں رہنے دے گی۔اس بات کا اظہار شہید نے اپنے قریبی حلقوں میں ناکام قاتلانہ حملے سے چند ماہ قبل ہی کر دیا تھا۔مگر وہ آخری دم تک اتحاد بین المسلمین اور ملت تشیع کے حقوق کیلئے حکومت وقت اور یزید وقت امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جنگ لڑتے رہے۔وہ اکثر پروفیسر سید سبط جعفر صاحب کا یہ شعر گنگنایا کرتے تھے:

غسل میت نہ کہنا میرے غسل کو، اجلے ملبوس کو مت کفن نام دو
میں چلا ہوں علیؑ سے ملاقات کو، جس کی تھی آرزو وہ گھڑی آگئی

حکومتی نا اہلی:-

انتہائی دکھ اور تکلیف کی بات ہے اور صوبائی حکومت کی غفلت اور نا اہلی کا ثبوت یہ ہے کہ وفاقی حکومت کے اہم ادارے نیشنل کرائس مینجمنٹ سیل (وزارت داخلہ) کے خط نمبر (۱۱۹) 143-16-2006-PT مورخہ ۱۱ مئی ۲۰۰۶ کو نظر انداز کر دیا گیا جس میں اہم شیعہ شخصیات کے اسماء گرامی درج تھے جس پر قاتلانہ حملے کا شدید امکان تھا۔اس خط کے سیریل نمبر ۷ پر علامہ کا نام درج ہے جن کو جیلوں سے رہا کرائے گئے قاتلوں اور استعمار کے ایجنٹوں سے جان کا خطرہ تھا۔انتہا یہ ہے کہ روزنامہ عوام نے اپنی اشاعت میں علامہ شہید کے نام تک کو ظاہر کر دیا تھا۔روزنامہ ڈیلی نیوز نے اپنی اشاعت ۵ جولائی ۲۰۰۶ کو اسی حوالے سے خدشات کا اظہار کیا تھا۔

(خبر کا عکس کتابچہ کے آخر صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۱۴جولائی ۲۰۰۶ آخری مذہبی و عوامی خدمت :-

علامہ حسن ترابی شہید نے اپنی شہادت سے کچھ دیر پہلے جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن کے باہر نماز جمعہ کے بعد پاکستان میں سب پہلے کراچی میں لبنان وحزب اللہ سے اظہار یکجہتی، اسرائیل وامریکہ کی مذمت میں ایم ایم اے کے پلیٹ فارم سے خطاب کرتے ہوئے استعمار اور اُنکے ایجنٹوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا کہ

''حماس کی آواز ہماری آواز ہے
پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے
ہم امن پسند لوگ ہیں
نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اور
ظلم کے خلاف جہاد کرتے ہیں لیکن
امریکا اور برطانیہ کی نظر میں یہ انتہا پسندی ہے تو
ہم انتہا پسندی کرتے رہے گئے''

اُنہوں نے حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

''ہم امن پسند لوگ ہیں اور ہمیشہ پُر امن رہیں گے
انتہا پسندوں کے مقابلے میں امن کی دعوت دیتے رہیں گے
ملک وقوم کی بقاء امت مسلمہ کے اتحاد میں ہے
نفرتیں پھیلانے والے ہمارے دشمن ہیں
ہمیں ان کے خلاف جہاد جاری رکھنا ہے''

جس کی تھی آرزو وہ گھڑی آگئی :-

۱۴ جولائی ۲۰۰۶، ۴ بجے عباس ٹاؤن میں بم دھماکہ

لیکن آج نہیں معلوم

علامہ حسن ترابی کہاں رہ گئے

گذشتہ کئی سالوں میں شہید کی یہ پہلی غیر حاضری ہے

لیکن علامہ حسن ترابی ، تو جام شہادت نوش کر کے

اپنے مولا سے سرخرو ہوکر اُنکی بارگاہ میں جا پہنچے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

امام امت اور شہید قائد علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ کے سچے پیروکار نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حسینی پیروکار مر سکتا ہے لیکن اپنے ہدف کو فراموش نہیں کر سکتا ہے۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں لیکن انکی فکر ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گی اُن کی شہادت ہم سے تقاضہ کرتی ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، دوست دشمن کی تمیز کریں کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے شیعت اور اتحاد بین المسلمین کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

آج کے عالمی حالات میں جس طرح استعماری طاقتیں مسلمانوں کو کچل دینا چاہتی ہیں اسلام ہم سے تقاضہ کرتا ہے کہ ہم وحدت کا سفر جاری رکھیں۔ ہم اختلافات کو ہوا نہ دیں بلکہ مشترکات جو اسلام کا اثاثہ ہیں اس پر متفق ہو کر وحدت مخالف عالمی استعماری قوتوں کو ناکام بنادیں۔

مولانا کلب صادق نقوی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ

امریکہ شعیوں کو خوب پہچانتا ہے

مغرب شعیوں کو خوب پہچانتا ہے لیکن شعیہ خود اپنے آپ کو نہیں پہچانتے

آپ واقعی صاحب ایمان ہو جائیں تو

آپ میں کتنی طاقت پیدا ہو جائے گی

کتنی قوت پیدا ہو جائے گی اور

کس طرح سے دنیا آپ سے دہلنے لگے

آپ سے ڈرنے لگے جس کا نمونہ آج ہم کو

لبنان میں دکھائی دیتا ہے"۔

(ص ۱۳۹ خطبات جمعہ از مولانا سید کلب صادق نقوی، شائع کردہ عباس بک ایجنسی لکھنو)

حضرت عباسؑ سے توسل

جب بھی مشکلات درپیش ہوتیں اور تمام دنیاوی دروازے بند ہو جاتے تو آپ دو رکعت نماز حضرت کو ہدیہ کرتے اور نماز کے اختتام پر بڑی دل سوز آواز میں استغاثہ کرتے۔

یا حضرت عباسؑ علی فضل عطا کن

از بہر حسین رفع الم، دفع بلا کن

آپ کا دستور تھا ہر شب قدر میں اعمال کے بعد یہ پوری مناجات خود ایسے پڑھتے کہ

آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا دریا رواں ہوتا اور تمام اہل خانہ زار و قطار رو رہے ہوتے تھے۔ آپ کا شاہ علمدارؑ سے توسل، عقیدت اور روحانی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سندھ کے تبلیغی دورے پر گئے دس دن گزر چکے تھے مگر کام ادھورا تھا اسی اثنا میں زین (محمد مجتبیٰ ترابی) شدید علیل ہونے کے باعث اسپتال میں داخل کر دیئے گئے اور تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور اہل خانہ کو بتایا کہ یہ تشنج (TETNUS) جو کہ لاعلاج مرض ہے کا آخری اسٹیج ہے۔

آپ کو فون پر مطلع کیا گیا تو کہتے ہیں کہ کام ختم نہیں ہوا ہے مگر میں کراچی آرہا ہوں۔ ابھی کراچی کی جانب چلے ہی تھے کہ ایک نامعلوم آدمی نے گاڑی کو گھیر لیا اور کہا کہ حضرت عباسؑ کا علم شہید کیا جارہا ہے آپ نہیں جائیں گے۔

آپ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ "پہلے حضرت عباسؑ کا علم پھر میرا بیٹا" بعد میں اہل خانہ کو بتایا جب میں علم نصب کر رہا تھا تو میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ میں نے علم بچایا ہے صاحب علم میرے بچے کو بچائیں گے۔

اسپتال پہنچے تو ڈاکٹروں نے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے طنزیہ انداز میں پوچھا آپ بچے کے سگے والد ہیں؟ کہا ہاں کیوں نہیں۔ مگر بچے سے بڑھ کر اہم کام درپیش تھا اس لیے تاخیر ہوئی۔

آپ کا حضرت عباسؑ کی ذات پر یقین رنگ لایا وہ جو ایک لاعلاج مرض میں مبتلا فرزند تھا مکمل شفایاب ہو کر گھر آیا۔ آپ نے غازی سرکار کی بارگاہ میں شکرانہ کے نوافل ادا کیے۔ آپ کو یہ بھی ابدی سعادت نصیب ہوئی کہ سرکار وفا کے علم زیر سائے آسودہ خاک ہوئے۔

واضح رہے کہ تحریک اور ملت تشیع کے حقوق کی جدوجہد، نہ دن نہ رات کو آرام، مسلسل سفر اور خوراک کے معاملہ میں بداحتیاطی ذیابطیس (شوگر) کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔

حسن ترابی ہر جگہ ہمارا کام خراب کر دیتے ہیں

شہید علامہ حسن ترابی کی ظاہری حیات میں اکثر قومیات کے لوگوں کو ان سے شکایت تھی کہ حسن ترابی ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں اور ہمارے کام خراب کر دیتے ہیں لہٰذا اب ان تمام کے لیے میدان خالی ہے وہ آگے آئیں اور اپنا کردار ادا کریں کیونکہ ہر آنے والا نیا دن نئے امتحان کے ساتھ آ رہا ہے۔

اب ملت تشیع کے خلاف سازشیں پوشیدہ نہیں رہی ہیں بلکہ بڑے واضح اور روشن انداز میں سامنے آ رہی ہیں۔

- تقلید کا مسئلہ، ولایت فقیہ اور مراجع کے خلاف سازش
- عزاداری سید الشہداء میں تحریفات کے ذریعے مقصد امامؑ کا قتل
- واقعہ کربلا کے خلاف ہرزہ سرائی
- ملت کے مایہ ناز فرزندوں / پروفیشنلز کی ٹارگٹ کلنگ
- ملت کے مایہ ناز فرزندوں / پروفیشنلز کی بلاجواز اور غیر قانونی گرفتاریاں
- نصاب تعلیم میں شیعہ عقائد کے خلاف مواد
- ذرائع ابلاغ پر تشیع کے خلاف حملے
- عزاداری سید الشہداء پر ناروا پابندیاں

- احکام قرآنی کے خلاف حقوق نسواں بل کا اجراء وغیرہ

لیکن کیا کیا جائے حالات اور تاریخ کا جبر بھی ہمیں متحد کرنے میں ناکام نظر آتا ہے۔ ہم ہر روز تقسیم در تقسیم ہو کر استعمار کے ہاتھوں کی مضبوطی کا سبب شعوری اور لاشعوری طور پر بن رہے ہیں۔ اب عالمی استکباری کی سازش خفیہ نہیں بلکہ اعلانیہ ہو رہی ہیں۔ امریکہ میں شائع شدہ کتاب "A Plan to divide and destroy Theology" اس کی مثال ہے۔ کتاب مذکورہ کے مطابق CIA نے نو سو ملین ڈالر کا ابتدائی بجٹ تشیع کے خلاف سرگرمیوں کے لیے مختص کیا ہے۔

اُن کے اہداف یہ ہیں:

☆ جن افراد کو شیعوں سے اختلاف ہے ان کو شیعوں کے خلاف منظم کیا جائے اور اُن کو مضبوط کر کے انکے ہاتھوں شیعوں کو کافر ہونے کا تصور پھیلایا جائے۔

☆ جاہل اور کم پڑھ لکھے افراد کو جمع کر کے اُنکی تقویت کریں جب اُنکی تعداد مناسب ہو جائے تو شیعوں کے خلاف مسلح جہاد شروع کرا دیں

☆ ایسے افراد کی مالی مدد، حوصلہ افزائی جو اپنی تحریروں کے ذریعے سے شیعوں کے عقائد اور مراکز کو نشانہ بنا سکیں۔

☆ عزاداری میں ایسے رسومات کا اضافہ کرنا جو شیعوں کے عقائد کے ساتھ ٹکراؤ رکھتے ہوں

اس کتاب کے مطابق "ان پروگراموں میں بعض پروگراموں پر عمل ہو رہا ہے اور بعض دوسروں کو آئندہ عملی جامہ پہنایا جائے گا"

(ص ۵-۱۳، فقہ صادق تاریخ اور سازشوں کے آئینے میں، از سید ذوالفقار علی زیدی صاحب)

جنوری ۲۰۰۷ شہید علامہ حسن ترابی یاد آنے۔

شہید علامہ حسن ترابی کی عدم موجودگی کا اُس وقت شدت سے احساس ہوا ان تمام لوگوں کو جو محرم ۱۴۲۸ھ کے امن وامان کے سلسلے میں بلائی جانے والی میٹنگ میں ۳ گھنٹے تک وزیر اعلیٰ سندھ کا انتظار کرتے رہے۔

شہید کی زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ اپنی ذاتی شخصیت کا نہیں بلکہ ملت تشیع کا بھرم رکھتے تھے اور ملت کے حقوق کیلئے کبھی کسی شخصیت سے مرغوب نہ ہوئے۔ جس کی وجہ سے تشیع کے حوالے سے سرکاری سطح پر ہونے والے اجلاسوں میں ہمیشہ سرخروئی حاصل ہوئی۔

قاتلوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں

ابھی کل ہی تو بات ہے۔ جب مجلس احرار میں مولا سید عطا اللہ شاہ بخاری کے ساتھ شیعہ دانشور مولانا مظہر علی اظہر بطور جنرل سیکرٹری، تحریک تحفظ میں حافظ کفایت حسین بطور نائب امیر، تحریکِ ختم نبوت میں مولانا سید محمد بنوری بانی جامعۃ علوم اسلامیہ کراچی کے ساتھ مظفر علی شمسی بطور نائب امیر اور، مولانا اظہر حسن زیدی قبلہ، مو لانا محمد اسماعیل دیوبندی، مولانا علی غضنفر کراروی بطور اراکین مجلسِ عاملہ، عالمی تحفظِ ختمِ نبوت میں مولانا خواجہ خان کے ساتھ مولانا علی غضنفر کراروی بطور نائب امیر شامل تھے۔

۱۹۷۷ میں تحریک نظام مصطفیٰ ؐ میں مولانا مفتی محمود کے ساتھ علامہ مرزہ یو سف حسین (پشاور)، علامہ مفتی جعفر حسین قبلہ، مولانا شبیہ الحسنین محمدی، علامہ عقیل ترا

بی، آغا مرتضیٰ پویا، سید سکندر شاہ شہید، نواب افتخار حسین، علامہ عباس کمیلی اور مولانا علی غضنفر کراروی شامل تھے۔ (صفحہ ۱۲/۳ فتووں کا تلاطم از مولانا علی غضنفر کراروی)

اختلافی معاملات کو چھوڑ کر مشترکات پر اتحاد کا عمل نہ کل برا تھا اور نہ آج برا ہے تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام عزیز، امت مسلمہ، پاکستان اور تشیع کے وسیع تر مفاد میں اتحاد بین المسلمین کے راستے کا انتخاب کل بھی احسن عمل تھا اور آج بھی ہے۔

اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ متحدہ مجلس عمل میں شامل جماعتوں میں سے چند نے تشیع کے خلاف کفر اور قتل عام کے فتوئی جاری کیے جن کی بنیاد پر دہشت گردوں کا ٹولہ استعمار کے مقاصد کی تکمیل کے لیں آج بھی قتل وغارت گری کر رہا ہے۔

تشیع پاکستان کی گذشتہ ساٹھ سال کی تاریخ گواہ ہے کہ قوم کی مقتدر قیادت نے اپنی رگ حیات عزاداری سید الشہداء پر کبھی سمجھوتہ کیا ہے نہ کریں گے۔ کیونکہ مراسم عزاداری کی بجا آوری ہمارا قانونی، آئینی اور اخلاقی حق ہے جس کی ضمانت اقوام متحدہ کا عالمی حقوق انسانی کا ڈیکلریشن اور آئین پاکستان دیتا ہے۔

یہ ناقبل تردید حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کے ابتدائی ایام سے ہی ہماری ہر قیادت نے اتحاد بین المسلمین کو ترجیح دینے کے باوجود کبھی بھی اپنے حقوق کا سودا نہیں کیا۔

مارچ ۱۹۴۸ میں چند مفاد پرست اور ذاتی مقاصد رکھنے والوں نے ''آل پاکستان شیعہ کانفرنس'' نے پلیٹ فارم سے ایک قرارداد پاس کروائی جسکا مفہوم کچھ یہ تھا۔

''ہم شیعیان حیدر کرار کے پاکستان میں وہی حقوق ہیں جو برادران اہلسنت کے اور دیگر مسلمانوں سے الگ ہمارے کوئی حقوق نہیں ہیں''

اجلاس کی صدارت راجہ غضنفر علی کر رہے تھے۔ جب مظفر علی شمسی، شائق

انبالوی اور باقر حسین جعفری نے احتجاج کیا تو انہیں اجلاس سے نکال دیا گیا۔

جب اس کی خبر علامہ مفتی جعفر حسین قبلہ اور علامہ حافظ کفایت حسین قبلہ کو ہوئی تو انہوں نے انتہائی سخت ردعمل کا اظہار کیا اور کہا کہ "یہ غلط ہے کہ ہمارے دوسرے مسلمانوں سے الگ کوئی اور حقوق نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے ہماری کچھ الگ خصوصیات اور حقوق ہیں کہ جن کے تحفظ سے ہم دستبردار نہیں ہو سکتے ہیں"۔

مذکورہ کانفرنس کے چند روز بعد "ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان" کا لاہور میں قیام عمل میں آیا۔ یہ وہی ادارہ ہے جو کہ تاریخ کے مختلف ادوار کا سفر طے کرتا ہوا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان پھر تحریک جعفریہ پاکستان اور پابندی کے بعد اسلامی تحریک کے ناموں سے سرگرم عمل رہا ہے۔

مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ پہلے صدر، حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ سینئر نائب صدر اور خطیب آل محمدؐ سید اظہر حسین زیدی صاحب قبلہ جونیئر نائب صدر کی حیثیت سے ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان منتخب ہوئے۔ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ نے ملک بھر کے طوفانی دورے کیئے شہر شہر، گاؤں گاؤں قریہ قریہ گلی گلی جا کر ملت کو سازش سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ہمارے کچھ جداگانہ حقوق بھی ہیں آپکی شب و روز کی محنت رنگ لائی، ملت میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور پوری قوم نے یک زبان ہو کر شیعہ کانفرس میں منظور کردہ قرارداد کو مسترد کر دیا۔

قرار دادِ مقاصد کی تیاری کا مرحلہ، اسلام کی تشریح و تعبیر کے لیے مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید و مقتدرہ علماء کرام کے ۲۲ نکات کی تیاری، تحریک نفاذ مصطفٰی میں

تشیع کی شمولیت، ملی یکجہتی کونسل کا قیام اور متحدہ مجلس عمل میں شمولیت ایک ہی فکر کے تسلسل کا نام ہے جس کو" وحدت مسلمین" کہتے ہیں۔

وحدت مسلمین کیوں ضروری ہے؟

اختلافی معاملات کو چھوڑ کر مشترکات پر اتحاد کا عمل نہ کل بُرا تھا اور نہ آج بُرا ہے تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام عزیز، امت مسلمہ، پاکستان اور تشیع کے وسیع تر مفاد میں اتحاد بین المسلمین کا راستے کا انتخاب کل بھی احسن عمل تھا اور آج بھی ہے۔

اتحاد کا مسئلہ تمام مسلم اقوام کے لیے بے حد اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عصر حاضر میں اسلام، مسلمانوں سے تفرقہ بازی، قوم پرستی، لسانی عصبیت جیسے لعنتوں سے اجتناب کا تقاضہ کر رہا ہے۔

دشمن ہمیں صرف مسلمان سمجھ کر، اسلام قبول کرنے کی سزا دیتا ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ ہم بھی صرف مسلمان بن کر رہیں۔ فرقہ کو اختلاف اور معیشت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ فرقہ بندی سے بچنے کے لیے موثر تدابیر اختیار کریں کیونکہ اتحاد ملت میں ہی فلاح ملت مضمر ہے۔

حقیقی اسلامی اتحاد و اتفاق کی جتنی ضرورت آج ہے پہلے کبھی نہ تھی آج کے دور عالم اسلام میں ابھرنے والی بیداری کی لہر کو نابود کرنے اور امت مسلمہ میں اتحاد و وحدت کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لیے کفر کی طاقتوں کا متحدہ ہونا اور شرق و غرب کے طاغوت اور اُنکے ہمنواؤں کا مسلمانوں کے خلاف یکجا ہونا ہمیں ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک قرآن اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو اپنے اتحاد کے ذریعے کفر و طاغوت کی شکست کی دعوت دے رہا ہے۔

موجودہ صدی

عالمی سطح پر تمام تر رکاوٹوں کے باوجود موجودہ صدی مذہب کی صدی ہے ہر مذہب کے لوگ مذہب کی جانب پلٹ رہے ہیں۔ عالمی حالات کے درست فہم اور ادارک رکھنے والے احباب کا تجزیہ ہے کہ موجودہ صدی تشیع کی صدی ہے اس تاریخ اور عہد ساز مرحلے پر ہمیں اپنا تاریخی کردار ادا کرنا ہے۔

انقلاب اسلامی ایران نے دنیا بھر میں تشیع کا بہت ہی بھرپور تعارف کرایا پھر لبنان میں اسرائیلی کی حزب اللہ کے جوانوں کے ہاتھوں شکست، سعودی عرب اور کویت کے شیعوں میں بیداری، بحرین میں انتخابات میں کامیابی سب ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

اس تاریخی مرحلہ پر برصغیر کے اہل تشیع کیوں پیچھے نظر آرہے ہیں کیا کبھی آپ نے سوچا؟

ہمارا آپس کا انتشار، نااتفاقی اور قیادت ورہبری سے عدم تعاون ہی ہماری کمزوری کا سبب ہے۔ موجودہ قیادت کو باقاعدہ ایک تنظیمی، قانونی اور شوریٰ کی اکثریت نے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی بھی شخص کو قیادت سے اختلاف ہے تو اُس حل تنظیم کے قواعد وضوابط میں موجود ہے جسکے ذریعے سے ہی تبدیلی ممکن ہے کسی چوک، چوراہے یا نماز جنازہ اور خطبہ جمعہ کے موقع پر اپنی خواہشات کا اظہار تو ہوسکتا ہے لیکن امام زمانہؑ اور ملت تشیع سے وفاداری نہیں۔ بلکہ استعمار کے در پردہ مدد کے مترادف ہے۔ تمام عالم تشیع سرخرو، سربلند اور سرافراز ہورہا ہے مگر افسوس ہمارے ہاں تنزلی اور

پستی کا شکار۔ کبھی غور کیا آپ نے؟

ہم نے علامہ حسن ترابی اور قیادت کا دست و بازو بنے کے بجائے کبھی شعوری اور کبھی غیر شعوری طور پر ان کی راہ روکا وٹیں کھڑی کیں، اپنی ذاتی انا، لاعلمی مقصد اور ہدف سے غفلت برتنے کے مرتکب ہوئے۔

یاد کیجئے شہدا مسجد علی مرتضیٰ محمود آباد کے نماز جنازہ کے موقع پر مسجد و امام بارگاہ یثرب ڈیفنس سوسائٹی کا منظر، شہید وقار نقوی ایڈوکیٹ کے نماز جنازہ رضویہ سوسائٹی میں، سانحہ مسجد حیدری اور سانحہ امام بارگاہ علی رضا کے زخمیوں کی عیادت کے موقع پر لیاقت نیشنل اسپتال اور سانحہ مدینۃ العلم گلشن اقبال کے موقع پر ایم ایم اے کی قیادت کے دورے کا مرحلہ ملکی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کے سامنے جو رویہ شہید کے ساتھ روا رکھا گیا وہ شہید کی نہیں بلکہ ملت کی توہین کے مترادف ہے۔

دردِ دل :-

شہید بڑی جرأت اور حوصلے کے ساتھ تمام حالات کو سہتے رہے کیونکہ اُنکے پیش نگاہ ذاتی نہیں بلکہ ملت کا مفاد تھا جو اُنہیں ہر محاذ وقت پر ہمیشہ سرخرو کرتا رہا۔

شہید حسنین عباس ایڈوکیٹ کے ایصال ثواب کی مجلس منعقدہ (انچولی سوسائٹی) موقع پر اپنا دردِ دل بڑی بے خوفی اور جرأت کے ساتھ بھری بزم میں کہا:

"تیس سالہ زندگی آپ کے سامنے ہے

کوئی ایسا جنازہ نہیں ہوا ہے

جہاں میں نہ پہنچا ہوں

کوئی جلوس ایسا نہیں ہوا

جہاں میں نہ پہنچا ہوں نہ گیا ہوں،

تیس سالہ خدمات کی آپ کے سامنے ہے زندگی

ہم نے بیان دیا اخبار میں ، اخبار جنگ

پوری ملت آشنا ہے اسکی پالیسوں سے

آپ نے دیکھا کہ اس یہودی اخبار نے

ایک طرف میرا بیان چھپا اُلٹا کر کے

اور تیس سالہ زندگی پر آپ نے پانی پھیر دیا

ارے ایسا بیان دے دیا، اے ویسا بیان دے دیا

اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو کوئی بھی آگے آنے کے لیے آمادہ نہ ہوگا

آج بھی لوگ پڑے ہیں وسائل نہیں ہیں

مشکلات ہیں ، بندے بند ہوتے ہیں بے گناہ

ضامن نہیں ملتا ، سپاہ محمد کے لڑکوں پر کیس ہوا

اتنی بڑی بستی ہے ، ۲۸ لاکھ کی ضمانت کے لیے مارا مارا پھرا

خیر پورے انتظامات ہوئے

اگر اس طرح کرو گے تو ملت کہاں ہے

پھر نہ کہو آپ مجرم ہیں

بلکہ تم سب مجرم ہو" (تقریر کا متن تقاریر کے ذیل میں موجود ہیں)

شہید ترابی سر خرو ہیں :-

کل جب تمام عالم پر اسلامی انقلاب کا پرچم لہرا رہا ہوگا (انشاء اللہ) اور عالمگیر انقلاب کے رہنماؤں کی فہرست مرتب کی جا رہی ہوگی تو ملت تشیع پاکستان کے نمائندوں ناموں میں ایک نام علامہ حسن ترابی شہید کا بھی ہوگا جنہوں نے اس راہ میں لازوال قربانیاں پیش کی۔

ہم شہید کے جسم کی حفاظت تو نہ کر سکے لیکن شہید کے آثار کی حفاظت ہم سب کا مشترکہ فریضہ ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو بتایا جا سکے کہ تشیع نام ہے اسلام محمدی پہ عمل پیرا ہونے کا، عزاداری کے تحفظ کا، کربلا سے وفاداری کا اور مسلسل جدوجہد کا۔

شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین راستہ ہے کہ ہم اپنے ذاتی اختلافات کو بھلا کر متحد ہو جائیں اور اسلام محمدی اور تشیع کی سربلندی کے بے لوث جدوجہد کریں۔

کتنی عجیب بات ہے جس ملت کے ۱۲ اماموں کے درمیان رائی برابر اختلاف نہ ہو اُن کے ماننے والی قوم میں اختلافات کی بھرمار ہو۔

فضاء میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہیں

اتحاد بین المسلمین کی جو بات کرتا، وہ جلد اس دنیا سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔ نصرت مرزا (روزنامہ اوصاف کراچی ۱۶ جولائی ۲۰۰۶ء) یہ ہی حقیقت ہے علامہ عارف حسین الحسینی شہید، علامہ محمد بنوری شہید، شہید مفتی جمیل شامزائی اور علامہ حسن ترابی کی شہادتیں ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ۱۹۹۴ـ۱۹۹۵ کے خونی سیالوں اور کراچی کی فضاء میں علامہ محمد بنوری کی ہوٹل میریٹ میں ہونے والی جشنِ مولائے کائنات کے جلسہ میں شرکت اور پھر

ان کی اقتداء میں شرکاء جلسہ کی نماز مغربین کی ادائیگی۔(جن میں خانوادہ اشتہاد کے فرزند ڈاکٹر قلب صادق نقوی اور بی۔بی۔سی اردو سروس کے پروڈیوسر رضا علی عابدی جیسی شخصیات شامل تھیں)۔دوسری طرف کوئٹہ ۱۹۹۴۔۱۹۹۵ ملی یکجہتی کونسل کے شرکا اجلاس یعنی مولانا حضرات کی علامہ ساجد علی نقوی کی اقتداء میں ادائیگی نماز دلیل ہے کہ ابھی انسانیت بالکل مفلسی نہیں ہوئی ہے۔مذکورہ شہدا کی بصیرت نگاہی بیداری اور سامراجی عزائم سے آگاہی ہی انکی شہادت کا سبب بنی۔

کراچی کے حالات کے تناظر میں یہ بات کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں ہے کہ کل تک جہاں سے آپ کے ماتمی جلسوں کے گزرنے پر حملہ اور اعتراض ہوتا تھا وہاں آج آپ بڑی شان و تمکنت کے ساتھ شریک بزم ہو رہے ہیں۔یہ بات ہے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی اتحاد مدارس دینہ کے جلسوں میں شہید حسن ترابی کے علاوہ حافظ سید ریاض حسین نجفی قبلہ، مولانا حسن ظفر نقوی، مولانا محمد عون نقوی اور مولانا کرام ترمذی کی شرکت۔

دوسری جانب عالم السلام کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے علماء اہلسنت کا رویہ بھی مکتب تشیع کے ساتھ بہت آہستہ آہستہ تبدیل ہو رہا ہے بات ہے محسوس کرنے کی، احساس کرنے کی، شتر مرغ کی مانند ریت میں منہ دیئے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا سوائے تباہی و بربادی کے۔اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ متحدہ مجلس عمل میں شمولیت کی بدولت وہ دہشت گرد اور استعمار کا لولہ جو مکتب تشیع کے پیروکاروں کا قتل عام کرتا تھا اور کبھی اہلسنت والجماعت اور کبھی دیوبندی مسلک کی چادر اُڑ لیتا تھا آج بالکل الف ننگا ہو چکا ہے۔آج بھی اگر وہ باقی ہے تو آمریت کی وجہ سے بصورت دیگر اُسکی طبعی موت تو کب کی ہو چکی ہے مذہبی سیاست میں اُس کا کردار قصہ ماضی بن چکا ہے۔اس سے پہلے وہ ملی یکجہتی کونسل سے بھی اپنا منہ چھپا کر بھاگ چکا تھا۔مایوسی اچھی نہیں ہے وہ وقت بھی قریب ہے جب وہ

حضرات جنہوں نے ماضی میں شیعوں کے قتل کے فتوے دیئے تھے۔ بر سر عام اُن فتوؤں سے اپنی برأت کا اعلان کر رہے ہوں گے ذیل میں ہم چند واقعات کی نشاندہی کر رہے ہیں جو ہمارے موقف کے بارے میں دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تقاریر مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ اور یکم نومبر ۱۹۹۴ء میں کہتے ہیں کہ ''ہم نے شیعہ سنی اختلافات کے باعث ایک طرف دہشت گردی اور تخریب کاری کو کمیں گاہ فراہم کردی ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کی ہے۔ اور تیسری طرف تمام مسلم ممالک میں اتحاد کی راہیں مسدود ہو رہی ہیں۔ اگر ہم نے اس مسئلہ پر سنجیدہ نہیں ہوئے اور یہاں شیعہ سنی مفاہمت نہیں ہوئی تو خاکم بدہن ملک ٹوٹ جائیگا یا اگر رہیگا بھی تو کسی کا طفیلی بن کر۔ پھر یہ سنی کا رہیگا نہ شیعہ کا۔

(شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت واہمیت ص ۴۰/۴۱)

۲۔ ختم بخاری کی محفل منعقدہ زاہدان (ایران) سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ''پاکستان میں متحدہ مجلس عمل کے عنوان سے ایک جماعت بنائی ہے جس میں تمام متحرک مذہبی جماعتیں جن میں شیعہ بھی ہیں اور سنی بھی تجی جماعتیں اس میں متحدہ ہوگئی ہیں''۔

عراق میں شیعہ سنی کا مسئلہ اٹھانے کی کوشش ہورہی ہیں آیت اللہ محمد باقر الحکیم کو نہایت ظالمانہ طریقے سے شہید کردیا گیا تاکہ دونوں فرقوں کے درمیان خوں ریزی تصادم ہو اور ہم ایرانی رہنماؤں اور عراقی عوام کے دوراندیشی اور تدبر کو سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے فتنہ انگیز کوششوں کو ناکام بنایا اور اب ان میں مکمل اتحاد ہے۔ میں پاکستانی عوام کی طرف سے اب ایرانی عوام کو یہ اطمینان دلاتا ہوں کہ پاکستان کے عوام برے وقت میں آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ پاکستان کے عوام کے دل آپ کے دلوں کے ساتھ دھڑک رہے ہیں''۔

۳۔ ۳۱ جولائی ۲۰۰۳ء کو اتحاد مدارس دنیہ پاکستان کے کل پاکستان علماء کنونشن منعقدہ جامعۃ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں حافظ سید ریاض حسین نجفی کی شرکت اور شرکاء کنونشن سے خطاب (روزنامہ جنگ یکم جون ۲۰۰۳)

۴۔ علامہ سید ساجد علی نقوی کی گرفتاری کے سلسلے میں متحدہ مجلس عمل کے صدر قاضی حسین احمد کا بیان کہ" متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنماء اور جماعت کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ مولانا اعظم طارق کے قتل کے حوالے سے کالعدم سپاہ صحابہ کی طرف سے تحریک اسلامی کے سربراہ علامہ ساجد نقوی اور دیگر رہنماؤں کے خلاف مقدمہ درج کرانے کے معاملہ میں متحدہ مجلس عمل تحریک اسلامی کا ساتھ دے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں ملت اسلامیہ کی قیادت کو مشورہ دونگا کہ وہ اپنا کیس خراب نہ کریں۔ اصلی ملزم تلاش کیجئے۔ جو مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں یہ ہی ہاتھ ہے پس پردہ ملک کے حالات خراب کرنا چاہتا ہے کالعدم سپاہ صحابہ علامہ ساجد نقوی کے بجائے اصلی قاتلوں کا پتہ لگانے کی کوشش کرے۔ ایم۔ ایم۔ اے بھرپور کوشش کرے گی کہ اس میں شامل تمام جماعتیں متحد رہیں ہم علامہ ساجد نقوی کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی رواداری کا جو ماحول ہم نے بہت محنت سے قائم کیا ہے اُسے بچانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

۱۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء روزنامہ جنگ کراچی

۵۔ ۶ دسمبر ۲۰۰۵ء کو اتحاد مدارس دنیہ کے وفد کا دورہ ایران اور رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای سے ملاقات۔ وفد کی قیادت اتحاد کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان (جامعہ فاروقیہ ڈرگ روڈ) کررہے تھے۔ اسی دورے کے دوران وفد نے قم میں آیت اللہ سید علی سیستانی کے نمائندہ کے علاوہ علمائے شہر اصفہان، اور زاہدان سے بھی ملاقاتیں کیں۔

(روزنامہ جنگ ۷ دسمبر ۲۰۰۵ء)

۶۔ ۷ فروری ۲۰۰۷ء کو علامہ ساجد علی نقوی کی میزبانی میں متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس کا جامعۃ المنتظر (لاہور) میں انعقاد۔ ایم ایم اے کے جنرل سیکریٹری اور قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمن نے ذرائع ابلاغ کے سوالات، ایم ایم اے میں اختلاف کے حوالے سے کہا کہ یہ اجلاس علامہ ساجد علی نقوی صاحب نے بلایا ہے وہ ہمارے بزرگ ہیں ہماری جو رہنمائی وہ کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ ایم ایم اے مضبوط ہے اُسے ٹوٹنے نہیں دیں گے۔

۷۔ ''اس وقت اسلام اور بحیثیت مجموعی امت مسلمہ اور ہماری تہذیب و ثقافت کو مشترک خطرے کا سامنا ہے۔ اگر اس وقت ہمیں اپنا تشیع اور تسنن عزیز رہا اور ہم تقلید اور عدم تقلید کے جھگڑے میں پڑے رہے تو ہم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس وقت یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں باطل کی تمام طاقتیں اکھٹی ہیں اور انہوں نے عالم اسلام پر یلغار کر رکھی ہے ان کے عزائم پوشیدہ نہیں ہیں۔

اس وقت عراق میں ہونے والے قتل عام کو شیعہ سنی فسادات کا رنگ دے کر دونوں فرقوں کو ایک دوسرے کے قتل عام پر ابھارا جارہا ہے یہ امریکی سازش ہے اور اس کا دائرہ کار وہ پورے مشرق وسطیٰ اور پاکستان و ایران تک پھیلانا چاہتا ہے''۔

عالم اسلامی کے خلاف خطرناک منصوبہ۔

قاضی حسین احمد۔ امیر جماعت اسلامی

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء)

الغرض یہ کہ ان تمام حالات واقعات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ

حالات مختلف ہیں ذرا سوچ لو یہ بات
دشمن تو چاہتے ہیں کہ آپس میں لڑ پڑو

اکبر الٰہ آبادی

سید اظہار بخاری (اسلام آباد)
ترجمان قائد ملت جعفریہ پاکستان

تیری فکر کی تجلی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ میری روح کا اجالا

پاکستان میں تشیع یا شیعیت کی تاریخ سے آگاہ وشناسا حضرات جانتے ہیں کہ تشیع اور شیعیت کے دفاع، ترویج اور تحفظ کے لیے کیا اقدامات ہوئے؟ کس نے کیا زحمتیں برداشت کیں؟ کس نے کتنی خدمات پیش کیں؟ کسے کتنے مسائل اور مشکلات پیش آئیں؟ کس نے کہاں کہاں وفا اور کس کس مقام پر جفا کی؟ کس نے ملی حقوق کو اپنی جان مال اور اولاد پر ترجیح دی اور کس نے اپنے آپ کو قومی حقوق پر فوقیت دی؟ کس نے داخلی وحدت کے لیے ہر طعنہ وتشنیع برداشت کیا اور کس نے ملی وحدت کو پارہ پارہ کیا؟ کس نے وحدت مسلمین کو اپنا شعار بنایا اور کس نے وحدت مسلمین کو منفی نام سے ملقب کیا؟ کس نے شہدائے ملت کے خون کی جنگ لڑتے ہوئے خود بھی جام شہادت نوش کیا اور کس نے شہدائے ملت کا خون متعدد سطحی، گروہی اور ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا؟ درج بالا موضوعات اور معاملات اگرچہ جدا حیثیت کے حامل اور ظاہراً قومی اور اجتماعی احتساب کے حوالے سے دیکھے جاسکتے ہیں لیکن جو شخصیت ہمارا ہدف تحریر ہے اس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی بات کرتے ہوئے ان موضوعات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ ورنہ یہ عمل انصاف اور وفا کے مطابق نہیں ہوگا۔

علامہ حسن ترابی شہید کے بغیر تشیع نہیں بلکہ امت مسلمہ پاکستان کی تاریخ ہر

لحاظ سے تشنہ و نامکمل ہے شہید نے پہلے مرحلے میں جس طرح تحریک جعفریہ کے پلیٹ فارم سے قومی جدوجہد کا آغاز کیا اور جس قدر سرعت کے ساتھ مخلصانہ انداز میں خدمت دین وملت کے شمع روشن کی اس سے آج بھی قومی خدمت گذاران استفادہ کر رہے ہیں۔ شہید کی ذاتی اور جماعتی زندگی ایک باوسائل اور اعلیٰ کلاس کے حامل لیڈر نہیں بلکہ ایک غریب اور متوسط کارکن کی حیثیت سے شروع ہوئی اسی حالت میں آپ نے قومی خدمت کا سفر شروع کیا اور ان کے تمام ساتھی تا حال ورطہ حیرت میں ہیں کہ شہید تادم آخر غریب اور متوسط کارکنان میں ہی رہنا اور ان کے ساتھ وقت گزارنا پسند کرتے تھے۔

کراچی کے علماء وعوام اور پاکستان بھر کے تنظیمی وقومی کارکنان اور شخصیات اس حقیقت کا بجا طور اعتراف کرتے ہیں کہ شہید نے تمام تر ملی وقومی، اور ملکی وسیاسی کرائسس میں ہمیشہ دو ٹوک، واضح اصولی اور دلیرانہ موقف اختیار کیا۔ حالانکہ گذشتہ بیس سال کی تاریخ میں متعدد بار ایسے مواقع آئے جب بہت سارے حضرات نے اپنے آپ کو مختلف معاملات سے لاتعلق کر کے خاموشی اختیار کی اور بعض نے منفی طرز عمل بھی اختیار کیا لیکن شہید نے علی الاعلان قومی ذمہ داریاں ادا کیں اور تمام تر خطرات کے باوجود اصولی موقف اور حق کے پیغام کی ترویج واشاعت سے گریز نہیں کیا۔ ملی وقومی زندگی میں شہید کو جو خاص امتیازات حاصل رہے ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر شہید کا دلیر، بے باک، نڈر، واضح اور دو ٹوک ہونا تھا، انہی امتیازات نے شہید کی شخصیت کو پاکستان بھر میں اجاگر کیا اور تنظیمی وقومی سفر پر گامزن احباب نے ان سے خاص استفادہ کیا۔ ہماری قومی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ جب بھی

جماعتی سطح پر، ملت تشیع کو داخلی حوالے سے یا تنظیمی معاملات میں بحرانی کیفیت درپیش ہوئی تو حسن ترابی نے اپنی حکمت آمیز جرات اور شعوری بے باکی نے ایسا زوردار اور اٹل موقف اختیار کیا کہ اس کے مقابل کوئی رائے ٹھہر نہ سکی اور شہید نے اس موقف کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر اقدامات اٹھائے اور کاوشیں کیں۔

علامہ حسن ترابی شہید نے جس سرگرمی، توجہ، ذمہ داری اور تن وہی سے اتحاد بین المومنین کے لیے کوشش کیں وہ اپنی مثال آپ ہیں، اپنے آپ کو خسارہ دلوا کر، معترضین کے بے جا اعتراضات سن کر، نام نہاد ناقدین کی بے محل تنقید برداشت کر کے، بیخ پا ہونے والے کلمات سن کر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اور اپنے خلاف لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات کے باوجود شہید نے ہمیشہ اتحاد بین المومنین کو پہلی ترجیح میں شامل رکھا اور اس نیک مقصد کے لیے ہمہ وقت آمادہ تیار نظر آئے حالانکہ ان کی اپنی ذات اتحاد بین المومنین کا سراپا اور سرچشمہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے تو اس وقت مومنین کو احساس ہوا کہ ان کی وحدت کا اصل سبب آج رخصت ہو گیا ہے اور وہ تسبیح کے دانوں کی طرح ایسے بکھر گئے ہیں کہ انہیں ایک لڑی میں پرو کر دوبارہ سے منظم و متحد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اپنے اصولی موقف پر قائم رہتے ہوئے اور اپنی قیادت اور جماعت سے مکمل وفاداری پر قائم رہتے ہوئے انہوں نے اتحاد بین المومنین کے لیے تمام راستے اپنائے اور تمام گروہوں، تنظیموں سمیت تشیع کے تمام طبقات کے ساتھ رابطے میں رہے، شہید کو یہ امتیاز بھی جداگانہ حاصل رہا ہے کہ وہ بیک وقت علماء کرام (اہل علم) میں مقبول ہونے

کے ساتھ عزاداروں اور ماتمیوں میں بھی محبوب تھے۔ سندھ کے کونے کونے میں بسنے والے عزادار بالخصوص، سیہون شریف کے عزادار آج بھی حسن ترابی شہید کی عزاداری کے حوالے سے خدمات کے معترف ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام آباد کی سرزمین بھی گواہی دیتی نظر آتی ہے کہ جب محافظ عزاداری قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی کی رہائی کے لیے ہونے والے تاریخی احتجاجی مظاہرے (۱۴ مارچ ۲۰۰۳ء) میں شہید حسن ترابی نے بذات خود عزاداری کا آغاز کر کے مومنین کو حسینؑ کے نام اور ماتم پر متحد و منظم کو لیا اسی احتجاجی اور انداز کے بعد قائد ملت کی رہائی یقینی ہوئی۔

شہید نے قائد ملت جعفریہ اور سفیر وحدت علامہ سید ساجد علی نقوی کے ساتھ پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کا سفر بھی نہایت خلوص اور بہترین انداز سے جاری رکھا۔ ملی یکجہتی کونسل کا مرحلہ آیا تو شہید نے سندھ کی سطح پر اس اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے شبانہ روز کاوشیں کیں۔ ان کاوشوں کے سب سے بڑے شاہد اور معترف ملی یکجہتی کونسل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم تھے۔ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے طوفانوں میں بھی شہید نے ملی یکجہتی کونسل کی شکل میں اتحاد و اخوت کی شمع جلائے رکھی اور متعدد افسوس ناک اور دل ہلا دینے والے واقعات کے باوجود امت مسلمہ کی وحدت کو منتشر نہیں ہونے دیا انہی خدمات کو دیکھتے ہوئے قائد ملت جعفریہ نے اس وقت بھی اتحاد کا یہ سہرا علامہ حسن ترابی شہید کے سر سجایا جب پاکستان میں متحدہ مجلس عمل کا وجود قائم ہوا۔ قائد محترم نے آپ کو سندھ میں ایم ایم اے کو منظم و فعال کرنے اور اسے اتحاد و اخوت کا محور بنانے کا جو ٹارگٹ دیا وہ شہید نے بطریق احسن حاصل کیا۔ تاریخ نے وہ وقت بھی دیکھا کہ شہید حسن ترابی کی شخصیت اور ذات

متحدہ مجلس عمل کے تعارف کی علامت بن گئی اور جہاں کہیں بھی اتحاد بین المسلمین کا تذکرہ ہوا وہاں حسن ترابی کو لازم قرار دیا جانے لگے۔ حد تو یہ ہے کہ سندھ میں مذہبی اور سیاسی قائدین اور جماعتوں کو کوئی فورم، کوئی اتحاد، کوئی سیمینار اور کوئی اجتماع حسن ترابی کے بغیر نامکمل تصور ہونے لگا۔ مذہبی اور سیاسی میدان میں ان کی مسلسل اور لازوال خدمات نے انہیں سیاستدانوں اور مذہبی قائدین کی ضرورت بنا دیا تھا۔

پاکستانی عوام کے علاوہ دنیا بھر کے لوگ اس حقیقت کے شاہد و واقف ہیں کہ جب علامہ حسن ترابی شہید ہوئے تو ملکی و عالمی ذرائع ابلاغ سے لے کر پاکستان کی تمام سیاسی، مذہبی اور قوم پرست جماعتوں نے بلا مبالغہ اور بلا تفریق انہیں ''شہید'' قرار دیا جس پر تمام مکاتب فکر؛ اسلامی مسالک اور سیاسی گروہوں و جماعتوں نے اتنی بڑی تعداد تعزیتی اجتماعات منعقد کیے حتیٰ کہ احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ یہ سب کیا تھا؟ کیوں تھا؟ کس وجہ سے تھا؟ اس کا جواب اتحاد بین المسلمین کے لیے شہید کی وقف کی ہوئی زندگی کا ایک ایک لمحہ بذات خود دے رہا ہے۔

شہید حسن ترابی نے جس طرح حسینیت کا پیغام معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچایا یہ انداز اور اسلوب کسی نے نہیں پایا، متحدہ مجلس عمل کے ہزاروں اور لاکھوں نفوس پر مشتمل اجتماعات میں حسینیت زندہ باد اور یزیدیت مردہ باد کے نعرے آج بھی شہید حسن ترابی کی قائم کردہ روایت کو بیان کر رہے ہیں اس طرح یزیدان عصر کے خلاف ترابی شہید کے زوردار ار منظم نعرے آج بھی واشنگٹن اور تل ابیب کی دہلیزیں ہلا رہے ہیں۔ جتنی جرات و بے باکی سے حسن ترابی نے حسینیت زندہ باد، یزیدیت مردہ باد، مردہ باد، مردہ باد امریکہ مردہ باد، ایک سے بڑھ کر ایک ذلیل امریکہ وہ

اسرائیل، امریکہ کا جو یار ہے اسلام کا غدار ہے، قدس کی آزادی تک اسرائیل کی بر بادی تک جنگ رہے گی" کے حقیقت پسندانہ نعرے بلند کئے وہ جرات و بیبا کی اور ولولہ و حوصلہ پھر کسی لیڈر میں دکھائی نہیں دیا۔ آج بھی جب بھی عالمی استعماری یا یزیدی قوتوں کو للکارنے کا وقت آتا ہے تو ایم ایم اے سمیت تمام لوگوں کی حسرت بھری نظریں حسن ترابی شہید کو ڈھونڈتی نظر آتی ہیں۔

شہید حسن ترابی کے مختصر تذکرے کے لیے بھی کئی دفتر درکار ہیں لیکن ہم آخر میں شہید کے رفقاء احباب، دوستوں، محبوں، پیروکاروں، جانثاروں کے ساتھ ان کی زندگی میں ان سے اختلاف رکھنے والے بزرگان و برادران سے التماس کریں گے کہ وہ شہید کے پیغام وحدت سے الہام لیں، اتحاد بین المومنین اور اتحاد بین المسلمین کے لیے شہید کی شبانہ روز زحمتیں اور قربانیوں کو مدنظر رکھیں۔ باہمی اختلافات کو پس پشت ڈال کر شہید کر روح کی شادمانی اور ان کی مشن کو زندہ و باقی رکھنے کے لیے باہم متحد ہوں۔ اگر ہم شہید حسن ترابی کی طرح ایک قومی پلیٹ فارم اور ایک قومی قیادت کے سائے میں زندگی بسر کرنے کا عزم کرلیں اور ملت کے تمام طبقات کو ایک فورم پر جمع کرنے کی مخلصانہ سعی شروع کردیں تو وہ وقت دور نہیں ہوگا جب ملت اپنے سابقہ اور اصلی جذبے اور طاقت سے دوبارہ منظم و متحد ہو کر منظر عام پر رہے گی اور اس وحدت و تنظیم سے

۱............ ہمیں داخلی استحکام عطا ہوگا۔

.... ہم اپنے مشن و مقصد میں بھی کامیاب و سرخرو ہوں گے۔

.... ہم امت مسلمہ کا ایک طاقتور حصہ بن کر عالم اسلام کی پشت بانی کرسکیں گے۔

یہی حسن ترابی کی خواہش تھی .... یہی حسن ترابی کا مقصد تھا............ یہی حسن ترابی کے سرخ لہو کا پیغام ہے۔

maablib.org

ڈاکٹر معرج الہدیٰ صدیقی

امیر جماعت اسلامی کراچی

اتحاد امت کا جری سپاہی شہید علامہ حسن ترابی

اس عالم فانی میں آنے والے انسانوں کی بڑی تعداد ایام زندگی پوری کر کے جاتے رہتے ہیں۔ان کی بڑی تعداد رزق خاک ہو جاتی ہے لیکن اسی جہاں میں چند ایسے مردان کار بھی آتے ہیں جو زمانہ ساز قرار پاتے ہیں۔جن کی یادیں اور کارنامے ذہنوں سے محو نہیں ہو سکتے۔جو ایک مقصد اور مشن کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر اس عظیم ترین مشن کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔

فمنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظر (القرآن) ''ان میں سے بہت سے اپنی نذر پوری کر چکے اور بہت سے انتظار میں ہیں'' کے مصداق ایسی ہی ہستیاں تاریخ کے ماتھے پر ابھرتی ہیں۔شہید علامہ حسن ترابی ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو داستان حرم میں ایک روشن چراغ کی طرح جگمگا رہا ہے۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
انتہا اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیل علیہ السلام

علامہ حسن ترابی صرف ایک سیاسی لیڈر یا اہم شخصیت کا نام نہیں بلکہ اتحاد و امت کے مشن کو لے کر انتھک جدوجہد کرنے والا،امت کو لڑانے کی سازشوں کو ناکام کرنے والا،صبر،برداشت،ایثار اور محبت کا پیکر استعمار کی دھجیاں بکھیرنے والا اور اس کام کی وجہ سے غیروں ہی نہیں اپنوں کی نظر میں بھی مطعون ہونے والا۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

متحدہ مجلس عمل کا ملین مارچ ایم اے جناح روڈ پر انسانوں کا سمندر امڈ پڑا ہے عراق پر امریکی حملے کے خلاف امت مسلمہ کے سپوت اپنے جذبوں کا اظہار کر رہے ہیں علامہ حسن ترابی کی آواز گونج رہی ہے دل کے تاروں کو چھیڑنا کوئی اُن سے سیکھے وہ کہہ رہے ہیں کہ نعرے لگاؤں گا ساتھ دینا اور ایم اے جناح روڈ سے صدا بلند ہو رہی ہے۔

مردہ باد مردہ باد امریکہ مردہ باد

پورا مجمع ایک آواز ایک جہت علامہ حسن ترابی کی آواز کے ساتھ شامل ہے۔

آواز میری سارے زمانے کی صدا ہے

عجب منظر ہے لاکھوں انسان، ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے، ہر زبان بولنے والے، مختلف کپڑے پہننے والے، اور مختلف خاندان سے تعلق رکھنے والے، لیکن پوری امت ایک ہی آواز پر یکجا ہو گئی ہے۔

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

آواز ایم اے جناح روڈ سے بلند ہو رہی ہے لیکن نیل کے ساحل سے تا بخاک کاشغر جذبوں کو سمیٹے ہوئے ہے یہ ہر مظلوم کے دل کی صدا ہے جو ظالموں کو لکار رہی ہے۔

شہید علامہ حسن ترابی فلسفہ حسینیت اجاگر کر رہے ہیں، فرعون و نمرود وہ صرف تاریخ کے دو کردار نہیں بلکہ قرآن کا سبق ہیں جو اللہ کی کبریائی کے مقابلے میں اپنی

خدائی کا اعلان کرے وہی فرعون ہے آج فرعون امریکا ہے اس کے چہرے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ مردان حق کبھی ابراہیمؑ کبھی موسیٰ کی صورت میں نمرود و فرعون کا مقابلہ کرتے رہے، اج بھی سنت ابراہیمی کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مرد حق کی صدا ہر قسم کی مصلحت سے پاک، جرات سے لبریز، عشق حسینؑ سے توانا اور عمل سے بھری ہوئی۔

شہید علامہ حسن ترابی مرد جلیل کی طرح ہر زاویہ سے خوبصورت نظر آتے تھے گفتگو کبھی چار لوگوں کے درمیان ہو یا بڑے جلسہ عام میں محفل کو لوٹ لینا خوب جانتے تھے ان کی گفتگو بڑے دلائل کے ساتھ ہوتی تھی اختلاف کرنے کا بھی موقع دیتے تھے اور اختلاف سن کر ماتھے پر بل نہ ڈالنا بھی ان کی صفت تھی کبھی کسی کا دل توڑتے تھے اور نہ ہی شخصیات سے اختلاف کو عمومی طور پر بیان کرتے تھے میں ان کی ذات اور کردار میں رہنمائی کے وہ پہلوں دیکھتا ہوں جو اکثر بڑے لوگوں کی ذات و کردار میں مفقود نظر آتے ہیں۔

کوئی اجتماع ہو یا جلسہ جب علامہ حسن ترابی کو بلایا گیا ہمیشہ دعوت پر لبیک کہا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شہادت سے چند ماہ پہلے ماہ ربیع الاول میں ادارہ نور حق میں جماعت اسلامی کراچی کے دفتر میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔ تمام علماء پہنچ گئے تھے علامہ حسن ترابی صاحب کو تاخیر ہوئی میں نے فون کیا تو پتہ چلا کہ علامہ صاحب کو بم دھماکے میں قتل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کی گاڑی تباہ ہوگئی بیٹا بھی زخمی ہوا ہے میں اسی شام جب ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر پہنچا تو ہمیشہ کی طرح بڑی محبت سے انہوں نے پرتپاک استقبال کیا گفتگو میں کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب

یہ شیعہ سنی فساد کی سازش ہے، لگتا ہے 12 ربیع الاول کے جلوس میں کوئی گڑ بڑ کروانا چاہ رہے ہیں تا کہ دکھا سکیں کہ شیعہ سنی ایک دوسرے پر حملہ آور ہیں پھر کہنے لگے ڈاکٹر صاحب آج تو بچ گیا ہوں لیکن لگتا ہے آئندہ حملے میں نہیں بچ سکوں گا۔

شہید کی دونوں باتیں میرے ذہن میں پیوست ہو گئیں عجیب بات ہے کہ 12 ربیع الاول کو نشتر پارک میں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خون سے نہلا دیا گیا۔ اسی طرح علامہ حسن ترابی القدس پر اسرائیلی حملہ کے خلاف مظاہرے سے گھر پہنچے تو ان کو بھی ایک بم دھماکہ میں شہید کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح علامہ حسن ترابی امت کا وہ چمکتا دمکتا ستارہ ہے جس کی روشنی ہمیشہ بھٹکے ہوں کو راستہ دکھاتی رہے گی شہید علامہ حسن ترابی کی عظیم الشان قربانی ہم سب کو اتحاد وامت اور یکجہتی کا پیغام دے رہی ہے طاغوت اور سامراج کے سامنے نہ جھکنا اپنے مسلک کو نہ چھوڑنا اور کسی دوسرے کے مسلک کو نہ چھیڑنا مسلک کے اختلاف اور مذہب کے اختلاف کا فرق واضح کرتے ہوئے محبت کا پرچار کرنا، ظلم کو مٹانا اور مظلوم کی مدد کرنا یہی شہید ترابی کا پیغام جاوداں ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔ آمین

maablib.org

حسن ترابی کی کچھ یادیں کچھ باتیں

آل محمد رزمی

یہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۰ کی بات ہے کہ میں مولانا حسن ترابی مرحوم، کاظم مہدی انجینئر ، رضا جعفری، انتظار حسن، مولانا سجاد ضیا رضوی، غلام رضا، رضا عباس، رجب علی، محمد رضا، اور حسنین مہدی بذریعہ بلو لائن ائیر کنڈیشن کوچ لاڑکانہ سے کراچی آرہے تھے۔ ان دنوں میں کاظم بھائی اور رضا جعفری ہفت روزہ ندائے اسلام نکالتے تھے۔ لاڑکانہ سے کراچی جانے والی بس نے اپنا راستہ تبدیل کردیا اسے دادو اور سیہون کے راستے سے کراچی آنا تھا لیکن اس نے اپنا رخ مورو کی طرف کرلیا اس طرح جب ہم مورو پہنچے اور بس ایک ہوٹل میں رکی ہم سب نے مغرب وعشا کی نماز پڑھی، چائے پی، کچھ کیلے خریدے تو میں مولانا حسن ترابی صاحب سے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ بس کا راستہ تبدیل کرنا خطرے کی علامت ہے بہتر یہ ہے کہ ہم یہیں اتر جاتے ہیں یہاں سے میرا گاؤں ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر ہے گاؤں چلتے ہیں رات گاؤں میں گذاریں گے صبح کو کراچی کیلئے روانہ ہوجائیں گے۔

حسن ترابی صاحب نے کہا کہ بات تو معقول ہے انہوں نے ایک دو ساتھیوں سے مشورہ بھی کیا لیکن اکثریت سفر جاری رکھنے پر بضد تھی۔ بس کے ڈرائیور نے ہارن دیا ہم سب بس میں سوار ہوگئے ابھی مورو سے چند میل ہی گئے ہوں گے کہ ایسا محسوس ہوا کہ گاڑی کا کوئی ٹائر برسٹ ہوگیا ہو۔ ڈرائیور اور کلینر صاحبان شان بے نیازی سے نیچے اترے ایک ایک پہیہ چیک کیا دراصل یہ ایک بہانہ تھا شاید ڈاکوؤں

کے آنے میں کچھ تاخیر ہوگئی تھی۔ ایک دو مسافر پیشاب کے لیے نیچے اترے رفع حاجت سے فارغ ہوکر وہ بس میں چڑھ ہی رہے تھے کہ میں نے دیکھا کہ انکی پشت پر کئی مسلح افراد ہیں میں نے جلدی سے کچھ پیسے شلوار کے نیفے میں لگائے اور سیکو گھڑی کرسی کے اندر پھنسادی یہ سوچ کر جب ڈاکو لوٹ کر چلے جائیں گے تو گھڑی واپس نکال لیں گے اب کیا پتہ تھا کہ ڈاکو لوٹنے نہیں لینے آرہے ہیں۔ ڈاکوؤں نے آکر وہی گھسے پٹے جملے دھرائے جو اکثر فلموں اور ڈراموں میں دھرائے جاتے ہیں خبردار کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے ورنہ اسے گولی ماردی جائے گی۔

اس طرح تمام مسافروں کے بے عزت طور پر بس سے اتار کر مغرب کی طرف ہانکنے لگے، راستے میں وہ ڈنڈوں اور رائفل کی بٹوں سے مسافروں کی عزت افزائی اور مہمان نوازی بھی کررہے تھے اور مسافروں سے نقدی، گھڑی اور انگوٹھی بھی چھین رہے تھے پھر ایک جگہ ایک ڈاکٹر نے جسکا تعلق بدین سے تھا ڈاکوؤں سے کہا کہ کراچی میں ہمیں مہاجر مارتے ہیں اور یہاں تم لوٹتے ہو جب اس نے کچھ شور شرابا کیا تو ڈاکوؤں کے چھوٹے سردار نے جسکا تعلق "میر بحر" قبیلے سے تھا اس ڈاکٹر کو خاموش رہنے کو کہا جب وہ نہ مانا تو اسے گولی ماردی جس وہ بے چارہ ڈاکٹر جو دوسروں کی زندگی بچاتا تھا اپنی زندگی کی بازی ہار گیا۔ لیکن یہ میر بحر کے فائر سے قریب سے گذرتی ہوئی رینجرز کو ست کا اندازہ ہو گیا لہذا رینجرز نے ڈاکوؤں کو گھیرنے کی کوشش کی۔ ڈاکوؤں نے تمام یرغمالیوں کو زمین پر لیٹ جانے کی ہدایت کی لہذا سب زمین پر لیٹ گئے اور ڈاکٹر کی شہادت کے بعد کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ ڈاکوؤں کے حکم سے سرتابی کرے۔ رینجرز اور ڈاکوؤں کے درمیان فائرنگ کا سخت مقابلہ ہوا۔ ڈاکوؤں کو رینجرز

کی سمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا لہٰذا ڈاکوؤں نے ایک گولا فضا کی طرف اچھالا جس سے پوری فضا روشن ہوگئی اور اتنی تیز روشنی ہوئی کہ پورا جنگل صاف دکھائی دینے لگا اب ڈاکوؤں کی ایک ٹیم نے رینجرز پر براہ راست فائرنگ شروع کردی جس سے رینجرز پسپا ہوگئی بعد میں رینجرز کے ایک میجر جسکا نام کلیم تھا ان سے رہائی کے بعد جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہم پر آرمی نے ڈاکو سمجھ کر فائرنگ کردی تھی جسکی وجہ سے ہمیں اپنی جان بچانی پڑی کہ ہمارے ایک طرف آرمی تھی اور دوسری طرف ڈاکو تھے۔

بہر حال تمام یرغمالیوں کو دوبارہ اے۔ بہا گیا۔ کاظم مہدی انجینئر ایک نالے میں لیٹ گئے تھے اور وہیں دم سادھے پڑے رہے لہٰذا وہ بچ گئے ایک تاجر اقبال کشمیری نے بھاگنے کی کوشش کی تھی تو اس کے پیر پر گولی ماردی خون زیادہ بہہ جانے سے اسکی حالت نازک تھی لہٰذا اسے وہیں چھوڑ دیا گیا۔ دریا کے کنارے پہنچ کر ڈاکوؤں نے سب کے انٹرویو لئے، ڈاکوؤں کی تعداد بیس تھی۔ ہر سے اس کا قبیلہ اور ذات پوچھی گئی۔ جتوئی، جمالی، اور بحروں کو چھوڑ دیا گیا مجھ سے بھی پوچھا گیا تو میں نے کہا کہ سید ہوں لہٰذا مجھے بھی ایک طرف کردیا گیا لیکن میرے دوسرے ساتھی کوئی مجھے رزمی صاحب کہہ رہا تھا کوئی آل بھائی بار بار ساتھیوں سے بات کرتے وقت مجھے سندھی سے اردو کی پٹری پر اترنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا لہٰذا ڈاکوؤں کو شک ہوگیا کہ میں سندھی سید نہیں ہوں لہٰذا مجھے بھی اغوا برائے تاوان کی لسٹ میں شامل کردیا گیا اسطرح کل پندرہ آدمی کو اغوا کا شرف حاصل ہوا باقی کو چھوڑ دیا گیا۔ ہمارے علاوہ اغوا ہونے والوں میں ایک اسٹیل مل کا ڈرائیور تھا ایک لاڑکانہ کے ایک ہوٹل کا مالک شیخ تھا۔ جس

نے خود کو ہوٹل کا باورچی ظاہر کیا تھا اور دو گجرانوالہ کے پنجابی تھے جو ایران سے دو سال کی جیل کاٹ کر آرہے تھے اب ہم پندرہ یرغمالی بیس ڈاکوؤں کے پہرے میں دریا کے نشیب کی طرف بڑھے وقت ابھی کچھ زیادہ نہ ہوا تھا لیکن موسم سرد ہو چکا تھا ماہ دسمبر کی آمد میں چند ہی روز رہ گئے تھے۔ راستے میں مولانا حسن ترابی صاحب نے ہم سب کی دلجوئی کی ہمت بڑھائی۔ دلاسے دیئے ابھی ایک ڈیڑھ میل ہی چلے تھے کہ دریا آگیا۔ دریا کے کنارے سے ایک ڈاکو نے پرندے کی آواز نکالی اس آواز پر دوسرے کنارے سے ایک کشتی چلی اور اس کنارے پر آ کر لگ گئی اب ہم اغوا وغیرہ کے دکھ کو تو بھول کر موسم کے مزے لے رہے تھے۔ کشتی میں چند یرغمالی اور کچھ ڈاکو سوار ہوئے، تھوڑی دیر بعد کشتی ان کو اتار کر پھر واپس آگئی اسطرح چار پانچ چکر میں سب اس کنارے پہنچ گئے۔ فضا میں تاریکی تھی، سامنے دور نگاہ تک گھنا جنگل تھا، فضا میں سکوت مرگ کی کیفیت تھی۔

ڈاکوؤں نے کشتی پانی سے نکال کر گھنے درختوں میں چھپادی۔ اب ڈاکو بھی خود کو محفوظ سمجھ رہے تھے لہٰذا یرغمالیوں احوال پرسی کرنے لگے اتنے میں ایک ڈاکو ایک درخت کے پیچھے سے کھانا اٹھا کر لایا۔ ایک کپڑے میں تیس چالیس روٹیاں اور برتن میں آلو کی قتلیاں تھیں انہوں نے تمام یرغمالیوں کو دو دو روٹی اور آلو کی ترکاری تقسیم کی۔ مغویوں کی دل کی حالت ان کے کھانے سے گریز سے عیاں تھی میں نے اور مولانا حسن ترابی نے ڈٹ کر اپنے اپنے حصے کی روٹی کھائی مولانا حسن ترابی نے کہا میں نے آپ کے قول پر عمل کیا ہے کہ "ہر کھانے کو اپنی زندگی کا آخری کھانا سمجھ کر کھاؤ" کھانے کے بعد سفر دوبارہ شروع ہوا، ناہموار راستوں، خاردار جھاڑیوں اور کیچڑ وغیرہ

پرے گزرتے ہوئے ہم تقریباً ساڑھے تین بجے رات کو ایک نہر کے کنارے پہنچے۔ نہر میں پانی تھا اور وہ بھی انتہائی سرد۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ اپنے اپنے کپڑے اتار لو اور نہر پار کرو۔ سب کپڑے اتارے بغیر نہر میں اتر گئے۔ کمر کمر تک پانی تھا۔ سر پانی اور بھیگے کپڑے، چلنے کی وجہ سے گرم ٹانگوں پر جو ٹھنڈا پانی پڑا اسکے مضر اثرات آج تک باقی ہیں۔ نہر کے کنارے آدمی تو کوئی نہ تھا البتہ ایک بہت بڑا برتن دودھ سے بھرا ہوا رکھا تھا قریب ہی کچھ لکڑیاں، ماچس، چائے کی پتی، چینی اور تقریباً بیس پیالے پڑے ہوئے تھے۔ آگ جلا کر دودھ میں چائے کی پتی اور چینی ڈال دی گئی۔ ایسی دودھ پتی چائے زندگی میں پھر نصیب نہ ہوئی۔ ہر شخص نے دو دو تین تین پیالے پیئے۔ ڈاکوؤں کا اصرار ہوا کہ اور پیئو میں نے مولانا حسن ترابی مرحوم سے کہا کہ شاید انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ شوگر کے مریض ہیں اور ہمارے لیڈر بھی ہیں۔ مولانا نے کہا کہ فکر نہ کرو اتنا پیدل چلنے کے بعد دو پیالے اور بھی پی لیئے جائیں تو مذائقہ نہیں۔ میں مسلسل مولانا کا دل بہلانے کی کوشش کرتا جبکہ حقیقت اس کے برعکس وہ ہم سب کا دل بہلا رہے تھے۔

(میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے شعلہ بیان مقرر سنے ہیں جنکی تقریر سن کر قوم پہاڑ سے ٹکرا جائے لیکن میدان عمل میں انکی عملی تعبیر و تطبیق نہیں دیکھی مولانا حسن ترابی اپنی ذات میں کائنات تھے، فرد نہیں انجمن تھے، ان کا عزم انکی بہادری، ان کا استقلال، انکی استقامت، انکی دلیری اور ان کا حوصلہ قابل ذکر و قابل قدر ہے وہ میرے جیل و جنگل کے ساتھی، میں ان کے ساتھ ایک مہینہ کراچی سینٹرل جیل میں بھی رہا ہوں اور ایک ہفتہ ڈاکوؤں کی قید میں بھی۔ میں نے ایسا بلا کا حوصلہ کسی مولوی میں

نہیں دیکھا۔ اس ۔۔ فضا میں ان کا روشن چہرہ کتنا یاد آتا ہے یادوں کی بارش میں ان کے ساتھ گذارے ہوئے گم گستہ لمحے۔ اس خود فریبوں کے جہاں میں کا دم کتنا ۔۔۔ تھا)

چائے پی کر تازہ دم ہو کر روشن الاؤ میں اپنے کپڑے سکھا کر ہم پھر نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوئے، بالآخر ہمارا یہ سفر دریا کے کنارے صبح چھ بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔ دس گھنٹے کے مسلسل سفر نے چور چور کر دیا تھا۔ ایک جھونپڑی کے پاس جا کر ڈاکو رک گئے یرغمالیوں سے آرام کرنے کو کہا گیا۔ منزل زیست کے تھکے راہی چند لمحوں میں نیند کی آغوش میں چلے گئے میں پیر کے درد کی وجہ سے سو نہ سکا تھا۔

میں ابھی نیند سے الجھ ہی رہا تھا کہ میں نے ایک ڈاکو کو دریا کے طرف جاتے دیکھا اور پھر بھاگ کر واپس آتے دیکھا (اس ڈاکو کا اصل نام تو پتہ نہیں کیا تھا سب اسے ''چھروڑی'' کہتے تھے ظالم کی غضب کی آواز تھی) اس نے ڈاکوؤں کے سردار کو جھنجوڑا ''وڈا'' پولیس آئی آ) سردار پولیس آگئی ہے سردار نے نعرہ لگایا اٹھو جلدی کرو اپنی اپنی رلی اٹھاؤ۔ سب نے اپنی اپنی رلی اٹھائی اور ڈاکوؤں کے سردار کے پیچھے پیچھے ہو لئے ایک ڈاکو جس کا نام عمر تھا اس نے ببول کے درخت سے چشم زونی میں ایک ڈالا کاٹا اور اسے گھسیٹتا ہوا سب کے پیچھے پیچھے چلا تا کہ سب کے قدموں یا جوتوں کے نشان مٹ جائیں۔ دریا میں لانچ کے گشت کرنے کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ سب تیز قدموں سے چلتے ہوئے یا دھیمے قدموں سے بھاگتے ہوئے دو میل پر جا کر ایک گھنے جنگل میں گھس گئے۔ مجھ سے پیروں کی تکلیف کی وجہ سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ موت کا خوف بھی کتنی بری چیز ہے۔ گھنے جنگل میں ہم لوگ ۲۴ گھنٹے چھپے رہے سب کا

بھوک پیاس سے برا حال تھا۔ ہم نے اپنے سامنے سے رینجرز کو جاتے دیکھا لیکن انہیں مدد کے لیے آواز دینا گویا اپنی موت کو آواز دینا تھا۔ سگریٹ ختم ہو جانے کیوجہ سے مولانا حسن ترابی صاحب کا بھی برا حال تھا۔ پھر رات ہوتے ہی ہم نے آہستہ آہستہ اپنی جگہ تبدیل کی اور قدرے کھلی جگہ پر آگئے۔ جب سب کا بھوک و پیاس سے برا حال ہو گیا تو رات دس بجے کے قریب ایک ڈاکو کھانے اور پانی کی تلاش میں روانہ ہوا، پیاس کا یہ عالم تھا کہ زمین پر لگی ہوئی گھاس کو چبا کر اس کی نمی سے پیاس بجھائی جا رہی تھی بارہ بجے رات کو یہ ڈاکو اپنے ساتھ ایک مختصر سے بھگونے میں ''طاہری'' بنوا کر لایا اور ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا۔ سب نے دو دو نوالے چاول کھائے اور سردار کے حکم کے مطابق دو دو گھونٹ پانی پیا اس طرح یہ رات ہم نے کھلے جنگل میں گذاری۔ صبح فجر کی نماز تیمم سے پڑھی۔ تھوڑی دیر بعد دور سے ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ فائر کی آواز سنکر سب ڈاکو آپس میں بغل گیر ہونے اور خوشی منانے لگے۔ ان میں ایک ڈاکو فقیر محمد قدرے پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا انسان تھا میں نے اس سے اس خوشی کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا کہ یہ فائر ہمارے دوسرے ٹولے نے کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پولیس اور رینجرز جنگل سے واپس چلی گئی ہے۔ سورج نکلنے کے بعد ہم واپس اس ٹھکانے کی طرف چلے، اگر واقعی رلی ہمارے ساتھ نہ ہوتی تو ہم سردی میں اکڑ جاتے۔ واپس جب ٹھکانے پر پہنچے تو دیکھا کہ جھونپڑی ٹوٹی پڑی ہے سامان سب الٹ پلٹ ہے۔ وہ تو خیر ہوئی کہ جاتے جاتے نہ جانے کب ڈاکوؤں نے آٹے کا کنستر جھاڑیوں میں چھپا دیا بلکہ دال چاول بھی یعنی کھانے پینے کا سارا سامان جھونپڑی سے دور چھپایا تھا لہذا بچ گیا۔

یہاں پہنچ کر سب نے سکھ کا سانس لیا۔ دریا سے پانی بھرلایا گیا۔ سب نے دریا کا گدلا پانی منرل واٹر سمجھ کر پیا۔ دال چڑھائی گئی، کچی پکی روٹی پکی اور پیٹ بھر کر کھائی گئی۔ جب پیٹ میں روٹی گئی تو طبیعت بحال ہوئی۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ آپ لوگ ابھی سے تھک گئے ہم تو پچیس میل پیدل چل کر آپ کو لینے بھی گئے معلوم ہوا کہ ۲۵ میل کے ۴۰ کلومیٹر ہوتے ہیں۔ اللہ ھوا کبر کیا کوئی مولوی مولانا حسن ترابی کے علاوہ ایسے ماحول میں ۴۰ کیلومیٹر پیدل چل سکتا ہے؟ رات کو ڈاکوؤں کے سردار نے مولانا۔ حسن ترابی سے میرے لیے کہا کہ شاہ صاحب کے پیر میں تکلیف ہے ان کے پیر میں نمک اور سرسوں کے تیل کی مالش کرو۔ مجھے بڑی شرم محسوس ہوئی، مولانا حسن ترابی روزانہ دن میں دو بار میرے پیر کی مالش کرتے تھے۔ آج رات میرے گلے میں ایک کاغذ باندھ کر سب ساتھیوں سے دور لے جایا گیا تا کہ مجھے گولی ماردیں تین ڈاکو کلاشنکوف لیکر میرے ساتھ گئے۔ مجھ سے پوچھا سچ بتاؤ ان میں سے پیسے والا کون کون ہے۔

ان سے میری بس میں سلام دعا ہوئی تھی البتہ میں حسن ترابی صاحب کو جانتا ہوں وہ عالم دین ہیں اور غریب آدمی ہیں۔ انہوں نے کہا سچ بتاؤ ورنہ تمہیں گولی مارتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بے شک تم مجھے گولی ماردو لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے میں سید ہوں آل رسولؐ ہوں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے اپنی اپنی کلاشنکوف کا رخ میری طرف کرلیا اور مجھ سے کہا کلمہ پڑھو میں نے علی ولی اللہ تک کلمہ سنادیا اور کہا کہ اگر آس پاس کے علاقے میں تمہارا کوئی جاننے والا ہو تو بتاؤ تا کہ تمہاری لاش اس تک پہنچادی جائے، میں نے سید عزت علی شاہ (سہون شریف) اور

سید کوڑل شاہ (اراضی) کا نام لیا۔ ان میں دو ڈاکو سید عزت علی شاہ کے مرید تھے انہوں نے کہا کیا تم سید عزت علی شاہ کو جانتے ہو میں نے کہا ان سے خود پوچھ لینا انہوں نے کہا ٹھیک ہے کل آپ ان کے نام خط لکھ کر دینا اگر انہوں نے فرمایا کہ تم ان کے آدمی ہو تو تمہارا دس لاکھ روپیہ بھی ہم پر حرام ہے۔ دوسرے دن میں نے سید عزت علی شاہ کے نام انہیں خط لکھ کر دیا۔ شام کو وہ واپس آئے تو صورت حال بدلی ہوئی تھی اپنے ساتھ کیلا مونگ پھلی اور کھویا لیکر آئے کہ یہ عزت علی شاہ نے بھیجا ہے۔ گذشتہ چار روز سے سب سے زیادہ سختی مجھ پر ہی تھی۔ بلکہ ایک بار تو عمر نے مجھ پر لکڑی اٹھالی تھی کہ چلتا ہے یا نہیں میرے پیر میں تکلیف تھی مجھ سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے لکڑی اٹھائی کہ میں ابھی تجھے ڈنڈے سے چلاتا ہوں۔ مگر اب سید عزت علی کی توثیق و تائید کے بعد صورت حال بدل گئی تھی۔

دوسرے دن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو سیوھن کے قریب چھوڑ دیتے ہیں آپ آزاد ہیں۔ میں نے مولانا حسن ترابی مرحوم سے مشورہ کیا مولانا نے کہا کہ (۱) ہم میں سے کوئی بھی سندھی نہیں جانتا لہٰذا ان کے منصوبے کا ہمیں علم نہیں ہوگا۔ (۲) اب آپ کو کوئی خطرہ بھی نہیں ہے (۳) آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر جائیں گے آپ کا دل یہ گوارا کرے گا؟۔ مولانا حسن ترابی کی تینوں باتیں معقول تھیں اور اب ویسے بھی مجھے اس ماحول میں مزہ آنے لگا تھا، نہ صبح دودھ لانا، نہ اخبار لانا، نہ بچوں کو اسکول چھوڑنا، نہ دفتر جانا، نہ تنظیم المکاتب جانا نہ ندائے اسلام کیلئے کچھ، (راوی، عیش ہی عیش لکھتا ہے) دودھ پتی چائے، عالی شان دارچینی قہوہ جائے، شاندار اور پیٹ بھر کر کھانا ہر طرف شاہ صاحب۔ بس کبھی کبھار بچوں کی یاد آتی تو آنکھ نم ہو جاتی تھیں۔

لہٰذا میں نے مولانا حسن ترابی کے حکم پر اپنا جانا ملتوی کر دیا اور ڈاکوؤں سے کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ دل لگ گیا ہے لہٰذا آپ لوگوں کو چھوڑ کر جانے کا دل نہیں چاہتا،

موالی اور مولانا کی کشتی

ان ڈاکوؤں میں ایک ڈاکو کا نام موالی تھا اس کا اصل نام تو نہ جانے کیا رہا ہوگا لوگ اسے موالی کہہ کر پکارتے تھے ان ڈاکوؤں میں فطرتاً حرامزادہ ڈاکو تھا اس سے سادات اور علماء کرام سے خدا واسطے کا بیر تھا وہ بات بے بات مجھ سے الجھتا تھا لیکن سردار کی وجہ سے مجبور تھا ایک دن اُسے اتنا شدید بخار چڑھا کہ اسے اپنے بچنے کی کوئی امید نہ رہی اپنی مری ہوئی آواز میں کہنے لگا شاہ صاحب مجھے بچالو اگر تم سید ہو تو مجھے پانی پڑھ کر دو میرے جیب میں Disprin کی دس گولیاں پڑی تھیں پینے کا پانی انتہائی گدلا تھا میں نے دسوں گولیاں پانی میں گھول کر کچھ دعا وغیرہ دم کر کے اسے پلا دیا میں نے سوچا اگر مر گیا تو جان چھوٹے گی اور اگر بچ گیا تو آئندہ سادات کی توہین نہیں کرے گا خدا کا کرنا یہ ہوا کہ Disprin نے اپنا کام کر دکھایا اور اس کا بخار اتر گیا اب وہ ہمارا عقیدت مند بن گیا۔

لیکن مولانا حسن ترابی سے اسکی خار اپنی جگہ تھی۔ ایک دن ہم لوگ جگہ تبدیل کرتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے دریا میں پانی بھی زیادہ نہیں تھا کپڑوں سمیت پانی میں اتر کر سر سے پیر تک کپڑوں اور جسم پر صابن ملا اس طرح کپڑے بھی دھل گئے اور جسم بھی سردار کے حکم پر سب کی ڈاڑھیاں صاف کی گئیں۔ اجلے اجلے چہرے نکل آئے۔ موالی مولانا حسن ترابی سے کہنے لگا آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو۔ مولانا

حسن ترابی نے کہا تم جوان آدمی ہو میں بوڑھا آدمی ہوں مگر وہ نہ مانا اس پر تمام ڈاکو کہنے لگے نہیں تمہیں کشتی لڑنی پڑے گی سب گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے ہم سب نے اپنے مولا سے کہا مولا آج لاج تمہارے ہاتھ ہے۔ کشتی شروع ہوئی اور موالی ایک لمحے میں چاروں خانے چت پڑا تھا سب نے کہا نہیں یہ کشتی نہیں ہوئی دوبارہ لڑو جیسے ہی کشتی دوبارہ شروع ہوئی مولانا حسن ترابی نے پھر اسے اٹھا کر پٹخ دیا۔ وہ شکست کھا کر اپنی کلاشنکوف کی طرف بڑھا لیکن سردار نے کہا تم ہار گئے ہو۔

اب اگر تم نے کوئی بدتمیزی کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا سب ڈاکوؤں نے سردار کا ساتھ دیا میں نے سوچا کہ موالی مولانا کے حق میں اب زہریلی ناگن بن جائے گا۔ ادھر سردار مجھ سے کئی دن سے کہہ رہا تھا کہ تم کراچی جاؤ اور ان یرغمالیوں کے گھر والوں سے پیسے جمع کر کے لے آؤ تمہارا خرچہ بھی دیں گے۔ میں یہ کہکر ٹال دیتا تھا کہ یہ میرے واقف نہیں ہیں مجھے پولیس کے حوالے کر دیں گے اور پولیس مجھے یہاں تک لے آنے پر مجبور کرے گی۔ آج اس واقعہ کے بعد میں نے سردار سے کہا موالی مفت میں مولانا کو تنگ کرے گا اور اگر تم ان کو چھوڑ دو تو مولانا سب کے واقف ہیں یہ پیسے لے آئیں گے۔ ذمہ دار آدمی ہیں۔ لہٰذا میں نے اور رجب علی نے مولانا حسن ترابی کی ضمانت لی۔ مولانا کو سردار اور دیگر ڈاکو سیہون شریف کے قریب چھوڑ گئے۔ مولانا نے یہاں سے جا کر علاقے کے زمینداروں اور مولانا غلام اصغر نجفی صاحب سے رابطہ قائم کیا اور حجتہ الاسلام مولانا علی مدد صاحب مرحوم اور شہید مظفر کرمانی مولانا حسن ترابی کے ساتھ مسلسل مغویان کی رہائی کیلئے کوشش کرتے رہے جو بالآخر رہائی پر منتج ہوئی۔

رات قاضی احمد تھانے میں بسر کی۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے نواب شاہ میں ڈپٹی کمشنر اور پریس کے سامنے پیش کیا گیا اور جعلی مقابلے کی داستان سنا کر اپنی بہادری کے کارنامے سنائے۔ مولانا حسن ترابی صاحب ڈی سی آفس کے باہر موجود تھے۔ رضا عباس کو کراچی کے لیے رخصت کیا اور میں اور حسن ترابی صاحب نواب شاہ سے اراضی آئے شہید مظفر کرمانی گاڑی چلا رہے تھے راستے میں خوب گپ شپ ہوئی۔ اراضی پہنچ کر ہم نے سید غلام حسین شاہ مرحوم برادر بزرگ سید کوڑل شاہ وزیر جیل خانہ جات کو پوری داستان سنائی۔ مرحوم قومی درد رکھنے والے انسان تھے اور جاگیرداری کے آداب سے بھی پوری طرح واقف تھے انہوں نے چھوٹے سردار میر بحر کو پیغام بھجوایا تھا کہ اگر تم نے یہ یرغمالی رہا نہ کیے تو تمہاری قوم کی عورتوں کو ہون کے بازار میں پھرایا جائے گا اور اسکے ساتھ ہی میر بحر کے رشتہ داروں کو تھانے میں بلوالیا بہر حال اس حربے سے دو یرغمالیوں کے سوا سب رہا ہو گئے۔ رضا جعفری اور حسنین مہدی دو ماہ بعد رہا ہوئے ان حضرات کی رہائی میں مولانا حسن ترابی مرحوم کا بڑا کردار تھا۔

آج مولانا حسن ترابی ہم میں نہیں لیکن ان کی یادیں افق ذہن پر ستاروں کی صبح کی مانند جھلملا رہی ہیں۔ ۶ ستمبر کو لاہور کنونشن میں ان کے ساتھ علامہ سید علی غضنفر کراروی کی رہائش گاہ سکندر ہاؤس نیو ماڈل ٹاؤن میں قیام، آگرہ تاج کا فساد، جنگ پریس جلانے کا شاخسانہ، جیل میں ان کی رفاقت، ان کے ساتھ سفر و حضر میں گزارے ہوئے لمحے یادگار ہیں۔ میری تینوں بچیوں کی شادی میں وہ شریک ہوئے اور ایک شادی میں تو اسلام آباد سے شریک ہونے آئے۔

اب انکی اس محبت کا جواب کہاں سے لاتا وہ بڑے بردبار اور متحمل مزاج انسان تھے میں نے۔

وہ خود ایک مدبر تھے۔ ایک بردبار اور سنجیدہ لیڈر رہتے۔ تحریک جعفریہ کی روح تھے، جب تک وہ زندہ رہے متحدہ مجلس عمل میں تحریک جعفریہ کی بھرپور نمائندگی کرتے رہے۔

ہماری قوم کا عجب مزاج ہے اگر پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے تو اب جو پیپلز پارٹی میں شامل نہیں وہ قابل گردن زدنی ہے ذوالفقار علی بھٹو کی مخالفت معاذ اللہ اللہ و رسولؐ اہل بیتؑ کی مخالفت ہے۔ ہر شخص کا اپنا زاویہ نگاہ اور اپنا انداز فکر ہے ساری قوم بھیڑ چال کا شکار نہ ہو۔

علامہ حسن ترابی جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں انہیں یہ مقام اور یہ شہرت راتوں رات نہیں ملی، ان کی شہرت کسی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ تین دہائیوں کی محنت کا ثمر تھا۔ کارگاہ حیات میں کسی کو دوام نہیں ہر شے نے لذت مرگ سے آشنا ہونا ہے اور بالآخر اپنے خالق حقیقی سے جا ملنا ہے۔ علامہ حسن ترابی نے بھی دنیا سے رخت سفر باندھ لیا۔ دانشمندی و بردباری کے مالک، ذمہ دار خطیب اور شان و شوکت و بانکپن کے ساتھ رہنے والے سپاہ یزید کے زرخرید دہشت گرد کے خودکش حملے کے نتیجے میں شہید ہو کر قوم کو یہ درس دے گئے کہ کربلا ایک ابدی جنگ ہے جو سدا جاری رہے گی۔ شہید حسن ترابی کے جنازے کو ہم بھی دوسرے سوگ واروں، غمگساروں اور عزاداروں کی طرح انہیں سپرد خاک کر آئے۔

روشنی کے شہر کراچی اور پاکستان کے دوسرے شہروں سے آئے ہوئے

مومنین اور دیگر فرقوں کے افراد نے اپنے محبوب رہنما کو بادل نخواستہ، دل گرفتہ، گریہ غمناک اور دیدہ نمناک کے ساتھ رخصت کیا اور انہیں جامع مسجد محمد مصطفیٰ عباس ٹاؤن کی خاک میں سلا آئے ایک ایسی جگہ جہاں سے جانے والا لوٹ کر نہیں آتا۔ پروردگار عالم انہیں جوار سید الشہداء عطا فرمائے۔

یہ کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا
ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سرخرو کر کے

(محسن نقوی)

مولانا حسن ترابی پر متعدد بار حملے ہوئے مگر وہ نہ ہراساں ہوئے نہ خوفزدہ بلکہ بڑی جرات اور ہمت کے ساتھ آزادانہ متحدہ مجلس عمل کے جلسوں میں جاتے رہے۔ متحدہ مجلس کی رفاقت انہیں کتنی مہنگی پڑی۔ انہیں شہید کرنے والا کوئی اور نہ تھا وہی لوگ تھے جو ہم پر کفر کے فتوے لگا چکے ہیں اور جن کے فتوؤں کے نتیجے میں یہ قتل ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

کاش مختلف فرقوں کے علماء بالغ نظری و روشن فکری کا ثبوت دیں ایک ایسے وقت میں جب پورا عالم اسلام ذلت و رسوائی اور خریمیت و پسپائی کا شکار ہے، افغانستان، کشمیر اور عراق لہولہو ہے لیکن ہم پر سے کفر کے فتوے ابھی تک واپس نہیں لیئے گئے جبکہ ہم ہی پر۔۔۔ واستقامت کے ساتھ عالمی کفر کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں۔

اک طرز تغافل ہے سو ہو ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

پروفیسر سید سبط جعفر زیدی ایڈووکیٹ

حسن ترابی شہید جی دار و جگر دار، جواں عزم و جواں مرد

اگرچہ علامہ حسن ترابی شہید کی جائے ولادت بلتستان تھی مگر انہوں نے لڑکپن اور زمانہ طالبعلمی کراچی ہی میں گزارا۔ انکی نوجوانی اور میرا لڑکپن تھا کہ جب میں اسلامیہ کالج کا سال اول کا طالبعلم تھا اور وہ جامعہ امامیہ سے فارغ التحصیل ہورہے تھے۔ وہ ہمارے ایک دوست مرتضٰی شاہ موسوی صاحب کے سینئر ساتھی تھے جبکہ اس وقت وہاں دیگر معروف حضرات کے علاوہ مولانا پروفیسر غلام مہدی صاحب، مولانا پروفیسر علی محمد جاوید صاحب، مولانا مرزا یوسف حسین صاحب اور مولانا حسین الاخوندی آزاد صاحب بھی ترابی صاحب کے ہم درس تھے۔ میری اُن سے واقفیت اسی زمانہ یعنی ۷۲۔۱۹۷۱ء سے تھی۔

پھر اُسکے بعد مولانا حبیب پبلک اسکول اور مسجد ارم محمود آباد کے علاوہ متعدد دینی وقومی تنظیموں اور اداروں سے ایک عام کارکن کی حیثیت سے وابستہ رہے لیکن انکی سیماب صفت وفعال شخصیت کسی ایک جگہ محدود ومقید نہیں رہ سکتی تھی چنانچہ بہت سے سرد وگرم، نشیب، فراز، تنازعات اور سخت ترین و بدترین مراحل ہر قسم کے حالات سے نبرد آزما ہوتے ہوئے بالآخر وہ اُس اعلٰی مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے کہ جس کے لیے قدرت نے انہیں منتخب کر رکھا تھا۔

علامہ کے اس مقام تک پہنچنے میں کسی نمایاں خاندانی پس منظر، برادری و قومیت یا غیر معمولی تعلیم و تربیت یا توارث و سماجی حیثیت و منصب کو دخل نہ تھا بلکہ اپنی

ذاتی محنت، لگن، جفاکشی، جدوجہد، بے جگری و دلیری اور جرأت و مردانگی کی وجہ سے آپ ایک مرکزی قومی عوامی شخصیت بنکر ابھرے۔ وہ معاملہ فہم بھی تھے اور سنجیدہ و مستقل مزاج بھی۔ صبر و تحمل اور برداشت ایسی کہ کڑوی سے کڑوی اور سخت سے سخت بات بھی خندہ پیشانی و خوش دلی سے برداشت کر لیتے تھے اور خوش اخلاقی و متانت اور وضعداری و مروت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اگر آپ انکی شخصیت کو کسی بھی بڑے آدمی کی شخصی اوصاف و خصائل سے ملائیں یا انکے ذاتی اوصاف کا تقابل و موازنہ یا تجزیہ کریں تو بظاہر کوئی بھی ایسی غیر معمولی بات آپ کو ان میں نہیں ملیگی پھر بھی بحیثیت مجموعی وہ ایک بہت بڑے آدمی تھے میں نے انکی کامیابی کا تجزیہ کیا تو ان کے صبر و تحمل، برداشت، قومی درد، یاروں کی یاری، مروت وضعداری اور جواں مردی و خندہ پیشانی کو انکی کامیابی کی بنیاد جانا۔

لین دین (معاملات) سفر، خوشی اور غیظ و غضب بالخصوص مشکلات و آزمائش کے مواقع پر آدمی کی اصلیت و اہلیت کا پتہ چلتا ہے اور اسکے مقام حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے جو لوگ سفر و حضر، خوشی و غم اور ابتلاء و آزمائش میں علامہ صاحب کے ساتھ رہے ہیں وہ انکی غیر معمولی صلاحیت اور قائدانہ حیثیت کے گواہ و معترف ہیں۔ اپنے مخالفین کی معاندانہ و حاسدانہ باتوں کو بھی آپ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور خطرات و مشکلات کی بلکہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانا اور ان سے پنجہ آزمائی کرنا آپکا محبوب مشغلہ تھا۔ وہ کئی دن کے سخت جان لیوا سفر سے تھک کر گھر واپس آئے اور انہیں بتایا گیا کہ فلاں مقام پر بہت سے افراد جمع ہیں اور آپکے خلاف اجتماع اور نعرہ بازی کر رہے ہیں آپ کی جان مال عزت آبرو کو خطرہ ہے آپ کسی بات

کی پرواکیے بغیر فوراً وہاں کے لیے روانہ ہو گئے اور ایسا ایک مرتبہ نہیں متعدد بار ہوا اپنے مخالف مشتعل مجمع اور اجتماع میں پہنچ کر انکی غلط فہمی کے ازالہ اور اپنے موقف کے اظہار کیلئے اور قومی معاملات میں اپنی جان مال عزت آبرو کی پروا کیئے بغیر گویا آتشِ نمرود میں بے خطر کود پڑنا مولانا کا مخصوص و محبوب مشغلہ تھا۔ اور یہی شوق و مشغلہ آپ کی شہادت کا ذریعہ/ بہانہ بنا۔

ایک مرتبہ ملت جعفریہ کی ایک بڑی سنجیدہ و محترم ہستی نے بڑے کرب وطنز کے ساتھ مجھ سے فرمایا کہ ''اب آپ کی قیادت حسن ترابی اور مرزا یوسف حسین جیسے لوگ کرینگے؟!'' میں نے مودبانہ عرض کی کہ سرکار جب آپ جیسے ذی علم و باکردار حضرات گوشہ نشین ہو جائیں گے۔ آزمائش کے وقت گھر سے باہر نہیں نکلیں گے۔ ملاقات کے اوقات صبح گیارہ سے دوپہر ایک بجے مقرر کرینگے اور ملاقاتی کو وقت دیکر مقررہ و طے شدہ ملاقات و ملاقاتی سے ملنے یا مجلس سے خطاب یا گھر سے نکلنے کیلئے پھر استخارہ دیکھیں گے تو کیسے بات بنے گی؟!'' یہ حضرات ممکن ہے کہ آپکے ہمارے مقررہ معیار قیادت پر پورا نہ اُترتے ہوں ان کے بعض معاملات شاید مشکوک و معیوب یا متنازعہ ہوں لیکن یہ لوگ قوم کے شریک حال اور ہر آڑے وقت میں موجود اور دستیاب تو ہوتے ہیں آپ سے رابطہ بھلا کب کون اور کیوں کر سکتا ہے؟!(یہ کوئی دس بارہ سال پہلے کی بات ہے) بہر حال میرا علامہ سے تنظیمی یا تفاعلی تعلق نہ تھا مگر پھر بھی میں انکی زندگی میں بھی انکی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کا مداح و معترف تھا اور علی الاعلان کہا کرتا تھا کہ اس مردِ مجاہد کی قدر کرو اور اگر اختلاف ہے تو اس سے بات کر کے افہام و تفہیم سے اسے راضی و قائل کر کے اس سے شایانِ شان کام لو۔ اگر ایسا

ہوتا تو شاید یہ ہم سب کے لیے کہیں بہتر ہوتا۔

انکی شہادت کے بعد انکی جگہ/خلاء پر کرنے کیلئے کئی افراد بھی ناکافی پڑ رہے ہیں۔ بہر حال یہ سرسری تاثرات ہیں نہ کہ مضمون یا خراج عقیدت گر قبول افتد......

محتاج دُعا، شریک غم و تہنیت گزار شہادت: ناچیز سید سبط جعفر زیدی

maablib.org

اسحاق گولوی

وحدت کا علمبردار شہید حسن ترابی

شہید حسن ترابی ایک مذہبی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بابصیرت سیاسی رہنما بھی تھے۔اس لئے موصوف مختلف دینی جماعتوں کے سربراہ بھی رہے۔شہید نے ابتداء سے آخر تک وحدت اسلامی کے لئے مثالی کام کیا۔ان کا مقصد ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرانا تھا اور ساتھ ہی لوگوں کی مشکلات کو حل کرنا اور دینی اجتماعات کی قیادت اور انہیں پر امن رکھنا تھا جو ایک بہتر قائد ہونے کی دلیل ہے۔اپنی شہادت سے چند لمحہ قبل عالمی دہشت گرد اسرائیل کے خلاف ایم۔ایم۔اے کے زیر اہتمام ریلی سے خطاب کر کے واپس تشریف لا رہے تھے۔انہوں نے اپنی آخری خطاب میں کہا تھا کہ عالمی سطح پر انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سے کھیلنے والے عالمی دہشت گرد اسرائیل و امریکہ ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ صدر اسلامی جمہوریہ ایران! امریکہ و اسرائیل کے خلاف قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں

شہید نے سانحہ نشترک پارک کے موقع پر اپنے پیغام میں فرمایا تھا" میں امت کو اس عظیم سانحے پر تعزیت پیش کرنے کے ساتھ یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ وحدت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیں کیونکہ امت کی بھلائی اسی میں ہے۔

شہید حسن ترابی کے قتل کے پیچھے جس کسی کا بھی ہاتھ ہو اس کے بارے میں یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسلام دشمنوں کے دانستہ یا نادانستہ ایجنٹ ضرور ہیں نیز وہ اسلامی اتحاد کو زک پہنچانے کی سازشوں میں شریک ہیں کیونکہ شہید اسلامی اتحاد خصوصا اسلامی مذہبی جماعتوں کے اتحاد میں شامل تھے اور ایم ایم اے کے مرکزی رہنما تھے۔

شہید حسن ترابی کے قتل کے پیچھے ان تین عناصر میں سے ایک کارفرما ہو سکتا ہے۔

(۱) پاکستان دشمن عناصر (۲) وانا سے بھاگے ہوئے ملک دشمن عناصر (۳) بلوچستان میں موجود تخریب کار گروہ۔

(۱) جہاں تک پاکستان دشمن عناصر کا تعلق ہے ان میں بھارت، امریکہ اور اسرائیل شامل ہیں۔ ان میں سرفہرست بھارت ہے جو حالیہ ممبئی بم دھماکوں میں پاکستان کو ملوث کر رہا ہے۔ ساتھ ہی افغانستان میں پاکستان کے خلاف ان کی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ جہاں تک امریکہ اور اسرائیل کا تعلق تو واضح ہے امریکہ و اسرائیل اگر کسی اسلامی ملک پر حملہ کرنا چاہیں تو وہ سب سے پہلے اسلامی ممالک میں موجود اہم مذہبی رہنماؤں کو قتل کرتے ہیں جو اس ملک میں موجود عوام کو سنبھالنے کی صلاحیتیں رکھتے ہوں۔ حالیہ عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو اسرائیل نے لبنان اور فلسطین پر حملے تیز کر دیے ہیں۔ جب پاکستان سے اسرائیل کے خلاف آواز بلند ہونے لگی تو عوام کو اندورنی مشکلات میں مصروف رکھنے اور اپنی عزائم کو جاری رکھنے کے لئے ان کی طرف سے سازش ہو سکتی ہے کیونکہ شہید اپنی شہادت سے چند لمحہ قبل اسرائیل کے خلاف آواز بلند کر کے آرہے تھے۔ اور دوسری طرف امریکہ اسلامی ملک ایران کو دھمکی دے رہا ہے لیکن شہید ترابی جیسے افراد کی دوسرے اسلامی ممالک میں موجودگی ان کے لئے ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ اگر ایران پر چڑھائی کریں گے تو پاکستان میں امریکی مفادات کے لئے سب سے بڑا خطرہ شہید حسن ترابی جیسے اسلام پسند رہنما ہیں۔ پاکستان میں بالخصوص کراچی میں کروڑوں کی تعداد میں مقلد افراد بستے ہیں جو ایک ہی فتوئی اور علماء کی ایک ہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے جانیں قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس آواز اور اس فتوی کو پہنچانے والے افراد میں سے ایک شہید حسن ترابی تھے۔

(۲) وانا سے بھاگے ہوئے ملک دشمن عناصر برسوں سے اس ملک کو نقصان پہنچانے میں

معروف عمل ہیں اور علاقہ القاعدہ کا مرکز تھا جہاں پر اسلحہ بنانے کی فیکٹریاں قائم تھیں۔ یہی علاقہ دنیا بھر کے دہشت گردوں کی آماجگاہ ہے۔ جب انہیں ختم کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے آپریشن شروع کیا تو انہوں نے اپنی گھناؤنی سازش کو جاری رکھنے کے لئے متبادل راستہ اختیار کیا وہ یہ کہ خودکش بم حملوں کے ذریعے حکومت کو مشکلات میں مبتلا ئیں نیز حکومت اور عوام کی توجہ اپنی طرف سے ہٹائیں۔ شہید حسن ترابی کی شہادت اور سانحہ نشتر پارک کو بھی ہم انہی کی منحوس سازش پر کہہ سکتے ہیں۔

(۳) بلوچستان میں موجود تخریب کار گروہ۔ حکومت پاکستان بلوچستان میں عوام کو سرداروں سے نجات دلانے کیلئے جن سرداروں پیچھے پڑی ہوئی ہے یہ لوگ بھی اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ملک کے دوسرے صوبوں میں حالات خراب کر کے حکومت کیلئے مشکلات پیدا کریں اور اپنی سرداری کو بحال رکھیں اس کیلئے انہوں نے پہلے گیس پائپ لائنوں کو نشانہ بنایا۔ پھر بھی حکومت اور عوام کی نظر ان سے نہ ہٹی تو شائد انہوں نے دہشت گردی کا رستہ اختیار کیا ہو اور شاید شہید حسن ترابی جیسی شخصیت اور سانحہ نشتر پارک جیسی سازش سے اپنی دہشگردی کا آغاز کیا ہو۔

شہید پر پہلے بھی قاتلانہ حملے کی کوشش ہوئی ہیں اور حکومت کو بخوبی علم ہو گیا کہ ان کے قاتلوں کا تعلق کن لوگوں سے ہے۔ اب اگر حکومت ان کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے حقائق سامنے نہیں لاتی تو کچھ لوگوں کے اس خیال کو تقویت ملے گی یہ قتل ریاستی دہشگری کا حصہ ہو سکتی ہے اور لوگوں کا گمان ہے کہ شہید پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو حکومت ان کے سیکورٹی بڑھانے کے بجائے کم کر دی تھی۔ سانحہ نشتر پارک کے بعد کراچی میں یہ سب سے بڑا اہم المیہ ہے۔ یہ قتل ملک میں شیعہ سنی فسادات کو ہوا دینے کی سازش ہو سکتی ہے۔ لیکن ملت پاکستان اور شیعیان پاکستان دشمنوں کی چالوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

حکومت سے پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ سانحہ نشتر پارک اور شہید علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔ ہماری دعا ہے خدا شہید کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ ▬

(ہفت روزہ افکار توحید ۴ تا ۱۰ اگست ۲۰۰۶)

نصرت مرزا

داعی اتحاد بین المسلمین کا قتل

علامہ حسن ترابی کو جمعہ کے روز قتل کر دیا گیا جب وہ فلسطین میں اسرائیل کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایک مظاہرہ میں شرکت کے بعد آ رہے تھے، یہ مظاہرہ ایم ایم اے نے منظم کیا تھا اس سے چند روز پہلے ایک آل پارٹیز کانفرنس میں جو اسی موضوع پر منعقد ہوئی تھی اُن سے ملاقات ہوئی تھی وہ میرے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ علامہ حسن ترابی اور یہ کالم نگار ساتھ ساتھ ہی اے پی سی میں شرکت کیلئے پہنچے تھے، اسلئے دیکھا کہ ایک پولیس موبائل وین اُن کو تحفظ فراہم کر رہی ہے، دل چاہا کہ اُن کو چھیڑا جائے کہ وہ وزارت کے مزے لوٹ رہے ہیں مگر میں نہ جانے کیوں چپ رہا اگرچہ ایسی گپ شپ اُن کے ساتھ ہوتی رہتی تھی۔ اسلئے کہ وہ اتحاد بین المسلمین کی داعی تھی، ایک آدھ دفعہ تلخ بھی ہوئے اور اپنے سخت ردعمل کا بھی اظہار کیا، جب شیعہ علمائے کرام کو دن دھاڑے قتل کر دیا جاتا تھا، راقم نے انہیں سمجھایا تھا تو وہ پھر نرم پڑ جاتے تھے، ایم ایم اے میں بہت فعال کردار ادا کرتے تھے، راقم نے شیعہ ڈاکٹروں انجینئروں کے قتل کے واقعات پر تحقیق کی اور کئی ایجنسیوں کے سابق سربراہان سے ملا تو انہوں نے راقم کو بتایا کہ عراق ایران جنگ کے دوران امریکہ کے فنڈز سے عراق میں ایک سیل قائم کیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو ایران کی حمایت نہ کرنے دی جائے، اور شیعہ وسنی کے درمیان اختلافات کو ہوا دی جاتی رہے، چنانچہ اس سلسلے میں ضیاء الحق کے دور حکومت میں ایک شعیہ عالم علامہ عارف الحسینی کا قتل ہوا تو پھر کئی سنی علمائے کرام مارے گئے کراچی میں یہ کام بڑے منظم طریقے سے ہوا، پھر عراق، ایران جنگ ختم ہو جانے کے بعد بغداد میں قائم وہ سیل بند کر دیا گیا۔ اوصاف کے کالم اس بات کے گواہ ہیں کہ اس کالم نگار نے اپنے قارئین کو اطلاع دی تھی کہ اخباری خبروں کے مطابق عراق پر امریکی قبضہ کے بعد وہ سیل دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے اور ہم نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اب

پاکستان میں ایسے قتل کی رفتار بڑھے گی ڈی آئی جی / سی سی پی او نے راقم الحروف کے ایک سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ چار پانچ آدمیوں کا ایک گروہ اچانک نمودار ہوتا ہے اور وہ اس قسم کی قتل وغارتگری شروع کر دیتا ہے ایک آدھ واردات کے بعد ہم اس گروہ کو پکڑ لیتے ہیں تو چند دنوں تک سکون ہو جاتا ہے اور ہم سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اُن کی بیخ کنی کر دی مگر چند روز بعد پھر ایک اور گروہ نمودار ہو کر یہ کاروائیاں شروع کر دیتا ہے اور اس بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پائے۔ علامہ حسن ترابی پر 4 اپریل 2006 کو بھی قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور اس حملے میں وہ بچ گئے تھے مگر اس دفعہ قاتلوں نے یقینی بنایا کہ وہ بچ نہ پائیں اور وہ شہید کر دیئے گئے شہادت سے دو گھنٹے پہلے انہوں نے بنوریہ مسجد (نیوٹاؤن) کے سامنے جو تقریر کی وہ تاریخی تھی انہوں نے بش کو شیطان بزرگ کے خطاب سے نوازا اور امریکہ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈال رہا ہے۔ علامہ نے سامراجی طاقت کے خلاف مسلمانوں سے متحد ہونے کی اپیل کی انہوں نے اپنی تقریر میں بنوریہ ٹاؤن مسجد کے مفتی، مفتی نظام الدین شامزئی اور مفتی جمیل کی شہادت کا خاص طور سے ذکر کیا کہ اُن کو ظالموں نے شہید کر دیا اور قاتل اب تک نہیں پکڑے گئے ہیں، دونوں مفتی صاحبان کی شہادت کے بعد ایک حلقہ میں یہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ شیعہ نوجوانوں کی کاروائی ہے مگر علامہ حسن ترابی اسکی تردید کرتے رہتے تھے اور ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کی بات کرتے تھے، متحدہ مجلس عمل میں تو وہ بہت متحرک تھے، اسکے باوجود کہ اُن کی جان کو ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا وہ مسلسل شہر میں گردش کرتے رہتے تھے کوئی ایسی تقریب نہ ہوتی تھی جس میں وہ شریک نہ ہوتے، پاکستان اسوقت دنیا بھر کی انٹیلی جنس سروسز کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، سی آئی اے تو کھل کر کام کر رہی ہے تو برطانیہ کی ایم آئی 6 کی یہاں بھرپور موجودگی محسوس کی جاسکتی ہے۔ اس واقعہ کی شب وزیر اطلاعات محمد علی درانی کی تقریر کے بعد ایک ایڈیٹر صحافی نے کھل کر کہا کہ یہاں ایم آئی 6 موجود ہے اور جس کو چاہے مروا دیتی ہے راقم نے سوچا ہماری انٹیلی جنس ایجنسیاں کیا کر رہی

ہیں، جہاں قتل در قتل کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت جب ایران کا گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے تو اس قسم کے قتل اور اسکے ردعمل کے طور پر دوسرے قتل سامراجی طاقتوں کی ضرورت ہیں، سو یہ سمجھا جانا چاہئے کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت اس سلسلہ کی آخری شہادت نہیں ہے۔ بلکہ شاید اب سنیوں کی باری ہوتا کہ غلط فہمیاں بڑھیں، یا کم از کم دونوں فرقے الجھے رہیں، میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ دونوں فرقے ایک کیوں نہیں ہو جاتے۔ مگر کیسے ایک ہو جائیں راستے میں تاریخ حائل ہے، عقائد کا مسئلہ ہے، تو پیٹ کا بھی، اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر قتل در قتل کا سلسلہ یوں جاری رہے گا۔ اور ہم جیسے لوگ یوں ہی بین کرتے رہیں گے۔ یا تحریر لکھتے اور تقریر کرتے رہیں گے کیونکہ ہم لوگ شاید اسی قابل ہیں اور شاید یہی ہماری قسمت ہے۔ جو اتحاد بین المسلمین کی بات کرے وجلد اس دنیا سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

سید محمد علی شاہ

شہید کے ایک قریبی دوست کے تاثرات

بسم رب الشہداء

علامہ شہید حسن ترابی ایک بہادر، نڈر، چٹان کی طرح مضبوط عالم دین، سیاست دان اور راہِ حق کے مسافر تھے اور اس راہ حق کی حقیقی منزل یعنی شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے شہید کے ابرے میں میرا جیسا دیناوی شخص لکھنے کی جرات میں کر سکتا ہاں مگر مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں شہید کا سب سے زیادہ قریبی دوست تھا۔

شہید مجھے اپنا بڑا بیٹا اور دوست کہتے تھے مجھے سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ میں !بس عظیم ہستی کو کیسے خراجِ عقیدت پیش کروں میں شہید کے آخری ایام کے بارے میں لکھنا چاہتا ہوں شیعہ، سنی اتحاد کے داعی اور امریکہ دشمن حسن ترابی پر یوں تو برسوں سے حملے، اور دشمن اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام ہوتا رہا۔ 7 ربیع الاول کو جوان پر بم سے حملہ کیا گیا اس سے شہید کے ارادے اور مضبوط ہو گئے انکے لہجے میں اسلام دشمن قوتوں کے خلاف نفرت اور زیادہ ہونے لگی ان کو اپنے اوپر ہونے والے حملے کی کوئی پروانہیں تھی بم حملے کے تیسرے روز ہی شہید نے رات ۳ بجے میرے ساتھ گلشن اقبال میں آئسکریم کھائی۔

حسن ترابی کو ہر دور حکومت نے خریدنے کی کوشش کی اور جب بھی کوئی ان کو خریدنے آتا تو وہ یہ ہی کہتے تھے کہ مجھے اپنے لیے یاد ہے بچوں کیلئے کچھ نہیں چاہیے اگر ترابی کو خریدنا ہے تو شیعہ قوم کو رہا کرو، وطن عذیز سے مسلک کے نام پر ہونے والی

عزتوں کا کاتمہ کرو یہ وہ مطالبات تھے جو شہید سر عام اور بریف کیس اور پر کشش مراعات لانے والوں کے سامنے رکھتے تھے۔

شہید کہتے تھے کہ مجھے پتہ ہے کہ میں بستر پر نہیں مروں گا شہادت کے وہ تمنائی تھے کہ ایک پروگرام کیلئے گھر سے نکلے تو انکی اہلیہ نے انھیں روک کر ایک کالی مرغی صدقہ دی اس بات پر وہ مسکرائے اور بولے صدقہ رد بلا سے اور شہادت بلا ئیں خدا کا عظیم تحفہ ہے۔

۱۲ ربیع الاول نشتر پارک کے المناک حادثے کے بعد سے شہادت تک حسن ترابی شہید کئی امتحانوں سے گذرے اور آخر کار کامیاب ہوئے۔

وہ وطن عزیز میں شیعہ، سنی، دیوبندی اور اقلیتوں کے درمیان ایک مضبوط برج تھے وہ اپنا موقف آسان الفاظ میں بیان کرتے تھے اور اپنے اصولوں پر کبھی سودا بازی نہیں کرتے تھے۔ جب حکومت وقت انکو خرید نہیں سکی تو انکو سیاست سے دور کرنے کیلئے جھوٹے الزمات عائد کئے آپ کو بلیک میل کرنے کیلئے من گھڑت کہانیاں گھڑی گئیں اور انکے قریبی ساتھیوں کو گرفتار کیا گیا مجھے بھی اس راہ حق میں سنت سید سجادؑ ادا کرنے کا موقع ملا شہید پر زہنی دباؤ ڈالنے کیلئے ہمیں بلا جواز گرفتار کیا گیا ۳۱ دن گرفتاری کے بعد جولائی کو مجھے آزادی ملی تو میں شہید کے گھر سب سے پہلے گیا اور وہاں ہی اپنے اہل خانہ سے ملا مجھ سے مل کر شہید اتنا خوش ہوئے کہ رو پڑے۔

شہادت سے دو روز قبل شام چھ بجے شہید نے مجھے بلایا اور رات ۳ بجے تک مجھ سے باتیں کرتے رہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ میری ان سے آخری نشست ہے مگر

آج جب میں یہ سوچتا ہوں تو لگتا ہے کہ جیسے ان کو پتہ تھا کہ یہ انکی میرے ساتھ آخری نشست ہوگی۔

اس رات جو کچھ انھوں نے کہا وہ میں لکھ نہیں سکتا کیوں کہ بہت سے لوگوں کو یہ بات ناگوار گذرے گی ہاں اتنا ضرور لکھوں گا کہ شہید کو پتہ لگ چکا تھا کہ اب انکی منزل بہت قریب ہے۔

اس تناے انھوں نے اپنا وہ خواب بیان کیا جس میں ترابی صاحب کو شہادت کی بشارت دی گئی تھی شہید عباس علمدارؑ سے خاص قریب رکھتے تھے جب بہت پریشان ہوتے تو عباس علمدار کے علم پر جا کر فریاد کرتے تھے انھوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ مجھے کسی بھی وقت اس دنیا سے جانا ہے لوگ میرے قتل پر آمدہ ہیں مجھ سے لوگ کہتے ہین کہ میں کچھ عرصہ کیلیے پاکستان سے چلا جاؤں، لوگ کہتے ہیں کہ متحدہ مجلس عمل اور علامہ ساجد نقوی کا ساتھ چھوڑ دوں مگر میں عباس علمدار کا چاہنے والا ہوں میں بھاگ جانے والوں میں سے نہیں ہوں میں آخری دم تک راہ حق پر چلتا رہوں گا۔

امام زمانہ کا یہ سپاہی بہت سے راز اپنے سینے میں لے گیا۔۱۴ جولائی کو ہونے والا دھماکہ اگر چہ بم سے ہمارا ترابی لے گیا مگر اس دھماکے کی گونج سے اور شہید کے خون سے اسلام دشمنوں کے چہرے اور امریکہ کا وائٹ ہاؤس سیاہ ہوگئے۔

وہ لوگ جو یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ شیعہ سنی بھائی بھائی امریکہ نے آگ لگائی یہ بات نعرے کی حد تک آسان ہے مگر اس پر چلنا انتہائی دشوار ہے کیوں کہ با آخر اس نعرے کی اصل منزل شہادت ہے آج حسن ترابی جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں مگر ان کی آواز اور یہ صدا آج تک ہمارے کانوں میں گرنج رہی ہے کہ اگر ہم کو ایک دن

میں ۱۰۰ جنازے بھی اٹھانے پڑے تو اٹھائیں گے مگر وطن عزیز میں شیعہ سنی فسادات نہیں ہونے دیں گے۔ بس ہمیں ترابی شہید کے اس فلسفے کو پہچانا ہوگا۔

maablib.org

گھر کی گواہی:

شہید علامہ حسن ترابی محمد یعقوب شہباز شگری کی نظر میں

(جناب محمد یعقوب شہباز شگری داماد شہید)

شہید علامہ حسن ترابی ۱۹۵۳ء۱۴/ رمضان المبارک کو علاقہ شگر کے محلے چمقچہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امامیہ شگر خاص میں معروف ومتقی وپرہیزگار عالم دین حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے سید حسین الموسوی (مرحوم) خطیب خانقاہ معلی شگر و پرنسپل مدرسہ امامیہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد کراچی میں مدرسہ امامیہ ناظم آباد میں تعلیم حاصل کی۔ اپنی دینی ومروجہ تعلیم سے فارغ ہو کر وہ اپنے آبائی علاقہ واپس چلے گئے۔ وہاں پر آپ نے تنظیم فدائیان علی اکبر کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت ضیاء الحق کی آمریت کا دور تھا۔ آپ ضیاء الحق کے شیعہ دشمنی کیخلاف ناردن ایریاز میں آواز بلند کرنے والے واحد شخص تھے۔

شہید نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ضیاء الحق کی آمریت کیخلاف بھرپور احتجاج کیا۔ جس کی پاداش میں شہید کو ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا۔ جو کہ شہید کی زندگی کی پہلی گرفتاری تھی۔ بلتستان میں اپنی پہلی گرفتاری کے بعد ماسوائے چند ساتھیوں کے باقی تمام ساتھی ساتھ چھوڑ گئے جس سے دلبرداشتہ ہو کر شہید نے دوبارہ کراچی کا رخ کیا۔ محمود آباد نمبر ۴ کی مسجد ارم میں امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اپنی مسجد میں امامت کے فرائض کے ساتھ ساتھ حبیب پبلک اسکول میں بطور ٹیچر ملازمت اختیار کرلی۔ اسی دوران تحریک جعفریہ پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ شہید علامہ

عارف حسین الحسینی نے آپ کو کراچی ڈویژن کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا۔ جہاں سے شہید نے اپنے بھرپور مذہبی وسیاسی کیریئر کا آغاز کرنے کے ساتھ ساتھ آمروقت ضیاء الحق کیخلاف اپنی جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرنا شروع کردیا۔ جس کی بدولت سرکار نے حبیب پبلک اسکول کی انتظامیہ پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ علامہ حسن ترابی کو فارغ کریں یا اسکول بند کردیں۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے شہید نے بذاتِ خود استعفیٰ دے دیا۔

شہید قائدِملت علامہ عارف حسین الحسینی کی شہادت کے بعد قائدِ محترم علامہ سید ساجد علی نقوی مدظلہ العالی نےشہید علامہ حسن ترابی کو صوبائی جنرل سیکریٹری نامزد کیا جس کے بعد آپ کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے صوبائی صدر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ اپنی ۵۸/ سالہ زندگی میں ۳۰/ سالہ زندگی میں اسلام، ملت مسلمہ، ملت جعفریہ اور اتحاد بین المسلمین کیلئے صرف کی۔ مختلف کٹھن مراحل اور نشیب وفراز سے گزرے۔ ۱۶/ مرتبہ آپ کو پابند قید وسلاسل۔ زندگی کے آخری مراحل میں اپنے آپکو اتحاد بین المسلمین کیلئے وقف کردیا جس کی بدولت شہید تمام مسلک و مذاہب کے ہردل عزیز بن گئے۔ شہید انقلاب اسلامی ایران اور امام خمینی سے بیحد متاثر تھے اور امام کے افکار ونظریات کے پرچار کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

شہید علامہ حسن ترابی وہ واحد عالم دین ورہنماء تھے جو کہ ابتداء سے شہادت تک خط امام خمینیؒ اور خط انقلاب اسلامی اور تحریک جعفریہ سے وابستہ رہے۔

شہادت تک کسی سیاسی یا لسانی تنظیم سے بالواسطہ یا بلا واسطہ وابستہ نہیں رہے۔ یہی ایک اہم وجہ تھی کہ کراچی میں مقیم اپنے لوگوں نے شہید کیخلاف بھرپور

پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی تھی کیونکہ ان مذہبی لیڈران کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی سیاسی یا لسانی تنظیم سے تھا جو کہ پوری ملت پر عیاں ہے۔

متحدہ مجلس عمل میں شہید کی حیثیت کنگ میکر کی تھی اور متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ جس کو دیکھتے ہوئے شہادت سے چار۔ پانچ ماہ قبل وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کے ذریعے سرکار نے ڈیل کرنے کی ناکام کوشش کی جس میں متحدہ مجلس عمل، تحریک جعفریہ اور علامہ ساجد علی نقوی سے علیحدگی اختیار کرنے پر بہت سی مراعات کی پیشکش کی گئی تھیں (واضح رہے بظاہر وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق سانحہ مسجد حیدری و مسجد امام بارگاہ علی رضاؑ کے شہداء کی تعزیت کے سلسلے میں گھر آئے تھے)

اس موقع پر شہید نے وزیر موصوف کے منہ پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا جس نے آمر وقت کو بالکل نا اُمید کر دیا اور اس پیشکش کو ٹھکرانے کا نتیجہ پہلے خودکش قاتلانہ حملے کی صورت میں ظاہر ہوا جس میں شہید بچ گئے۔ لیکن آمر اور اس کے حواریوں کے دوسرے خودکش حملے میں جام شہادت نوش کیا۔ شہید کو پنے افکار و نظریات سے ہٹانے کیلئے استعماری قوتوں نے اندرونی و بیرونی مسائل پیدا کیے جس میں کچھ صاحبان علم کی زبانوں سے پہاڑی کہہ کر توہین کی گئی، اور کچھ فراد کے توسط سے آپکو خریدنے کی کوشش کی گئی جس کی ایک مثال یہ ہے کہ محفل مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس کراچی کے سانحہ میں ۲۲/افراد کی شہادت کے بعد ایک یجنسی کے اعلیٰ عہدے پر فائز شخص نے مبلغ ۱۳/ کروڑ روپے۔ کی پیشکش کرتے ہوئے سنیوں کیخلاف بھرپور استعمال کرنے کی کوشش کی۔ ورنہ شہید کرنے کی دھمکی دی۔

لیکن شہید نے ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ وہ دوبارہ شہید تک آنے کی ہمت نہ کر سکے، اس دوران شہید نے ۳/ماہ روپوشی کی زندگی گزاری۔ ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شہید مظفر علی کرمانی کی شہادت کے موقعہ پر کراچی شہر کے حالات بہت خراب ہو گئے تھے اور تحریک جعفریہ وسپاہ صحابہ کے چیدہ چیدہ علمائے کرام کو گرفتار کر لیا گیا اور کچھ عرصہ بعد چیف سیکرٹری (سندھ) کے دفتر میں مذاکرات کیلئے تھانوں سے لیجایا گیا۔ اس اجلاس میں جنرل آفیسر کمانڈ چیف سیکرٹری (سندھ)، ہوم سیکریٹری اور تمام ایجنسیز کے افراد موجود تھے۔ اس اجلاس میں سپاہ صحابہ کے ایک رہنماء نے سب سے ہاتھ ملایا جس کے بعد چیدہ چیدہ شیعہ رہنماؤں نے بھی اس سے ہاتھ ملایا۔ جب اس شخص نے شہید علامہ حسن ترابی سے ہاتھ ملانے کی کوشش کی تو شہید نے بھرے اجلاس میں سب کے سامنے یہ کہہ کر اس سے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا کہ تمہارے ہاتھ میں بے گناہ شیعوں کا خون لگا ہوا ہے۔ لہذا میں تم جیسے ملعون و ناپاک لوگوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ تمام شرکائے اجلاس شہید کی اس جرات و بے باکی پر حیران ہو گئے۔

جب اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی تو باری باری سب نے تقاریر کیں، جب شہید علامہ حسن ترابی نے تقریر شروع کی تو حکومت اور سپاہ صحابہ کو دلائل کے ذریعہ خاموش کر دیا۔ انکی تقریر کے بعد کسی حکومتی یا سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کے پاس جواب موجود نہ تھا۔ وہاں ساری حکومتی سازشیں ناکام ہوئیں اور سب کو رہائی ملی، شہید جب اجلاس سے باہر آئے تو ایک صاحب علم نے آپ کا ماتھا چوما اور کہا آج آپ نے پوری ملت کی عزت رکھ لی جبکہ یہی صاحب علم شخصیت شہید کے شدید مخالف تھے اور

رہائی کے بعد پھر اسی انداز میں مخالفت کرنے لگے اور شہید کے جنازے پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ شہید علامہ حسن ترابی پاکستان کے باقر الصدر تھے۔ اگر یہ الفاظ شہید کی زندگی میں کہتے تو ملت کا یہ حال نہ ہوتا۔

maablib.org

شہید علامہ حسن ترابی

چند یادگار

انٹرویوز، پریس کانفرنس

تحریریں، تقریریں، خطوط،

اور یادداشتیں

maablib.org

انٹرویوز

مجلس عمل سندھ کے نائب صدر اور شیعہ علماء کونسل سندھ کے سربراہ علامہ حسن ترابی سے انٹرویو

(ہفت روزہ تکبیر، ۲۶ جنوری ۲۰۰۵)

تکبیر: شیعہ سنی جھگڑا نہیں ہے شمالی علاقوں میں امریکی ایجنٹ سرگرم ہیں حکومت کا یہ دعوی بالکل غلط ہے کہ اس نے دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑ دیا ہے، وہ تو صرف امریکہ مخالفوں کا قلع قمع کر رہی ہے

تکبیر: حسن ترابی صاحب آپ گلگت میں حالیہ فسادات اور علامہ آغا ضیاء الدین پر حملے کو کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟

علامہ حسن ترابی: دیکھیں دو باتیں بڑی واضح ہیں اول یہ کہ یہ فسادات مصنوعی فسادات ہیں ان فسادات کو فرقہ وارانہ فسادات نہیں قرار دیا جا سکتا یہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس سارے معاملے میں وہی ہاتھ کارفرما ہے کہ جو اس سے قبل ملک کو شیعہ سنی فساد میں مبتلا کرنے کی کوشش میں مصروف رہا ہے، تاریخ گواہ ہے کہ وہاں کبھی اس نوعیت کے فساد نہیں ہوئے اور نہ ہی سنی شیعہ افراد نے ایک دوسروں پر حملے کیے وہاں تمام مسلک کے حامل اپنی روایات کے تحت متحد اور یکجہتی کے ساتھ رہتے ہیں، آغا صاحب پر حملوں اور پھر اس کی آڑ میں فسادات دراصل بیرونی عناصر کی کاروائی ہے جو ملک میں موجود مذہبی اتحاد اور قوت کو یکجا دیکھنا نہیں چاہتے۔

تکبیر: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حالیہ دہشت گردی مذہبی اتحاد بالخصوص متحدہ مجلس عمل کو

توڑنے کی کوئی سازش ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی بالکل ایسا ہی ہے، متحدہ مجلس عمل نے اپنے پلیٹ فارم پر سب کو یکساں نمائندگی دی ہے اور ہمارے قائدین کے اتحاد نے ایک ایسی یکجہتی اور مذہبی امن کی فضا قائم کردی ہے کہ جو امریکہ اور اس کے حواریوں کو پسند نہیں آ رہی ہے خفیہ ادارے اس اتحاد کو توڑنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ امریکہ نے اپنے ایجنٹوں کو ٹاسک دیا ہے کہ وہ قوم کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے سنی شیعہ فسادات کرائیں چنانچہ ملک میں وقتاً فوقتاً مذہبی نوعیت کے معاملات اور تنازعات کو ہوا دی جاتی ہے، کبھی علامہ یوسف لدھیانوی کو شہید کردیا جاتا ہے پھر امام بارگاہ پر حملہ ہو جاتا ہے، پھر مفتی نظام الدین شامزی شہید کردیے جاتے ہیں تو اگلے روز امام بارگاہ کے ۲۳ نمازی شہید ہو جاتے ہیں اس طرح یہ سلسلہ مختلف طریقوں سے جاری رہتا ہے اور تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ سنی شیعہ اختلافات کے باعث مولوی لڑ رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے ہمارا دشمن ایک ہی ہے اور وہ ہی سب کرا رہا ہے۔

تکبیر: حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ اس نے دہشت گردی کے نیٹ ورک کو توڑ دیا ماسٹر مائنڈ پکڑے جارہے ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حکومت کے اقدامات مثبت سمت میں ہیں؟

علامہ حسن ترابی: دیکھیں جی! حکومت کا یہ دعویٰ کہ دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑ دیا ہے مکمل طور پر درست نہیں ہے ان کا دعویٰ بس اتنا درست ہے کہ امریکہ کی نظر میں جو دہشت گرد ہیں اور جو ہماری نظر میں مجاہد ہیں حکومت صرف ان مجاہدوں

کو دہشت گرد قرار دے کر ان کا قلعہ قمعہ کر رہی ہے حکومت کو بس اس سطح تک کامیابی ضرور ہوئی ہے مگر جو ہمیں ہمارے درمیان رہ کر مار رہا ہے حکومت اس میں مکمل طور پر قابو پانے میں ناکام ہے آج حالات یہ ہیں کہ خود صدر پرویز مشرف پر حملے کا ملزم سرکاری تحویل سے فرار ہو گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت میں خود ایسی طاقتیں ہیں جو اس بارے میں نیٹ ورک کو چلا رہی ہیں اور دہشت گردوں کو تحفظ دے رہی ہیں، ہمارے کسی بھی عالم اور شہید کا کوئی ایک بھی قاتل گرفتار نہیں ہوا ہے صدر پر حملہ ہوا، وزیر اعظم پر حملہ ہوا، کور کمانڈر پر حملہ ہوا تو سارا ملک چھان لیتے ہیں سارے قبرستان کھود ڈالتے ہیں، بکری کے بچے سے بھی اقرار جرم کرا لیتے ہیں مگر کیا مساجد، امام بارگاہوں اور سڑکوں پر شہید کر دیے جانے والے لوگ انسان نہیں ہیں، کیا ان کا خون اتنا اہم نہیں کہ ان کے قاتلوں کو آزادانہ گھومنے پھرنے دیا جائے۔

تکبیر: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حکومت ان وارداتوں میں ملوث افراد سے واقف ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی بالکل حکومت کیوں واقف نہیں ہے حکومت کے افراد ان لوگوں کی سرپرستی کرتے ہیں، جمالی کی کامیابی کے صرف ایک ووٹ کے عوض ۸۷ دہشت گرد جیلوں سے رہا کرائے گئے، ہماری امام بارگاہوں پر حملوں کے مرتکب وہ افراد جنہوں نے اعلانیہ ان کارروائیوں کا اقرار کیا آج وہ رہا ہیں انہیں کوئی نہیں پوچھ رہا. ایسے میں یہ کہنا کہ قاتل گرفتار کریں گے محض زبانی دعوے ہیں اور قوم ان دعوؤں سے تنگ آچکی ہے۔

تکبیر: علامہ صاحب یہ بتائیں کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس نوعیت کے سانحات کے سدباب کیلئے کیا کیا جانا چاہیے؟

علامہ حسن ترابی: بات صرف اتنی ہے کہ حکومت سنجیدہ نہیں ہے آج جغرافیائی صورتحال پہلی جیسی نہیں ہے، ہمارے بارڈز غیر محفوظ ہیں، اب اگر حکومت نے امن و امان کے قیام کیلئے مصلحتوں کو اپنایا تو اس کے نقصانات ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھگتیں گی۔

تکبیر: علامہ صاحب شمالی علاقہ جات کی جغرافیائی حیثیت بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے اس علاقے میں ماضی میں کبھی اس نوعیت کے فسادات نہیں ہوئے، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہاں مقامی قوتیں حقوق کے حصول میں متحرک ہو چکی ہوں؟

علامہ حسن ترابی: ممکن ہے ایسا ہو کہ بنیادی اعتبار سے شمالی علاقہ بہت اہمیت کا حامل ہے آپ دیکھیں کہا جارہا ہے کہ ایران و بھارت کے درمیان دفاعی معاہدہ ہوا ہے یا ہونے جارہا ہے افغانستان کا بارڈر اب غیر محفوظ ہو چکا ہے لے دے کر شمالی علاقہ جات کی جو سرحدی پٹی ہے وہ کارگل اور سیاچن کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے عوام میں احساس محرومی بڑھ رہا ہے اور کسی بھی دن کوئی خوفناک صورتحال کر سکتا ہے۔

تکبیر: علامہ صاحب کیا آپ سمجھتے ہیں کہ شمالی علاقہ جات میں قوم پرستی کی تحریک جنم لے رہی ہے یا اسے کسی نہ کسی شکل میں پروان چڑھایا جارہا ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہاں قوم پرستی کو ایک سازش کے

تحت نمو دیا جا رہا ہے، اب یہ دیکھیں کے کارگل اور سیاچن کے محاذ پر کسی کا رہنا ممکن نہیں ہے یہ وہاں کے مقامی لوگ ہی ہیں جو نقطہ انجماد سے نیچے ہونے کے باوجود اس پٹی پر رہ سکتے ہیں اور وہ پاکستان کے ایک ایک انچ کی حفاظت میں پیش پیش ہیں۔ کارگل کے محاذ پر ہمارے سینکڑوں جوان شہید ہوئے، قربانیاں دیں مگر ہمیں صلے میں دو تعریفی کلمہ بھی نہیں ملے ایسے میں احساس محرومی تو جنم لے گا اور پھر یہ احساس کسی نہ کسی شکل میں منفی انداز میں قوم پرستانہ رجحانات کو فروغ دے گا۔

تکبیر: شمالی علاقہ جات کی آئینی حیثیت بھی متنازعہ رہی ہے کہیں ان عوامل کے پس پشت یہی وجہ تو نہیں ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی ممکن ہے ایسا ہو بنیادی معاملہ یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کے ساتھ حد درجہ ناروا سلوک ہو رہا ہے سپریم کورٹ نے ہمیں پاکستان کا حصہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور جب ہم اس ضمن میں اگر کوئی مسئلہ سپریم کورٹ میں لے جائیں تو سپریم کورٹ کی دو سال پہلی کی رولنگ موجود ہے جس میں اس نے شمالی علاقہ جات کو پاکستان کا حصہ تسلیم نہیں کیا ہے، اچھا اب اگر ہم اس فیصلہ کو تسلیم کر لیں اور پاکستان کے خلاف بیان دیں تو ہم پر فوراً غداری کا مقدمہ بن جاتا ہے، بھئی جب ہم پاکستان کا حصہ ہی نہیں ہیں تو پھر ہم پر آئین کا اطلاق کیوں کر ہو سکتا ہے؟

تکبیر: شمالی علاقہ جات کو کشمیر کا حصہ قرار دیا جا رہا ہے کیا آپ اس کو درست تسلیم نہیں کرتے؟

علامہ حسن ترابی: نہیں یہ بالکل غلط اور غیر مناسب سوچ ہے کہ کشمیر سے ہمارا

کوئی تعلق بنتا ہے، ہماری سماجی، مذہبی روایات کشمیر سے مختلف ہیں ہم ماضی میں بھی کشمیر کا حصہ نہیں تھے اور اب بھی ایسا نہیں ہے، ہماری تہذیب وتمدن اور حتیٰ کہ ثقافت تک جدا ہے، یہ تو بعض لوگ ہیں جو عددی برتری کیلئے ہمیں زبردستی کشمیر کا حصہ گردان رہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے ہم نے ۴۹ء میں خود پاکستان سے الحاق کیا تھا ہم محب وطن ہیں اور رہیں گے۔

تکبیر: شمالی علاقہ جات میں این جی اوز بہت سرگرم رہیں ہیں بالخصوص آغا خان فاؤنڈیشن نے جو وہاں فلاحی کام کئے ہیں آپ ان کاموں کو کس حوالے سے دیکھتے ہیں؟

علامہ حسن ترابی: ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ ان این جی اوز کے ذریعے شمالی علاقہ جات کے مذہبی، سیاسی تشخص کو ختم کر کے وہاں سیکولر نظریات عام کرنا چاہتا ہے اس نے آغا خان فاؤنڈیشن جیسے اداروں کے ذریعے گلگت بلتستان کی شیعہ آبادیوں میں ایسے کام کئے ہیں کہ وہاں کی عوام کو سیکولر بنانے کی ایک سازش ہے، ہم سمجھتے ہیں آغا ضیاء الدین کی شہادت بھی اسی سازش کی ایک کڑی ہے، یہ نام نہاد این جی اوز مختلف طریقوں سے وہاں کے معصوم سادہ لوح لوگوں کو ورغلا کر انہیں اسلام سے دور کر رہی ہیں، انہیں اقتصادی و معاشی بحران سے نکال کر جس راستے پر لگایا جا رہا ہے اس کا اختتام سیکولر نظریات پر ہوتا ہے، وہاں خواتین کو مذہب سے روایات سے دور کرنے کی حکمت عملی پر کام ہو رہا ہے، آغا صاحب اس سازش کو روکا تو یہ بات اس سیکولر امریکہ نواز طبقہ کو پسند نہ آئی اور نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے۔

تکبیر: لیکن علامہ صاحب! ایسا تو نہیں کہ آپ ان فلاحی کاموں کے ذریعے آنے والی

ترقی سے خوفزدہ ہوں اور ہماری مذہبی قیادت کو خدشہ ہو کہ اگر وہاں ترقی ہوگئی تو پھر ان کی نہیں چلے گی، کہیں یہ خوف تو نہیں ہے جو وہاں ترقی کی مخالفت کرا رہا ہو؟

علامہ حسن ترابی: نہیں علماء کو کبھی طاغوتی قوتوں سے خوف نہیں رہا، ہم ترقی اور جدیدیت کے مخالف نہیں ہیں، مگر ہم اپنے مذہبی تشخص کو برباد نہیں ہونے دیں گے، امریکہ چاہتا ہے کہ وہ کشمیر کی خود مختاری کے لئے آغا خان کو استعمال کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ اطراف کی آبادی میں امریکہ تحفظ کا نگہبان ہوتا کہ وہ اگلا قدم اٹھا سکے، اب ہمارے علاقہ میں امریکہ کی مخالفت کے جذبات بہت ہیں امریکہ کو اس سے خوف ہے، آغا ضیاء الدین جیسے لوگ ان امریکہ مخالف آوازوں کے سب سے بڑے محرک ہیں، لہٰذا ان علاقوں میں امریکی تسلط و قبضہ کے خلاف پہلی آواز آغا صاحب کی ہی تھی تاہم وہ راستہ سے ہٹا دیئے گئے۔

تکبیر: شمالی علاقہ جات میں آئین ساز اسمبلی بھی ہے اس کے بعد اس کے مذہبی تشخص کو کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

علامہ حسن ترابی: وہاں کی آئین ساز اسمبلی بالکل ایسی ہی ہے جیسا ہمارے یہاں کے یوسی ناظم، بس بے چارے تنخواہ لے لیتے ہیں، اختیارات نام کو نہیں جب تک آپ ہمیں ہمارے حقوق نہیں دیں گے وہاں معاملات درست کیسے ہوں گے۔

تکبیر: لیکن علامہ صاحب شمالی علاقہ جات کا ایک مکمل بااختیار وزیر ہے جو وفاقی حکومت کے تحت وہاں کے معاملات دیکھتا ہے، کیا یہ کافی نہیں ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی یہ بھی بڑی دلچسپ اور مضحکہ خیز بات ہے اب آپ یہ

دیکھیں کہ ہمارے اوپر جو وزیر مسلط ہوتا ہے وہ ہمارے دونوں سے نہیں آیا اسے ہم نے نہیں پنجاب یا سرحد کے عوام نے ووٹ دیا ہوتا ہے، ہمیں تو اس کا اختیار ہی نہیں ہے کہ ہم اپنے کسی نمائندے کو منتخب کر کے وفاق کے پاس بھیجیں کہ ہمارے اس آدمی کو وزیر بناؤ، اب پنجاب یا سرحد کے ووٹ سے کامیاب ہونے والا جب ہم پر حکمرانی کرتا ہے تو وہ ہمارے دکھ درد و مسائل سے واقف تھوڑی ہے۔

تکبیر: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ وزیر شمالی علاقہ جات کے عوام کیلئے قابل قبول نہیں ہوتا یا محض آپ اسے ایک سیاسی ایشو کے طور پہ لے رہے ہیں؟

علامہ حسن ترابی: نہیں یہ سیاسی معاملہ نہیں ایک عوامی مسئلہ ہے، جب ایک شخص ہمارے مسائل حتیٰ کہ علاقے کی سماجی جغرافیائی نا: تائی صورتحال ضرورتوں تک سے واقف نہیں اسے آپ بٹھائیں گے تو وہ کیسے حالات تشخیص کرے گا، کیسے عوام میں اعتماد پیدا کرے گا، اور یہ سب پنجاب کی مونوپلی کا نتیجہ ہے۔ آج دیکھیں شمالی علاقہ جات میں کوئی بھی مقامی آبادی کا فرد گریڈ ۱۸ سے اوپر کی نوکری پر نہیں آسکتا جب آپ مقامی آدمی کو اس کا جائز حق نہیں دیں گے تو بغاوت تو جنم لے گی، آج عالم یہ ہے کہ ہمارا اسلام آباد تعلیمی بورڈ لگتا ہے وہاں بھی پنجاب کو مونوپلی کو قائم رکھنے کے لیے ہمارے نادرن ایریاز کے قابل نوجوان کو جان بوجھ کر فیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو ان کی مونوپلی ختم ہو جائے گی ہم کہتے ہیں کہ اگر وفاق ہی نے سب کچھ دیکھنا ہے تو جگہ جگہ ان وسائل کو تقسیم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تکبیر: آپ کی گفتگو سے لگ رہا ہے کہ وہاں کے مسائل میں بنیادی مسئلہ اعتماد کی کمی

ہے، اور لوگ علاقائی لسانی سیاسی بنیاد پر منقسم ہیں؟

علامہ حسن ترابی: دیکھیں جی! جب آپ کسی کو اس کا حق نہیں دیں گے تو ایسا تو ہوگا آپ ہر صوبے کو اس کا جائز حق دیتے ہیں، آج بلوچستان کہتا ہے کہ گیس میں اس کی رائیلٹی دو، سندھ کہتا ہے کہ خزانہ میں اس کا حق زیادہ ہے، ایسے میں آپ شمالی علاقہ جات کی رائیلٹی کا ذکر نہیں کرتے کیا پانی وہاں سے نہیں آتا، آپ ہمیں اس کا کوئی حق نہیں دیتے؟

تکبیر: ٹیکس فری زون تو قرار دیا ہے نا حکومت نے کیا یہ کافی نہیں ہے؟

علامہ حسن ترابی: یہ نام نہاد ٹیکس فری زون ہے، ۲۵ ہزار روپے سے زائد کی تجارت پر آپ ٹیکس لگا دیتے ہیں تو بھائی وہاں صنعتیں کیسے پروان چڑھیں گی، برائے نام ٹیکس فری قرار دے کر آپ سوائے عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں اور کچھ نہیں ہے، عالم یہ ہے کہ وہاں تک سفر کیلئے صرف PIA واحد ایئر لائن ہے جو سروس دیتی ہے اس پر عالم یہ ہے کہ وہاں کے کرائے میں فی کس ہزار روپے کا اضافہ کر دیا گیا اور اب ۲۲ سو روپے کا ٹکٹ دیا جا رہا ہے اب بتائیں یہ کیسا نظام ہے کہ پسماندہ حصہ کے لوگ سفر کے اخراجات ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

تکبیر: علامہ صاحب شمالی علاقہ جات میں نوادرات قیمتی پتھر، سونے کی کانیں بھی تو ہیں؟

علامہ حسن ترابی: وہ افسر لوگ چھوڑیں گے تو کسی کو ملے گا نا وہ تو سب بیچ کھاتے ہیں وہاں سونا نکلتا ہے، یاقوت ہے اور قیمتی پتھر ہے مگر یہ سب ان لوگوں کیلئے

جواسے لوٹ کا مال سمجھ کر کھا رہے ہیں، مقامی لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

تکبیر: سیاحت کے فروغ کے حوالے سے جو آمدنی ہوتی ہے کیا وہ بھی وہاں نہیں لگتی؟

علامہ حسن ترابی: نہیں بس کاغذوں میں لگتی ہے ویسے کہاں لگتی ہے۔

تکبیر: شمالی علاقہ جات میں علماء کا کردار بڑا اہم رہا ہے کیا یہ درست ہے کہ وہاں کورٹوں کے مقابلے میں علماء کے فیصلے کو اہمیت حاصل ہے؟

علامہ حسن ترابی: جی بالکل ایسا ہی ہے بلکہ وہاں عالم یہ ہے کہ مدارس علماء کے فیصلوں پر عملدرآمد کرتے ہیں اصل میں شمالی علاقہ جات کے لوگ مذہبی فکر کے حامل ہیں، وہ انتہا پسند نہیں ہیں مگر سادہ لوح ہیں وہ علماء کا کردار قائدانہ بے گانہ اور جرأت مندانہ رہا ہے، وہاں ماضی میں لشکر کشی کی گئی اور یہ کوشش ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح وہاں کے مذہبی فیکٹر کو تقسیم کیا جائے، صدر ضیاء نے ۸۰ کی دہائی میں ۸۰ ہزار کے لشکر کے ساتھ وہاں کاروائی کی مگر انہیں ناکامی ہوئی اور وہاں کا مذہبی ووٹ بینک مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔

تکبیر: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حساس ادارے آغا ضیاء الدین کے قاتلوں کی گرفتاری میں صحیح سمت کام کر رہے ہیں؟

علامہ حسن ترابی: بس توقع ہی کی جا سکتی ہے، بات یہ ہے کہ قاتل فرار کیسے ہوئے۔ وہاں سے نکل بھاگنے کے راستے کم ہیں ہاں اگر پلوں پر فوج موجود رہتی ہو تو پھر وہاں سے نکلنا ممکن نہیں ایسے میں ایک قاتل بلاک بھی ہوا دو فرار ہوئے، اب معاملہ یہ ہے کہ تا حال کوئی پیش رفت نہیں ہے، کرفیو کے سبب بہت سے مسائل ہیں،

مشکلات ہیں، آغا صاحب کی نماز جنازہ بھی جن حالات میں ہوئی ہے وہ بڑی بات ہے اب حکومت نے اگر سنجیدگی سے اس معاملے کو نہیں لیا تو اس کے نقصانات بہت تاریخی نوعیت کے ہوں گے۔

تکبیر: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہاں کے مسائل کا حل کیا ہے؟

علامہ حسن ترابی: ہم سمجھتے ہیں کہ وہاں کی آئین ساز اسمبلی کو بااختیار بنایا جائے، وہاں کے نمائندوں کو وفاق میں جگہ ملے، لوگوں کو حقوق ملیں اور پھر اس سے بڑھ کر یہ حکومت امریکہ اور اس کے حواریوں کے بے جا مداخلت کو روکے یہ معاملات ضروری ہیں۔

maablib.org

علامہ حسن ترابی

(انٹرویو سید علمدار حیدر)

ماہنامہ قومی جائزہ، ۲۰ اپریل تا ۲۰ مئی ۲۰۰۲

تعارف:۔

علامہ حسن ترابی متحدہ مجلس عمل سندھ کے نائب صدر اور اسلامی تحریک پاکستان ITP سندھ کے صدر ہیں وہ تحریک جعفریہ پاکستان (TJP) سندھ کے صدر کے منصب پر طویل عرصہ فائز رہے اور انہوں نے اپنے دور صدارت میں شیعہ کمیونٹی کو درپیش مسائل کے حل کے لئے نہایت بہادری سے جدوجہد کی ان کے کئی مخالفین بھی یہ کہتے ہیں کہ علامہ حسن ترابی کو شدید ترین قتل و غارت کی فضا میں بھی کبھی ذرا خوف محسوس نہیں ہوا اور انہوں نے فرقہ وارانہ اور لسانی تنظیموں کی جانب سے کی جانے والی ٹارگٹ کلنگ پر اپنی قوم کا مورال نہیں گرنے دیا۔ انہوں نے تحریک جعفریہ میں اس وقت شمولیت اختیار کی جب تحریک کے بانی رہنما عارف الحسینی شہید نے کراچی کا دورہ کیا اب تک وہ ۱۶ مرتبہ جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیلے جا چکے ہیں۔ وہ کوئٹہ جیل میں رہ چکے ہیں وہ اتحاد بین المسلمین کے شدید حامی ہیں ان کی کاوشوں سے ہی ۱۸ دینی جماعتوں پر مشتمل ملی یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں آیا ہے جو ملک میں فرقہ ورانہ عصبیتوں کے خاتمے کے لئے فعال کردار ادا کرتا رہا ہے۔ وہ 1968 میں کراچی تشریف لائے اور کراچی آنے کے بعد 17 سال تک وہ حبیب پبلک اسکول میں درس وتدریس سے وابستہ رہے اپنے کیریر کے ابتدائی دنوں میں

ہیئت آئمہ مساجد کے جنرل سکریٹری کے عہدے پر فائز رہے اور جب جنرل ضیاء الحق کی جانب سے بڑے پیانے پر علماء اور کارکنوں کو گرفتار کیا گیا تو بہت سے نامی گرامی لوگوں نے حکومت کو معافی نامے لکھ کر رہائی حاصل کی لیکن علامہ حسن ترابی نے اور ان کے ایک اور ساتھی مولانا صادق حسن صاحب نے معافی مانگنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے انہیں زیادہ عرصہ جیل کاٹنی پڑی ان کے اس عمل سے نہ صرف تحریک جعفریہ جو پہلے TNFJ کہلاتی تھی میں ان کی وقعت بڑھی بلکہ سیاسی حلقوں میں بھی وہ پہچانے گئے۔ہم نے علامہ حسن ترابی سے ان کی رہائش گاہ عباس ٹاؤن میں انٹرویو کیا جو پیش خدمت ہے۔

قومی جائزہ: کیا آپ نے اپنے نام کے آگے ترابی کا اضافہ علامہ رشید ترابی کی مقبولیت سے متاثر ہو کر کیا؟

علامہ حسن ترابی: میرے والد نے میرا نام محمد حسن رکھا تھا جبکہ میرے دادا کا نام تراب علی اور میرے والد اپنے نام احمد حسن کے ساتھ ترابی لگاتے تھے، میرے والد شاعری کرتے تھے وہ مشہور شاعر سخن فتح پوری کے استاد بھی تھے۔ میں نے اپنے والد کی نسبت سے اپنے نام میں ترابی کا اضافہ کیا ہے۔

قومی جائزہ: آج کل آپ کی جماعت متحدہ مجلس عمل کا حصہ بنی ہوئی ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ متحدہ مجلس عمل میں شمولیت شیعہ فرقہ کے لئے مناسب فیصلہ ہے؟

علامہ حسن ترابی: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آیت اللہ خمینیؒ کی قیادت میں برپا ہونے والے اسلامی انقلاب ایران کے بعد دنیا کی سامراجی قوتوں بالخصوص امریکہ نے اس انقلاب کے اثرات کو روکنے کے لئے نت نئی سازشیں شروع کردیں

اور مسلمان ممالک میں اپنے پٹھو حکمرانوں کے ذریعے مسلم امت میں نفاق پیدا کرنے کے لیے فرقہ پرست تنظیموں کو ابھارا گیا، آیت اللہ خمینیؒ کے اسلامی انقلاب کو صرف شیعہ فرقے کا انقلاب قرار دینے کی بھرپور چال چلی گئی۔ انقلاب ایران کے حامیوں کے خلاف کردارکشی کا سلسلہ شروع کیا گیا پاکستان میں سپاہ اور لشکر منظم کر کے پہلے تحریک جعفریہ کے نمایاں رہنماؤں کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تحریک جعفریہ کے رہنما علامہ عارف الحسینی کو شہید کر دیا گیا جو انقلابی ایران کے اور پاکستان میں بین المسلمین اتحاد کے شدید حامی تھے۔

علامہ عارف الحسینی کو شہید کرنے کے بعد پورے ملک میں شیعہ فرقے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر انجینئر سی ایس پی افسر اور علماء کرام کا کھلے بندوں قتل کا سلسلہ شروع کر دیا گیا جو آج تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے مساجد اور امام بارگاہوں پر گذشتہ ماہ ایک بار پھر حملہ کر کے نوبے گناہ افراد کو شہید کر دیا گیا تحریک جعفریہ کی قیادت نے اتحاد بین المسلمین پیدا کرنے کے لئے کئی سال قبل بھی ملی یکجہتی کونسل کے نام سے تمام مذہبی جماعتوں کا اتحاد تشکیل دیا تھا جسے ہم نیم سیاسی اتحاد کہتے ہیں جس کا مقصد یہ تھا کہ فرقوں کے مابین تضادات کو تصادم سے روکا جائے جس میں ہمیں کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ملی یکجہتی کونسل کی تجربے کی روشنی میں جب ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا اتحاد تشکیل دیا گیا تو ہمارے قائد علامہ ساجد علی نقوی نے مشاورت سے فیصلہ کیا کہ وہ بھی اتحاد میں شامل ہو گئے اور آج ہم متحدہ مجلس عمل میں اسلامی تحریک پاکستان کے نام سے شامل ہیں اسلامی تحریک پاکستان تحریک جعفریہ پر حکومتی پابندی کے بعد تشکیل دی گئی ہے جو ابھی تنظیمی مراحل میں ہے۔

قومی جائزہ: امریکہ اور عراق کے مابین جنگ پر آپ کا موقف کیا ہے؟

علامہ حسن ترابی: ہمیں یہ علم ہے کہ صدام حسین ایک فاشٹ اور ظالم حکمراں ہے۔ اس نے انقلاب ایران کے اثرات کو روکنے کے لئے ۸ سال تک ایران پر امریکہ کے اشارے پر جنگ مسلط کی اور امریکہ کے دیئے ہوئے مہلک ہتھیاروں جن میں کیمیکل اور بائیولجیکل بھی شامل ہیں لاکھوں ایرانی بھائیوں کو قتل کرتا رہا ہے امریکہ کے ہی کہنے پر اس نے کویت پر قبضہ کیا اور پھر کویت کو آزاد کرانے کے لئے بش سینئر نے 1991 میں عراق پر جنگ مسلط کی اور اس بہانے اس نے سعودی عرب اور دیگر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک سے اربوں ڈالر حاصل کئے۔ صدام 21 سال تک امریکہ کا کاسہ لیس بنا رہا اور اب جو جنگ ہو رہی ہے اس کے مقاصد ویسے تو واضح ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مزید واضح ہو جائیں گے ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے باوجود کے صدام ایک قابل قبول شخصیت نہیں لیکن ہم اس بات کی اجازت امریکہ کو نہیں دے سکتے کہ صدام کا نام لے کر وہ عراقی عوام پر مسلط ہو جائے اور اپنا من پسند نظام نافذ کر دے۔

اس سلسلے میں حکومت ایران کی خارجہ پالیسی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اسلام کی اعلیٰ اقدار کا خیال کرتے ہوئے مسلم امہ کی یکجہتی کے لئے سعودی عرب اور عراق سے اپنے تعلقات کی تجدید کی ہے اور آج وہ امریکہ کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے عراق پر امریکی حملہ کے مخالفت کر رہے ہیں۔ میں یہاں یہ بات بھی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلم امہ میں گروہ بندی اور فرقہ واریت پیدا کرنے کے جو منصوبے امریکہ چلا رہا ہے اس میں وہ عراق میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے عراق میں

امریکی قتل وغارت کا سلسلہ جاری ہے ممکن ہے آنے والے دنوں میں امریکی عوامی مذاحمت کے جواب میں کیمیائی یا بائیولجیکل ہتھیاروں کو استعمال بھی کر بیٹھے ایسی صورتحال سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ تمام عالم اسلام کو یکجا کرنے کی کاروائی کی جائے اور حکومت پاکستان جس کا وجود ہی اسلام کے نام پر آیا ہے اپنا بنیادی کردار ادا کرنے کیلئے پہل کرے۔ کیونکہ پاکستان تمام اسلامی ممالک میں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں سب سے آگے ہے۔

قومی جائزہ: متحدہ مجلس عمل نے آپ لوگوں کی شمولیت کو آپ کی فرقے کے لوگوں کی اکثریت میں پسند نہیں کیا آپ اس کی کیا وجہ سمجھتے ہیں؟

علامہ حسن ترابی: یہ کہنا درست نہیں کہ ہماری قوم نے اس فیصلے کو پسند نہیں کیا متحدہ مجلس عمل میں شمولیت کی وجہ سے ہمیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہمیں کافر قرار دینے والے اب اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ اپنی اس خرافات کو جاری رکھ سکیں دوسری بات یہ ہوئی کہ امریکی سامراج کی جانب سے لڑاؤ اور حکومت کرو کا منصوبہ ناکام ہو گیا اب ہمارے ساتھ وہ تمام جماعتیں ہیں جن میں جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن) اور جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق) بالخصوص شامل ہیں جو افغانستان میں طالبان کی حکومت کی شدید حامی تھی پر افغانستان میں اہل تشیعہ کو قتل کرنے کے ٹریننگ کیمپ تھے سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی ان سیاسی جماعتوں کی آڑ لے کر سامراجی مقاصد کو پورا کر رہی تھی جو آج ممکن نہیں رہا اور اب ان جماعتوں نے سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی سے خود کو علیحدہ کر دیا ہے، سپاہ صحابہ کے سربراہ اعظم طارق جمعیت علماء اسلام میں ہمارے وجہ سے شامل نہیں کیے گئے لہذا جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے اہل تشیعہ کی

اکثریت ہمارے فیصلے کو سراہ رہی ہے۔

قومی جائزہ: آپ نے گذشتہ دنوں متحدہ قومی موومنٹ کی جانب سے بلائی جانے والی علماء کانفرس میں شرکت کی تھی جبکہ متحدہ قومی موومنٹ اور متحدہ مجلس عمل کے نظریات میں واضح فرق ہے؟

حسن ترابی: میں نے محترمہ نسرین جلیل کی دعوت پر متحدہ کی کانفرس میں شرکت کی اور متحدہ کے قائد الطاف حسین سے ٹیلفونک گفتگو بھی ہوئی جو یقیناً مثبت قرار دی جاسکتی ہے کیونکہ انہوں نے صوبائی خودمختاری اور شیعوں کو کافر قرار دینے کے مسئلے پر قومی اسمبلی میں بحث کی تجویز رکھی تھی انہوں نے اس بات کو بھی دہرایا تھا کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے سیاسی مسلط کے بابت بھی گفتگو کی جائے جس کے ذریعے پوری قوم اور تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں اتفاق رائے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

قومی جائزہ: آج کی صورتحال میں آپ قوم کے لئے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

حسن ترابی: آج کی صورتحال میں ہمارا موٹو یہ ہے کہ امریکی سامراج کے خلاف آیت اللہ خمینیؒ اور علامہ عارف الحسینی شہید کی تعلیمات کی روشنی میں خود کو منظم کیا جائے عزاداری حسینؑ ہمارے لئے بہت اہم ہے جسکے پرچم تلے نہ ہم سندھی ہیں نہ پنجابی پٹھان ہیں نہ بلوچی مہاجر ہیں نہ بروہی ہم غازی عباسؑ کے علم کے سائے میں ایک جان ہیں اور ہمیں ایک جان ہو کر جبر و استبداری کی قوتوں کو شکست دینے کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی پر عبور حاصل کرنا ہوگا کیونکہ آج وہی کامیاب ہوگا جو دینی اقدار اور تقویٰ کو اپنانے کے ساتھ نئے علوم سے بھی واقف ہو حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کی تعلیمات بھی اس نظریے کے عین مطابق ہیں۔

گولڈن ٹیمپل جیسا سانحہ ہو سکتا ہے ملی یکجہتی کونسل کا حالیہ فیصلہ مسترد کرتے ہیں۔ تحریک جعفریہ سندھ کے صوبائی صدر علامہ حسن ترابی

(ہفت روزہ تکبیر ۱۴ فروری ۲۰۰۱)

س: حالیہ دہشت گردی اور فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ بالخصوص سانحہ جامعہ فاروقیہ کو آپ کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟

ج: بات یہ ہے کہ یہ وارداتیں کوئی نئی نہیں ہیں یہ تسلسل ہے ان سابقہ واقعات کا جو اس سے قبل یہاں رونما رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بھارت کے پاس ہمارے خلاف کشمیر اور مجاہدین کے نام کا ایک ایسا ہتھیار ہے کہ وہ اسے استعمال کراتا رہتا ہے اس نے اسلامی لباس میں ایسی قوت اور طاقت قائم کر لی ہے کہ جو سنی شیعہ کے نام پر ملک میں دہشت گردی کو عام کر رہی ہے حالیہ دہشت گردی بھی اسی تسلسل ہیں۔

س: بعض دینی جماعتیں جن میں سپاہ صحابہ بھی شامل ہے علماء کے قتل اور مساجد پر فائرنگ کے واقعات میں تحریک جعفریہ اور سپاہ محمد وغیرہ کو ملوث قرار دیتی رہی ہیں اور حالیہ واقعات کے حوالے سے بھی اب تک جو گرفتاریاں ہوئی ہیں وہ بھی اسی تناظر میں ہوئی ہیں اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: دیکھیں جی، پہلی بات تو یہ ہے کہ سپاہ صحابہ کسی مسلک کی ترجمان نہیں اور نہ ہی یہ دینی جماعت یا تنظیم ہے اور نہ ہی اسے کسی مسلک کی ترجمانی کا حق حاصل ہے یہ دہشت گردی اور غیر مہذب قوتوں کا ایک ایسا گروہ ہے کہ جو بھی ایجنسیوں کی اور کبھی بیرونی طاقتوں جن میں را بھی شامل ہے کی ایما پر شہر سمیت ملک بھر میں دہشت گردی

کرتا ہے۔ قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، ڈاکٹر رزاق سکندر، مفتی نظام الدین شامزئی سمیت دیگر علما دیوبند سپاہ صحابہ کی فکری اساس اور طرز سیاست و عقائد و نظریات کو نہ صرف رد کرتے ہیں بلکہ انہیں دیوبند کا ترجمان بھی نہیں سمجھتے اسی طرح بریلوی اور اہلحدیث مکتبہ کے لوگ بھی ان کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں۔ اب رہی بات یہ کہ سانحہ جامعہ فاروقیہ کے سلسلے میں فقہ جعفریہ کو ملوث کرنا یا گرفتار افراد کے حوالے سے کوئی الزام لگانا تو حقیقی صورت حال یہ ہے کہ اس واقعہ کے الزام میں جن افراد کو امام بارگاہ سے گرفتار کیا گیا ہے وہ نہ تو تحریک جعفریہ کے کارکن ہیں اور نہ ہی سپاہ محمد سے ان کا کوئی تعلق ہے یہ مقامی لوگ ہیں جو اس وقت امام بارگاہ میں موجود تھے۔ پولیس اور ایجنسیوں نے اپنی روایتی کارکردگی کا مظاہرہ دکھاتے ہوئے بے گناہ افراد کو اس واقعہ میں ملزم قرار دلوایا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے جس سے خود علما بھی آگاہ ہیں کہ اس افسوس ناک سانحہ کے بعد جب ردعمل کے طور پر مشتعل ہجوم نے امام بارگاہ پر حملہ کیا اس کا گیٹ چھلنی کیا تو دفاع میں امام بارگاہ سے ہوائی فائرنگ کی گئی اور اس بنیاد پر ایف آئی آر میں ان افراد کا نام داخل کر کے انتظامیہ اور شر پسند عناصر اصل قاتلوں کو تحفظ دے رہے ہیں۔

س: واقعہ کے بعد امام بارگاہ پر چھاپے کے دوران بھاری اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: اگر کوئی ثابت کر دے کہ وہ تمام اسلحہ جو برآمد ہوا غیر قانونی تھا تو ہم پھانسی کی سزا کے لئے تیار ہیں وہاں حفاظتی اقدام کے لئے جو اسلحہ موجود تھا وہ سب لائسنس یافتہ تھا ہم نے وہ تمام لائسنس انتظامیہ کو بتائے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ وہاں اسلحہ غیر قانونی

تھا غلط ہے پھر ایک بات انسانی عقل کے لیے بھی قابل قبول نہیں کہ گرفتار ملزمان اگر واقعی قاتل ہوتے تو کیا امام بارگاہ میں جا کر بیٹھ جاتے ایسے افراد تو فوراً واردات کے بعد ہی روپوش ہو جاتے ہیں، علاقہ چھوڑ دیتے، یہ امام بارگاہ میں کیا کرنے بیٹھ گئے۔ ثابت شدہ بات ہے کہ پولیس اصل قاتلوں کی بچانے کے لئے بے گناہ افراد کو اس واقعہ میں ملوث کر رہی ہے۔

س: سانحہ جامعہ فاروقیہ سمیت دیگر علماء دیوبند کے قتل میں کون سی طاقتیں ملوث ہیں آپ ان واقعات کے پس پشت کون سے عناصر پاتے ہیں؟

ج: دیکھیں جی بات بڑی صاف ہے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب افغانستان جاتے ہیں ملا عمر سے ملاقات کرتے ہیں اور وطن پہنچتے ہی قتل کر دیئے جاتے ہیں، اسلام آباد میں مولانا عبداللہ اسامہ بن لادن سے ملاقات کے بعد وطن پہنچتے ہی قتل ہو جاتے ہیں یہ ساری کڑیاں اس بات کی عکاسی ہیں کہ ان واقعات کے پس پشت وہ طاقتیں ہیں جو ملک میں سنی شیعہ کو لڑا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اب تک جتنے بھی علماء کرام شہید ہوئے ان سب کے قتل کی غیر جانبدار تحقیقات کرائی جائے ایک اعلیٰ سطحی کمیشن بنایا جائے جو فیصلہ کرے پھر اگر حسن ترابی مجرم ہے تو اس پھانسی دی جائے اور اگر اعظم طارق مجرم ہے تو اسے لٹکا دیا جائے خواہ ان واقعات کے پیچھے کوئی فوج کا میجر ہو یا کرنل جس پر الزام ثابت ہو جائے اسے سزا دی جائے تو سب کچھ سامنے آ جائے گا۔

س: سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کی حوالے سے جو فقہی اور مسلکی اختلاف ہے اس کے خاتمے کے ذریعے کیا امن وامان اور فرقہ وارانہ کشیدگی میں کمی ممکن نہیں؟

ج: سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کا ایک فرق ہمیشہ واضح رکھنا ضروری ہے سپاہ صحابہ ایک گروہ ہے جبکہ تحریک ایک قوم ہے، اب رہی بات فقہی اور مسلکی اختلاف کی تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ سنی ہونے کے لئے ہر صحابی یا خلیفہ کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم کسی صحابی یا خلیفہ کو خلیفہ نہ مانیں تو کافر قرار دیے جاتے ہیں یہ دہرا معیار ہے۔ ہمارے یہاں نبی کے بعد اماموں کا رتبہ ہے جو پیغمبر کے ذریعے اماموں کو عطا ہوا ہے جبکہ سنیوں کے ہاں یہ کام خلیفہ کا ہے جسے عوام نے چنا ہے ہم پیغمبر کے منتخب کردہ اماموں کو صحیح مانتے ہیں۔

شیعہ پانچ روایتوں کی بنیاد پر کافر اور آپ ۳۵ روایتیں رکھ بھی مسلمان، متعہ کو لے لیں، متعہ شرع سے ثابت ہے اس کی شرائط ہوتی ہیں۔

س: سپاہ صحابہ کے کسی رہنما کی طرف سے مذاکرات کی کوئی پیشکش ہو تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا یا اگر کوئی ثالث بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کروائے تو اس پر کیا کہیں گے؟

ج: مذاکرات اور بات جیت ہوتی ہے مہذب افراد سے، جو لوگ ہمیں قتل کرنا ثواب سمجھتے ہیں، اسلحہ اور قوت کے زور پر من مانی چاہتے ہوں، جن کے پاس دلیل نہ ہو ایسے افراد سے ہم کسی بھی فورم پر بات کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہاں جب ملی یکجہتی کونسل تھی، بڑے بڑے عالم تھے تب سپاہ صحابہ نے وہاں بات کیوں نہیں کی، وہاں سے یہ کیوں بھاگتے ہیں، کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ اس میں شامل جماعتیں خواہ وہ دیوبند مسلک کی کیوں نہ ہوں انہیں صحیح نہیں سمجھتیں۔

س: ابھی حال ہی میں ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کے درمیان مقدمات کی واپسی کی بات طے ہوئی کیا یہ خوش آئند نہیں؟

ج: دیکھیں ہم نے فقہ جعفریہ میں رہتے ہوئے مثبت سیاست کی ہے، امن وامان کو برقرار رکھا ہے۔ بحیثیت تحریک جعفریہ کے ذمہ دار میں اس فیصلے کو مسترد کرتا ہوں ہم اپنے قاتلوں کو کسی صورت معاف نہیں کر سکتے، ریاست ہمارے قاتلوں کو رہا کر رہی ہے، عدالت چھوڑتی ہے تو چھوڑ دے مگر ہم انہیں معاف نہیں کر سکتے لہٰذا ہم اس فیصلے کے پابند نہیں۔

س: صادق گنجی کیس کے سلسلے میں جو تنازعہ کھڑا ہوا اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: دیکھیں جی اصل بات یہ ہے کہ یہ سب سوچی سمجھی منصوبہ بندی تھی آج لوگ کہہ رہے ہیں کہ پھانسی مسئلہ کا حل نہیں ہم یہ کہتے ہیں اس ملک میں بھٹو جیسے رہنما کو پھانسی دی گئی تب کوئی بھونچال نہیں آیا اب بھی کچھ نہیں ہوگا۔ ہم کہتے ہیں سانحہ جامعہ فاروقیہ کے گرفتار بے گناہ شیعہ نوجوان کاظم و باقر و دیگر کو آپ جھوٹے الزامات کے تحت پھانسی دے دیں تو بھی کیا ہوگا، سینکڑوں کاظم اور باقر پھر پیدا ہو جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ اصل کرداروں تک پہنچا جائے، صحیح افراد سامنے لائے جائیں۔ ہمارے کتنے علما اور افراد شہید ہوئے لیکن ہم نے کسی بے گناہ کا نام ایف آئی آر میں درج نہیں کیا صرف سپاہ صحابہ کا کارکن ہونے کی بنیاد پر ہم نے کسی کو نامزد نہیں کیا یا سپاہ صحابہ کے کراچی ڈویژن کے ایک صدر کے بیٹے عبداللہ کو ہمارے ایک کارکن جسے ارم شاپنگ ایمپوریم پر قتل کر دیا گیا تھا کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور پولیس نے تشدد کر کے اس سے اقبال جرم بھی کرا لیا لیکن جب لواحقین شناخت کے لئے جانے لگے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا اقرار کر لیں ہم نے طے کیا نہیں اگر ملزم شناخت ہو جائیں تو

صرف اس بنیاد پر کہ یہ ہمارا مخالف ہے ہم کسی بے گناہ کو اس واقعہ میں ملوث نہیں کریں گے اور وہی ہوا لواحقین نے شناخت نہیں کی اور وہ شخص رہا ہو گیا لیکن ہمارے ساتھ صورت حال یہ ہے کہ واقعہ کوئی بھی ہو ہمارے کارکنوں کے نام ضرور نامزد کرا دیے جاتے ہیں اور یوں اصل قاتل بچ جاتے ہیں۔

س: ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے بڑھتے ہوئے اثرات نہ رکنے کے کیا اسباب ہیں اور آپ کے نزدیک اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

ج: پاکستان بدقسمتی سے دنیا کا واحد ملک ہے کہ جہاں نجی فوج قائم ہے عسکری قوت ہر دنیا میں ریاست کے کنٹرول میں ہوتی ہے یہاں بیورو کریسی کی خیانت کاری کے سبب کشمیر اور جہاد کے نام پر نجی فوج تشکیل دی گئی ہے۔ ۹۰ فیصد کشمیر کے نام پر مجاہد بننے والے یہاں ملک میں رہ کر فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔ اس کا تدارک یوں ممکن ہے کہ قانون سب کے لیے یکساں ہو۔ امام بارگاہ پر فائرنگ ہوئی ۱۱ گھنٹے مرکزی شاہراہ بند رہی ۱۱ سو گاڑیوں کو نقصان پہنچا کوئی ملزم نہیں بنا، ہم نے دفاع میں ہوائی فائر کیے ہم مجرم بنا دیے گئے۔ بزنس ریکارڈ جلایا گیا ملزم گرفتار ہوئے اقرار جرم کر لیا لیکن دباؤ اور بدمعاشی کی بنیاد پر نہ صرف ملزم رہا ہوئے بلکہ گرفتار ہونے والے ایس ایچ او کو معطل کر دیا گیا۔ ہم نے ایس ایچ او، جو شیعہ بھی نہیں تھا، کی بحالی کے لئے حکومت سے بات کو تو اس ایس ایچ او کو کہا گیا کہ پہلے اس گرفتار ہونے والے مولانا سے معافی مانگ کر سفارش کراؤ تب بحال ہو گے تو آپ اندازہ لگائیں کہ ایسے میں کس طرح امن قائم ہو سکتا ہے۔

س: دینی مدارس میں مسلح تربیت کے حوالے سے ماضی میں بڑی شکایتیں رہی

ہیں اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: آپ کو شاید یقین نہ آئے یہ درست ہے کہ ہمارے شیعہ عوام اور کارکنوں کے قتل میں اب تک جتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور انہوں نے اقرار جرم کیا ہے ان میں ۹۰ فیصد یا تو حافظ ہیں یا قاری ہیں یا کسی مدرسے کے طالب علم ہیں۔ لہٰذا اب ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا سد باب کرے۔

س: موجودہ فوجی حکومت کے اقدام بالخصوص امن وامان سے متعلق کئے گئے اقدامات پر آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: فوج کا وقار مجروح ہو رہا ہے ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ آئین کی دفعہ ۲۴۵ کے تحت دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کیا جائے جنرل پرویز مشرف کے آنے کے بعد ہم پُر امید تھے لیکن جنرل مشرف کے چاروں اطراف میں دہشت گردوں کے نمائندوں نے جگہ بنالی ہے یہ ملاؤں کی گود میں بیٹھ گئے ہیں پہلے ختم نبوت کا مسئلہ چھیڑا گیا اس کے بعد مشرف کو دباؤ میں لیکر پسپا کرلیا گیا، معین الدین حیدر اپنا ہر اجلاس دہشت گردوں کو جان سے ماردینے کی دھمکی سے شروع کرتے ہیں اور اختتام پر دہشت گردوں اور قاتلوں سے ہاتھ ملاتے جاتے ہیں۔

س: ایجنسیوں کے کردار بالخصوص کراچی کے حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: آج جو کچھ ہم بھگت رہے ہیں ایجنسیوں کا کیا دھرا ہے اگر ان میں حرام خوری کی عادت نہ ہوتیں تو ہم آج یہاں نہ کھڑے ہوتے، یہ بیٹھ کر کہانیاں گھڑنے کی عادت ہو چکی ہیں۔

س: سپاہ محمد کے نیٹ ورک کے حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں اور اس تنظیم کو کس

تناظر میں دیکھتے ہیں؟

ج: سپاہ محمد تحریک جعفریہ کا کوئی ونگ یا ذیلی تنظیم نہیں ہے البتہ یہ ہماری پُر امن پالیسی کے خلاف شیعہ عوام کا ایک ردعمل ضرور ہے لیکن ہم ان کے ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ سپاہ محمد کی ساری قیادت جیل میں ہے کراچی میں یہ سرگرم نہیں ہیں، ایجنسیاں مولانا ذولقرنین کے نام سے غلط خبریں چلواتی ہیں، مولانا ذولقرنین کئی سال سے ملک میں موجود نہیں ہیں ہم پر دباؤ ہے کہ ہم بھی ردعمل ظاہر کریں، احتجاج کریں، بدمعاشی کریں، لیکن ہم نے صبر کا دامن تھاما ہوا ہے ہماری خواہش ہے کہ ہم پر مظالم نہ بڑھیں اور ہم ایسی کوئی حرکت نہ کریں کہ جس سے ملک کو نقصان پہنچے۔

س: الطاف حسین کا دعوئ ہے کہ کراچی میں سنی شیعہ فساد ختم کرانے میں ان کا کردار ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: بات بڑی صاف ہے یہ جناب کہ ہم لسانی تفریق کو سرے سے مانتے ہی نہیں ہیں، الطاف حسین کہتے ہیں کہ نہ سنی ہے نہ شیعہ ہے اور کوئی فرقہ نہیں ہے سب مہاجر ہیں تو پھر آپ بتائیں کہ مہاجر اور ہندو میں کیا فرق رہ جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ سنی بھی شیعہ بھی دیوبندی، اہلحدیث بھی ہیں، انہیں بھی نظر انداز نہیں کر سکتے، رہی بات امن وامان کی تو متحدہ کیا سب جماعتوں نے اپنے اپنے طور پر اس میں اہم کردار ادا کیا ہے اگر کوئی سمجھتا ہے کہ محرم کا جلوس انکی وجہ سے نکلتا ہے یا اس کے سبب بند ہو سکتا ہے تو یہ بھول ہے۔

س: یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ ایران میں سنیوں کے جتنے حقوق ملے اتنے پاکستان میں شیعوں کو دیئے جانے چاہئیں۔

ج: جناب یہاں تو عالم یہ ہے کہ آپ نے قائداعظم کو قائداعظم تب مانا جب عدالت نے یہ کہا کہ قائداعظم سنی تھے نہ شیعہ قائداعظم پکے شیعہ مسلمان تھے ہماری کورٹس نے انہیں زبردستی سنی ظاہر کیا، فلم جناح تک میں انہیں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا دکھایا گیا ان کی بہن ہمیشہ کہتی رہی کہ وہ شیعہ تھے ان کا نکاح شیعوں کی طرح ہوا مگر پاکستان میں شیعوں کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے۔ ہماری تعلیمات نصاب سے نکال دی گئی ہیں۔ یونیورسٹی میں ہمارے اساتذہ نہیں، شریعت کورٹ میں ہمارا کوئی جج نہیں، صوبائی اور وفاقی کابینہ میں ایک شیعہ وزیر نہیں، جیلں میں عالم یہ ہے کہ ایک مخصوص گروہ کی اجارہ داری ہے ہمیں نماز تک پڑھنے کی اجازت نہیں، تعلیم کا بندوبست نہیں، ابھی حال ہی میں ایک شیعہ عالم کو جھوٹی لڑائی کرا کے تھانے میں بند کرادیا اور اسے وہاں سے جیل بھجوایا تب کہیں جا کر اس نے وہاں لوگوں کو تعلیم دی، مولانا لدھیانوی قتل ہو جائیں تو جنرل مشرف تعزیت کے لئے پہنچ جاتے ہیں سانحہ جامعہ فاروقیہ پر حملہ ہو تو تمام اعلیٰ حکام پہنچ جائیں لیکن ہماری مرکزی سیکریٹری جنرل انور علی اخونزادہ کو دن دہاڑے پشاور میں مارا گیا تو چیف ایگزیکیٹو وہاں موجود ہونے کے باوجود نہیں گئے۔ آغائے سلطانی بڑے پائے کے عالم تھے کسی کو تعزیت کی توفیق نہیں ہوئی، ہم تنہا کر دیئے گئے ہیں اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہمیں ایران کے سنی والے حقوق دیئے جائیں،

س: محکمہ اوقاف کی کارکردگی سے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: آپ اندازہ لگائیں شاہ عبداللطیف بھٹائی، لعل شہباز قلندر، بری امام، بی بی پاک دامن، عبداللہ شاہ غازی ہمارے بزرگوں کے مزار ہیں مگر مزار کی کمائی اور

عطیات کو سور کا گوشت وحرام قرار دینے والا مولوی تعینات ہے اور خوب کمائی کھا رہا ہے۔

س: بے نظیر اور نواز شریف کے سیاسی کردار اور مستقبل کے حوالے سے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا یہ مستقبل میں کوئی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں؟

ج: بے نظیر نے تحریک جعفریہ کو ہمیشہ اپنی کالونی سمجھا، ناہید خان کے ذریعے ہمیں تقسیم کرایا سازش کیں مگر کامیابی نہیں ہوئی ان دونوں نے تحریک جعفریہ کو استعمال کرنے کی کوشش کی اب یہ دونوں سیاستدان اس انتظار میں ہیں کہ عوام کی کھال اتارنے کے لئے ان میں سے کس کو پہلے موقع ملتا ہے۔

س: دینی جماعتوں کے مستقبل سے کیا آپ پرامید ہیں؟

ج: دینی جماعتیں اب سیاسی جماعتوں سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کر سکتی ہیں اور ملک کی تیسری بڑی طاقت بن سکتی ہیں آج فوج جو آئی ہے وہ سیاسی جماعتوں کی غلطیوں سے آئی ہے ہمیں اس کا تدارک کرنا چاہیے۔

س: اے آر ڈی کے مستقبل کے حوالے سے آپ کے کیا خدشات ہیں؟

ج: نصر اللہ سمیت دیگر سیاستدان فوج کو اقتدار میں لانے کا سبب ہیں ان کے مزاج میں جمہوری کلچر نہیں ہے ان لوگوں نے بھٹو کو پھانسی لگوائی، ضیاء کو لائے اس کے بعد بے نظیر کو لائے پھر نواز شریف کو لائے یہ کل تک نواز شریف کو ملک کے لئے سیکورٹی رسک قرار دینے والے اب اس کی جان بچانے کی باتیں کر رہے تھے اور سیاسی مستقبل بنا رہے ہیں۔ سیاسی جماعتوں نے دینی جماعتوں کو ہمیں بلڈوز کرنے کے لئے استعمال کیا اب ہمیں اس سے نجات حاصل کرنا ہوگی، امریکا نواز شریف کو

چارہ کے طور پر استعمال کرے گا۔

س: کشمیر وافغانستان سے متعلق کیا پالیسی ہے؟

ج: کارگل کا مسئلہ فوج اور نواز شریف کا ڈرامہ تھا اگر آزاد کشمیر کی بات ہوئی جیسا کہ ہو رہا ہے تو یہ پاکستان کے سر پر ناسور ہوگا طالبان سے اصولی اختلاف کے باوجود امریکا کو ہم مشترکہ دشمن سمجھتے ہیں۔

س: دینی جماعتوں کے سربراہوں سے تحریک جعفریہ کے کیسے مراسم ہیں؟

ج: دیکھیں بات ہے ایک دوسرے کو سمجھنے کی، ایک دوسرے کو جاننے کی ان کے نظریات وعقائد پرکھنے کی مجھے یاد ہے کہ ۸۴ء میں کھارو میں، میں طالب جوہری، علامہ عرفان حیدر عابدی، علامہ عباس کمیلی، فضل علی سید، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا اسفندیار، ابومعاویہ، مفتی زرولی خان وغیرہ ایک کیس میں ایک ساتھ بند تھے ہمارا ٹی وی لاؤنج مشترکہ تھا اب ہوا یہ کہ ان مولاناؤں نے مولانا طالب جوہری کا ایران میں چھپنے والا قرآن کریم خاموشی سے چرالیا اور تین دن تک وہ اس میں کوئی نئی چیز ہمارے خلاف ڈھونڈتے رہے لیکن انہیں نہیں ملی، اب آپ اندازہ لگائیں کہ اتنے پایہ کے علما جب ہمارے عقائد سے واقف نہیں تو کیا ہوگا، پھر ہم نے انہیں امام خمینی کی کچھ کتابیں دیں، تو بات یہ ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھا جائے میں نے یہ تجویز دی ہے کہ تمام مکتب فکر کے مدارس میں دوسرے مکتب فکر کے عالم کو سرکاری طور پر بھیجا جائے جہاں جا کر وہ عقائد کی تعلیم دے، شیعہ مولوی دیوبند مدرسے اور دیوبند مولوی شیعہ مدرسے میں اپنے عقائد بیان کرے تاکہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں اور انتہا پسندی کے جذبات کم ہوں، لیکن اب آپ دیکھیں کہ علامہ بنوری ختم نبوت کی تحریک میں ہمارے ساتھ تھے

لیکن آج بنوری ٹاؤن کا مولوی فتوئی دیتا ہے کہ شیعہ لڑکی سے اگر کسی سنی لڑکے کا نکاح ہوا تو وہ اب فسخ سمجھا جائے گا اور حرام ہوگا کیا یہ ایک متوازی حکومت قائم نہیں کر رہے۔

س: پاکستان کی مجموعی صورتحال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج: حالات بہت خراب ہیں ملک توڑنے والے سب کام ہو رہے ہیں اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا جب تک سب کو یکساں حقوق اور انصاف نہیں ملے گا تو بات نہیں بنے گی۔ دھونس، دھمکی، دھاندلی، دباؤ کے ذریعے مسئلہ کا حل نہیں نکالا جانا چاہیے، ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں مذہبی منافرت اتنی نہ بڑھے کہ ملک میں کوئی گولڈن ٹیمپل جیسا سانحہ رونما ہو حکومت کو دہشت گردی میں تفریق کرنا ہوگی دباؤ کے ذریعے بے گناہوں پر ظلم زیادہ عرصے نہیں چلے گا اس کے لئے ہمیں مثبت طریقے سے طرز عمل اپنانا ہوگا۔

maablib.org

علماء سے مذاکرات کو تیار ہیں مگر دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں کرینگے۔علامہ حسن ترابی

(روزنامہ انصاف ٹائم ۲۴، اکتوبر ۲۰۰۰)

کراچی (رپورٹ/فیصل حسین) تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے کہا ہے کہ اہل تشیع کا قتال کا سلسلہ بند نہ ہوا تو ہم دنیا بھر میں موجود شیعیان حیدر کرار اور انسانی حقوق کی عالمی انجمنوں سے مدد کی اپیل کریں گے۔ بعض قوتیں شیعہ سنی فسادات کرانا چاہتی ہیں۔ فوج سے شیعوں کو لڑانے کی سازش کی جارہی ہے جنرل پرویز مشرف کی کابینہ میں ایک بھی شیعہ نہیں ہے۔

قیام پاکستان میں شیعوں نے بھی ووٹ دیئے تھے ہمارے مخالفین امریکہ کے اہداف پر کام کر رہے ہیں موجودہ صورتحال جاری رہی تو ملک ٹوٹ جائے گا مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، قاضی حسین احمد، قاضی حسین اور مولانا شاہ احمد نورانی سمیت تمام علمائے دین سے مذاکرات کو تیار ہیں مگر دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں کرینگے۔

لشکر جھنگوی جماعتوں کا ٹارگٹ کراچی بنا ہوا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے دفتر میں نمائندہ انصاف ٹائمز کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ ملک کی موجودہ صورتحال سے عوام میں مایوسی بڑھ رہی ہے، جنرل مشرف کے ۷ نکاتی پروگرام میں سے کسی پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ لشکر کے لشکر اسلحہ لے کر گھوم رہے ہیں، دہشت گردوں کو کھلی چھوٹ حاصل ہے لشکری جماعتوں کا سارا زور کراچی پر ہے۔

انہوں نے کہا کہ جب بے نظیر بھٹو کی حکومت تھی ہم نے ان سے ملاقات کی انہوں نے کہا کہ "میرے پاس ان دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کرنے کے اختیارات نہیں ہیں یہ ہی جواب ہمیں میاں نواز شریف نے اپنے دور حکومت میں دیا۔ اب تو صاحب اختیار برسر اقتدار ہیں وہ دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کرتے۔

انہوں نے کہا کہ اعلیٰ سرکاری اداروں سے دہشت گردی کی سرپرستی کی جارہی ہے ہر ادارے میں ان کا نیٹ ورک بنا ہوا ہے۔ پورے پاکستان ان کے آگے بے بس ہے بعض قوتیں مذہبی کشیدگی کو بڑھانا چاہتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مذہبی کشیدگی کو روکنے کا میرے پاس اب کوئی نسخہ نہیں ہے ہمارے پاس جتنے حل تھے سب آزمالیے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں تو شیعہ مسلمان ہوں خود سنی مسلمان کی اکثریت طالبان کا اسلام قبول نہیں کرتی۔

ہم پاکستان میں نہ تو افغانستان کا انقلاب چاہتے ہیں اور نہ ہی ایران کا انقلاب چاہتے ہیں پاکستان کا الگ معاشرہ اور ماحول ہے جس کے مطابق ہی اسلامی نظام آنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اب تک ہزاروں شیعہ مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں جن میں بعض کے قاتل گرفتار ہوئے اور بعض کے نہیں مگر یہاں قاتلوں کو بے نقاب کرنے کے بجائے دہشت گردوں کے خوف سے مقدمات دبا دیے جاتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم جہاد کے منفی اثرات سے بچیں۔ آج کراچی میں جو ڈاکے اور قتل و غارت گری ہو رہی ہے یہ مجاہدین کے اثرات کا ہی نتیجہ ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں ایران سے کسی قسم کی کوئی مدد نہیں مل رہی ہے۔ اگر ہمارے لوگ ایران تربیت لینے جاتے ہیں تو اُنہیں پکڑ لیں۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے جو بھی قاتل پکڑے جاتے ہیں ان کا تعلق جہادی تنظیموں سے ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی پریس کلب میں متحدہ قومی موومنٹ کا جو پروگرام ہوا تھا اس میں ۱۵ مقررین تھے۔ ان میں سے ایک شیعہ تھا۔ اگر اس شیعہ نے ایم کیو ایم کی حمایت میں تقریر کر دی تو سب کو نظر آ گیا مگر ۱۴ سنیوں نے ایم کیو ایم کی حمایت میں تقاریر کیں وہ کسی کو نظر نہیں آئیں۔

یہ تاثر غلط ہے کہ شیعہ ایم کیو ایم کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حساس اداروں کی معلومات ہمارے مخالفین کو فراہم کی جاتی ہے۔ سرکاری اجازت فراہم کر کے ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں انہوں نے کہا کہ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا تاہم اگر اس صورتحال کا تدارک نہیں کیا گیا تو بہت قتل و غارت گری ہوگی جس کے بعد ملک ٹوٹ جائے گا ہمارے مخالفین بھی یہی چاہتے ہیں وہ امریکہ کے اہداف کی تکمیل کے لیے کام کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حال ہی میں آرمی میں ۹۰۰ خطیب بھرتی ہوئے ان میں ایک بھی شیعہ نہیں ہے ہمارے ساتھ پاکستان میں ہندو سکھ والا برتاؤ نہ کیا جائے

پریس کانفرنس

۱۵ جون ۲۰۰۴ کو ہولی ٹرینٹی چرچ پر ہونے والے بم دھماکہ کے موقع پر بشپ اعجاز عنایت مسیح، علامہ حسن ترابی، مولانا اسد تھانوی اور علامہ زبیر عابدی کے ہمراہ مشترکہ پریس کانفرنس کے متن سے اقتباس۔

Joint Press Conference

PRESS RELEASE

Condemns the Bomb blast near Holy Trinity Church and Bible Society.

Hon'able National Press of Pakistan,

Through your worthy network we jointly condemn the terrorist bomb blast on 15th Jan, 2004, at Fatima Jinnah road in front of Bible society and Holy Trinity Church. We also condemn the similar attacks on religions and non religious institutions and persons including those on the President of Pakistan. We term these attacks against entire humanity where valuable live and properties of innocent people become victim of such activities.

Some uneducated elements of the Society try to term these events as religious terrorism for the sake of their own agendas. We hereby request the entire nation to unite and enlighten themselves for the betterment and honor of Pakistan and in orders to create such a society where human values are honored, love prevails, love and tolerances become the governing factor of human relations.

Lately we launched "Inter-Faith Friendship Forum" to create a society for the promotion of friendship and tolerance among the various communities, religions and sects. We are encouraged by the response from all quarters of the Society and we hopefully will be able to teach our people more about human values through our friendship.

We appeal to the masses to be tolerant and friendly towards each other. Let us all join hands to make Pakistan an honored nation among the people of the world and in order to make the country a society of love for our generations.

From:

Bishop Ejaz Inayat Masih
Chairman Inter-Faith Friendship Forum
For Church of Pakistan

Maulana Hasan Tarabi,
Maulana Asad Thanvi,
Maulana Qambar Abbas Naqvi,
Allam Syed Zobair Abidi,
Dr. Shafqat Hussain Abbasi,
Maulana Ghulam Muhammad & others.

۲۶ فروری ۲۰۰۳

محترم صحافی حضرات!

ہم آپ کی تشریف آوری کے تہہ دل سے مشکور ہیں آج کل از سر نو شروع ہونے والی دہشت گردی کی لہر کے حوالے سے آپ حضرات کو زحمت دی گئی ہے۔

محترم صحافی حضرات!

متحدہ مجلس عمل کی تشکیل کے بعد دہشت گردی کے واقعات مکمل طور پر رک گئے تھے لیکن پاکستان کے سب سے بڑے دہشت گرد جس کا نام اعظم طارق ہے انہوں نے ایام حج سے پہلے کراچی کا دورہ کیا۔

اس دورہ میں وزیر اعلیٰ سندھ، گورنر سندھ اور متحدہ قومی موومنٹ کے ذمہ داروں سے انہوں نے ملاقاتیں کی اس کے بعد صوبائی حکومت کی اجازت سے وہ سینٹرل جیل کراچی گئے جہاں وی آئی پی کی حیثیت سے ان کا استقبال ہوا تین گھنٹے جیل میں قید لشکر جھنگوی اور سپاہ صحابہ کے دہشت گردوں سے ملاقات کی۔

اس ملاقات کے فوراً بعد دہشت گردی کے مردہ نیٹ ورک کو دوبارہ قاری اسد کی سربراہی میں منظم کیا جو بذات خود ایک بڑا دہشت گرد ہے۔ مقامی پولیس نے قاری اسد کو گرفتار کیا جس کے جواب میں مقامی حساس اداروں اور پولیس کو دھمکی آمیز خطوط ملے جس میں مذہبی دہشت گردوں کی طرف سے دہشت گردی کی کاروائیاں دوبارہ شروع کرنے کی دھمکیاں دی گئی تھی ہماری پولیس کے افسران اگر بروقت احتیاطی تدابیر اختیار کرتے تو اتنا بڑا سانحہ نہ ہوتا۔

مسجد المنتظر المہدی کے حالیہ واقعہ سے دو ہفتے پہلے کچھ مشکوک لوگوں نے مذکورہ مسجد کی ویڈیو فلم بنائی تھی اور اپنے آپ کو این جی او ظاہر کیا تھا۔ مقامی لوگوں نے شک کی بنا پر ٹی پی او ڈی ایس پی اور مقامی تھانے کو ان مشکوک افراد کی نقل و حرکت سے آگاہ کیا تھا اور سیکورٹی طلب کی تھی لیکن مقامی پولیس نے مجرمانہ غفلت کی بنا پر سیکورٹی فراہم نہیں کی جس کے نتیجے میں عظیم سانحہ رونما ہوا۔ جس میں نو بے گناہ نوجوان نمازی قتل اور ۱۷ افراد زخمی ہو گئے جس میں ایک ۶ سالہ بچہ بھی شامل ہے۔

اتنے بڑے سانحہ کی ذمہ دار مقامی پولیس ہے لیکن ان کو صرف معطل کرنے پر اکتفا کیا گیا جو کل پھر بحال ہو جائیں گے ان سرکاری افراد کے خلاف تو اعانت جرم میں ایف آئی آر درج ہونا چاہیے تھی تا کہ آئندہ اس طرح کی مجرمانہ غفلت کا ارتکاب نہ ہو سکے۔

محترم صحافی حضرات!

کراچی کی امن و امان کی صورتحال اتنی بگڑ چکی ہے اب ہماری انتظامیہ ایک دو قتل کا نوٹس ہی نہیں لیتی۔ جیسے دار العلوم امجدیہ کے معلم قاری سعید دیو بندی مسلک کے قاری عطاء الحسن، صحافی سید صغیر حسین کاظمی اور خالد بن ولید ان کے قتل پر ابھی تک مقامی انتظامیہ اور تھانہ کے اہل کاروں نے مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اور یہ معمول بنتا جا رہا ہے کہ جب تک مرنے والوں کے رفقاء کی طرف سے احتجاجی جلسے جلوس نہ ہوں تو قتل جیسے خوفناک جرم کو بھی داخل دفتر کر دیا جاتا ہے جو کہ ہم سب کے لیے ایک بدترین المیہ ہے۔

جب مقتولین کے خاندان مضبوط نہ ہوں یا کوئی گروہ ان کے وارث نہ ہوں

توان کے قتل کے مقدمات کی تفتیش سرے سے کی ہی نہیں جاتی پولیس کے نئے نظام کی وجہ سے لوگ اور زیادہ مشکلات کا شکار ہیں۔

محترم صحافی حضرات!

جو ملزم پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں۔ان گرفتار شدہ ملزموں کے مکمل نیٹ ورک کی معلومات ہونے کے باوجود پیچھا نہیں کیا جاتا بعض فرض شناس پولیس افسران اگر کوشش کرتے بھی ہیں تو انہیں رکاوٹ ڈال کر روک دیا جاتا ہے۔فرض شناس افسروں کو اپنے فرائض منصبی کے دوران سیکورٹی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر انہیں کوئی تحفظ اور سیکورٹی فراہم نہیں کی جاتی اس طرح ان کی قوت عمل کی بنیادوں کو توڑا جاتا ہے۔

عدالتی نظام ہمارا اتنا ظالمانہ اور ناقص ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

عدالتوں میں جج صاحبان کے روبرو دہشت گرد وکیل استغاثہ اور گواہوں اور خود جج صاحبان تک کو قتل کی دھمکیاں کھلے عام دیتے ہیں اور گواہوں کا تعاقب کیا جاتا ہے حملے ہوتے ہیں ان کا کوئی سدباب نہیں۔

بیسیوں قتل کے مجرموں کو کورٹ سے معصومیت کی ڈگری آرام سے مل جاتی ہے اور فوراً ضمانتیں ہو جاتی ہیں۔

دنیا بھر کے قتل کے فیصلے ہو رہے ہیں لیکن مذہبی دہشت گردوں کے خلاف جو مقدمات ہیں وہ التوا کا شکار ہے۔

محترم صحافی حضرات!

ہم مطالبہ کرتے ہیں

۱۔ دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو جس میں گولی چلانے والا، وسائل فراہم کرنے والا، مسلمان یا انسانوں کے قتل کو مذہبی عبادت قرار دینے والا جب تک ان سب کو گرفتار نہیں کیا جائے گا دہشت گردی کا مکمل سد باب نہیں ہوگا۔

۲۔ عدالتی نظام کو فعال اور متحرک کیا جائے اور اچھی شہرت کے حامل ججوں کا تعین کیا جائے۔

۳۔ سانحہ ملیر کے خلاف مکمل عدالتی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

۴۔ سانحہ ملیر کے شہداء کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

ان تمام مطالبات پر عمل درآمد کے لیے ۲۸ فروری ۲۰۰۳ بعد نماز جمعہ پورے سندھ کے ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں پر امن احتجاجی مظاہرے ہونگے۔ جبکہ کراچی میں خوجہ جامع مسجد کھارادر میں بعد نماز جمعہ مظاہرہ ہوگا جس سے متحدہ مجلس عمل کے صوبائی قائدین خطاب فرمائیں گے۔

علامہ حسن ترابی

صدر اسلامی تحریک پاکستان سندھ

maablib.org

۲۷ مارچ ۲۰۰۱ پریس کانفرنس

محترم صحافی حضرات!

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ حضرات کی تشریف آوری پر میں آپ سے کا ممنون ومشکور ہوں، محرم الحرام کا مقدس مہینہ شروع ہو چکا ہے تمام مسلمان حضرت سید الشہداء، نواسۂ رسول امام حسین علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے عقیدے اور انداز کے مطابق پروگرام منعقد کرتے ہیں، سندھ صوفیوں اور اولیاء اللہ کی سرزمین ہے یہاں کی روایات میں محبت، اخوت، برداشت اور صبر وتحمل ہر جگہ آپ کو نمایاں نظر آئیں گے، عالم انسانیت میں بالعموم اور عالم اسلام میں بالخصوص یزیدی قوتیں اپنا اثر ونفوذ زیادہ کرنے کی سازشوں اور منصوبوں میں مصروف عمل ہے آج دنیا میں خصوصاً وطن عزیز پاکستان میں ہر دربار دربار یزید اور ہر بازار بازار شام وکوفہ کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ میدان کربلا میں سید الشہداء حضرت امام عالی مقام قیام نہ فرماتے تو آج گمراہی، جہالت عالم اسلام کا مقدر بن چکی ہوتی اسلامی معاشرہ سمیت ہر معاشرہ یزیدیت کا مظہر بن چکا ہوتا دنیا سے اسلام کا نام ونشان مٹ چکا ہوتا۔ چنانچہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے بہتر (۷۲) اصحاب باوفا کی عظیم قربانی کے نتیجے میں نئی زندگی حاصل کر کے کائنات کے گوشہ وکنار میں پھیلنے والے دین اسلام کے پیروکار ہر سال محرم الحرام میں شہداء کربلا کے ذکر، فلسفۂ عاشورہ اور اہداف شہادت امام عالی مقام کی یاد کے ذریعہ جہاں حسینیت کو اجاگر کرتے ہیں وہاں یزیدیت کو خاک میں ملانے کے عزم و

جذبہ کی تجدید کرتے ہیں، عزاداری کا سلسلہ صدیوں سے چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ تا قیام قائم آل محمدؐ جاری رہے گا، عزاداری روکنے کی کوشش کرنے والی ہر قوت پاش پاش ہوجائے گی لیکن عزاداری کبھی نہیں رک سکتی۔ عزاداری کے قیام، ترویج وفروغ اور اہداف کیلئے پاکستان میں تحریک جعفریہ کا کردار ناقابل فراموش ہے ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ ہم اس سعادت کے حصول کیلئے اپنی پوری توانائیاں صرف کرتے رہیں اس میں پاکستان کے کروڑوں عزادار اور ماتمی انجمنوں اور بانیان مجالس نے ہمارے ساتھ ہمیشہ تعاون کیا۔

ہر سال کی طرح امسال بھی یکم محرم الحرام سے ۸ ربیع الاول تک مکمل جوش و جذبے کے تحت منائے جائیں گے جن میں بانیانِ مجالس اور ماتمی انجمنوں کو درج ذیل نکات کی روشنی میں اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرنا چاہیے اور اتحاد بین المسلمین کے حسینی اصول اور قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایام عزا اور مراسم عزاداری برپا کرنا چاہیے۔ ۱) عزاداری کے کسی پروگرام کے دوران مسلم مکاتب فکر کے درمیان اتحاد و وحدت کو نقصان نہ پہنچایا جائے بلکہ ایسے نادان کیلئے بہت ضروری ہے اس مقصد کے منافی کوئی اقدام نہ ہو۔ ۳) حسب روایت، حضرت غازی عباسؑ کے علم پاک کی تنصیب ضرور کرائیں۔ ۴) بانیاں مجالس، ماتمی انجمنوں، ماتم دار تنظیموں، رضا کاروں، اسکاؤٹس گروپ، نوحہ خوانی کے دستوں اور عزاداروں کو کسی بھی مشکل اور ہنگامی حالت میں تحریک جعفریہ کے کارکنوں اور عزاداری سیل سے مدد حاصل کرنا چاہیے۔

محترم صحافی حضرات! ملک میں فحش وعریاں سے بھرپور پروگراموں، شادی

بیاہ اور ہر مخصوص موقع ومحل کے مطابق لوگوں کو ہر لباس زیب تن کرنے کی آزادی ہے لیکن شہدا کربلا کی یاد اور غم میں سوگ اور دکھ کی علامت کے طور پر عزادار مخصوص لباس زیب تن کرتے ہیں تو دہشت گرد ٹولہ سرعام دھمکیاں دیتا ہے لیکن ماتم داری سید الشہداء پہلے سے زیادہ اہتمام سے منائی جائے گی۔ سوگ کا لباس پہن کر بڑے پیمانے پر جلوسوں میں شریک ہونگے۔

محترم صحافی حضرات! حکومت کا شیعہ دشمن عناصر کے اشاروں پر بار بار تحریک جعفریہ پاکستان کو دہشت گرد ٹولہ کے مقابل اور صف میں کھڑا کرنا ہمارے لئے حیرت کا باعث ہے ہمارے کردار اور ملک وقوم کے مفاد اور اسلام کے تقاضائے وحدت کے مطابق صبر وتحمل کے مثالی رول کو سارا زمانہ جانتا ہے اسکے باوجود جب سندھ میں داخلے پر پابندی لگائی جاتی ہے تو بیلنس برابر کرنے کیلئے سفیر امن علامہ سید ساجد علی نقوی کا نام بھی شامل کیا جاتا ہے جو سراسر زیادتی اور قابل مذمت ہے۔

صحافیان محترم! حالیہ چیف سیکریٹری سندھ کی صدارت میں ہونے والے کل سندھ کمشنر صاحبان کے اجلاس میں نئی مجالس کے انعقاد کو بھی ممنوع قرار دیکر عزاداروں کے بنیادی حقوق کا خون کر دیا ہم اس طرح کے غیر قانونی اور غیر منطقی پابندیاں ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

محترم صحافی برادران! حالیہ واقعات میں رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والے چاروں قاتلوں نے ۶۰ کے قریب شیعہ مسلمانوں کے قتل کا برملا اعتراف کیا اور سپاہ صحابہ سے وابستہ ہونے کا اعلان بھی کیا لیکن انویسٹی گیشن نے نیٹ ورک کو توڑنے اسکے سرپرستوں کو بے نقاب کرنے کی بجائے وابستہ تمام دہشت گردوں کو سلیمانی ٹوپی

پہنا کر صرف گرفتار شدہ چار افراد کا چالان کر دیا جبکہ حکومت اگر امن کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمے میں مخلص ہے تو ان رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والے افراد کے ذریعے انکی تنظیمی وابستگی اور نیٹ ورک کو تلاش کر کے ٹھوس حل نکالنا ہوگا۔ اس کے بلکل برعکس جو بے گناہ شیعہ قیدی ہیں ان پر وحشیانہ تشدد کیا جا رہا ہے پولیس کی تشدد سے کچھ بے گناہ ذہنی طور پر معذور بھی ہو گئے ہیں، حکومت اور انتظامیہ مصلحتوں کا شکار ہو کر بیلنس اور خانہ پری کے ذریعے دہشت گردوں کو حوصلہ مند اور پر امن شہریوں کو مشتعل کرتی آرہی ہیں جبکہ حالات مزید اسکے متحمل نہیں ہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ

(۱) عید میلاد النبیؐ اور عزاداری کے جلوسوں میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں کے خلاف بروقت کاروائی کرنے کا عمل شروع کیا جائے۔

(۲) کھلے عام غیر قانونی اسلحہ کی نمائش کرنے والوں کے خلاف موثر کاروائی کی جائے

(۳) حالیہ واقعات میں رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والے قاتلوں کی تنظیمی اور گروہی وابستگی اور عزائم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

(۴) ماتم داری سید الشہداءؑ میں ذاتی عناد اور مفاد و لالچ کی بنیاد پر بے جا رکاوٹ پیدا کرنے والے افسران کے خلاف کاروائی کی جائے۔

(۵) حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے زیر صدارت ہونے والی علماء و مشائخ کانفرنس کی منظور کردہ سفارشات پر عمل کرایا جائے۔

(۶) ایک دوسرے کے عقائد و مراسم میں مداخلت کو سنگین جرم قرار دیا جائے۔

(۷) غیر مہذبانہ لب ولہجہ اور زبان و بیاں کے ذریعے محرم میں خوف و ہراس پھیلانے

اسے شر پسندوں کے ساتھ آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے۔

(۸) ایام عزا میں عریانی وفحاشی اور غیر اخلاقی پروگراموں اور مواد سے میڈیا کو پاک رکھا جائے۔

(۹) الیکٹرانک میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے شہداء کربلا کی عظیم قربانی اور مشن کو اجاگر کیا جائے۔

والسلام

بندہ شاہ ولایت

علامہ حسن ترابی صدر تحریک جعفریہ سندھ

maablib.org

۱۱ مئی ۱۹۹۹ شرکاء پریس کانفرنس:

مولانا سید ضامن عباس زیدی (صوبائی نائب صدر)، سید فدا حسین کاظمی، سید کوثر حسین زیدی، ظہیر عباس

محترم صحافی حضرات

اسلام علیکم،

آپ کی تشریف آوری کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔

تحریک جعفریہ پاکستان نے وطن عزیز کی سلامتی واستحکام واسلامی اخوت و برادری کے فروغ اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے جو بھرپور کردار ادا کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ تحریک جعفریہ پاکستان کا منشور اور اس جماعت کے قائدین کے بیانات کا محور و مرکز ہمیشہ امت اسلامی کے وحدت و یکجہتی رہا ہے۔ بدترین حالات میں بھی ایسے اقدامات سے ہمیشہ گریز کیا ہے جس سے مسلمانوں کے درمیان اشتراق وانتشار پھیلے۔ گذشتہ کئی سالوں سے شیعہ مسلمانوں کے خلاف ایک مذہبی ٹولہ مسلح جدوجہد میں مصروف عمل ہے جس کے نتیجے میں اب تک ہزاروں شیعہ علماء ذاکرین، شعراء ادباء، سرکاری ملازمین، متولیانِ درگاہ، مومنین اور اہم شخصیات اس ہشت گردی کا نشانہ بنے۔ یہ محدود گروہ اور مسلح گروہ اعلانا شیعہ مسلمانوں کو کافر قرار یتا ہے۔ اس گروہ کے اکابرین ہمیشہ شیعوں کو اقلیت قرار دو۔ ان کی عبادت گاہوں کو گرادو۔ مسلح گروہ اعلانا شیعہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ اس گروہ کے اکابرین ہمیشہ شیعوں کو اقلیت قرار دو۔ ان کی عبادت گاہوں کو گرادو۔ ان کی اجتماعی عبادات پر

پابندی لگادو اور ان کو قتل کرو، مارو کی باتیں کھلے عام کرتے ہیں۔ شیعہ اکابرین و قائدین پر برملا لعنتیں بھیجتے اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔ دوسری طرف تمام تر غلیظ مہم اور قتل و غارتگری کے تسلسل کے باوجود ہم نے ہمیشہ اپنے افراد کو تحمل و بردباری اور اتحاد اسلامی کے لیے آمادہ کیا۔

حکومت کی طرف سے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی ٹھوس قدم اب تک اٹھایا نہیں گیا۔

اب تک سینکڑوں دہشت گرد گروپ موقع پر پکڑے گئے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ فلاں مخصوص مذہبی مسلح گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بھی برملا اعتراف کیا کہ شیعوں کے قتل اور عبادت گاہوں کی تباہی کا عمل ثواب اور عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ اگر ان دہشت گردوں کے نیٹ ورک تک رسائی حاصل کی جاتی تو دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے میں آسانی ہوتی لیکن ایسا کرنے کے بجائے ان دہشت گردوں میں سے بہت سے لوگوں کو دباؤ اور بلیک میلنگ کے ذریعے رہا کروا لیا گیا اور جو دہشت گرد جیلوں میں بند ہیں اور رنگے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں ان کے مقدمات کا ابھی تک چالان نہیں ہوا جس میں مسجد علی الاعلیٰ بھی شامل ہے جس میں میجر علی اعلیٰ جعفری اور سید سعادت علی شاہ دونوں شہید اور ان کے بیٹے شدید زخمی ہو گئے تھے۔ اس طرح کے دیگر سینکڑوں مقدمات ہیں۔ محفل مرتضیٰ اور محفل ابوالفضل عباس میں ۲۲ شیعہ مسلمانوں کے قتل اور شیعہ بن کر سوسائٹی قبرستان کے پاس سات سنی مسلمانوں کے قتل میں ان کے ذمے دار افراد کے علاوہ اس گروہ کا صوبائی سکریٹری بھی شامل ہے جن کو کورٹ سے بھی سزا ہو چکی ہے۔

پھر بھی اپنی امن پسندی کے جھوٹے راگ الاپ کر عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں اور اخبارات برملا ان کے غیر اخلاقی بیانات کو کوریج دیتی ہے۔ پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے ہماری اپیل ہے اور میڈیا یا ذرائع ابلاغ، اخبارات کے مالکان اور ایڈیٹروں، صحافی، مضمون نگار حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ حق و سچائی کو جھوٹ اور باطل سے نہ ملائیں۔

انصاف کے تقاضہ تو یہ ہے کہ ہماری امن پسندی، اتحادِ امت کی کوشش، امت اسلامی کی وحدت کے لیے کی گئی عملی جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ پاکستان میں بسنے والے شیعہ مسلمان کو اچھوت نہ سمجھا جائے۔

محترم صحافی حضرات!

میں اخبارات میں تحقیقی مقالے لکھنے والے صحافی حضرات سے بھی کافی رنجیدہ ہوں کہ ان کو فلسطین، کشمیر اور کوسوو میں مسلمانوں کا قتل عام تو نظر آتا ہے اور اپنا پورا زور قلم بھی صرف کرنے میں ان کا یہ عمل قابلِ صد تحسین ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ پاکستان میں آپ سب حضرات کی ناک کے نیچے ہزاروں شیعہ مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور آپ ہی کے کالموں میں شیعہ مسلمانوں کو قتل کرنے کا ثواب بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے ہماری ملکی اور قومی استحکام براہِ راست متاثر ہو رہی ہے۔ انسان اور مذہبی آزادیوں کو بندوق کے زور پر روکنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے لیکن آج تک کسی نامور صحافی اور قلمکار نے قابلِ توجہ نہیں سمجھا۔ کیا وہ خوفزدہ ہے یا ذاتی مصلحتوں کا شکار ہے۔

محترم صحافی حضرات!

محرم الحرام نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ کفار و مشرکین بھی اس ماہ میں قتل و غارتگری اور جنگ و جدال سے گریز کرتے تھے۔ اسلام نے بھی ان ایام اور مہینوں کی حرمت کو باقی رکھا ہے۔ ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے اس ماہ میں اپنے اپنے مخصوص طریقے سے نواسہ رسول حضرت امام حسینؑ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ماتم داران ایام کو عبادات اجتماعی طور پر مناتے ہیں۔ اس میں مجالس عزا کا انعقاد و جلوس ہائے ماتم داری نوحہ خوانی، تعزیہ جلوس کے پروگرام قابل ذکر ہیں۔

چند شرپسند عناصر جن کو حکومت بھی خوب جانتی اور پہچانتی ہے۔ ان ایام میں اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کیلئے دنگا فساد کرتے ہیں۔ جلوس کے راستوں میں رکاوٹ، سبیل حسینؑ پر اعتراض، انتظامیہ کے اکثر افراد ان شرپسند عناصر کو اپنے غیر قانونی حرکت سے روکنے کے بجائے ماتم داروں پر قدغن اور پابندیاں عائد کرتی ہے۔ اس طرح عزاداری سید الشہداؑ کے مراسم کو محدود سے محدود کرنے کی مہم جاری ہے۔

اگر ہم اپنے گھر پر علم لگانا چاہتے ہیں تو دنگا فساد کرایا جاتا ہے۔ ویسے تو سال بھر ہر جماعت کے پرچم ہر جگہ لگائے جاتے ہیں۔ اس پر کوئی فساد نہیں ہوتا لیکن اگر ماتم دار علم اپنی ملکیتی زمین یا اپنے مکانات پر لگاتے ہیں تو فوراً علاقے کی فضا کے امن و امان کو تہہ و بالا کیا جاتا ہے، لیکن مسجد کا یا مدارس کا تقدس پامال نہیں ہوتا۔ اگر جلوس ماتم داری گزر جائے تو ایک مذموم فتنہ پیدا کیا جاتا ہے۔

شہر میں کھلے عام غیر شرعی مشروبات جن کی حرمت پر نص قرآنی ہے شاپس اور دکانوں پر پلایا جاتا ہے لیکن کوئی اس کے خلاف تقریریں، احتجاج اور جلسے یا

مظاہرے نہیں کرتے اگر ہم کسی امام کے نام پر پانی پلانا چاہیں تو احتجاج، پتھراؤ اور گولیوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس طرح کے حالات کے مکمل سدباب کے لیے حکمرانوں کو چاہیے کہ ٹھوس اقدامات کریں۔ اس سال محرم الحرام سے قبل سندھ میں پڑوس کے ایک ملک سے باقاعدہ تربیت یافتہ دہشت گرد کافی تعداد میں لائے گئے اور گھوٹکی میں ایک جماعت نے باقاعدہ کیمپ لگا کر جدید اسلحہ سستے داموں فروخت کیا تھا، لیکن حکومت کے تحت انتظامات نے انہیں اپنے مذموم مقاصد میں مکمل کامیاب تو نہیں ہونے دیا لیکن بعض جگہ اس گروہ کی طرف سے ماتم داروں پر فائرنگ اور بے گناہ افراد کی شہادت کے واقعات ہوئے۔

(۱) سانحہ شہدادکوٹ، لاڑکانہ

۱۰ محرم الحرام کو شہدادکوٹ میں جلوس عزا کے نہتے لوگوں پر فائرنگ مدرسے اور مسجد سے کی گئی۔ جس سے بے گناہ تین افراد شہید ہوئے۔ مقامی ایس ڈی ایم کے ایما پر یہ سارا واقعہ رونما ہوا۔ لوگوں کی شہادت کے بعد ایس ڈی ایم نے سرکاری گاڑی میں دہشت گردوں کو فرار کرایا اب ایس ڈی ایم اور ڈی ایس پی معطل اور کچھ دہشت گرد گرفتار ہوئے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مقامی انتظامیہ کی معطلی نہیں بلکہ ہائی کورٹ کے جج سے ان واقعات کی مکمل انکوائری کرا کر اگر جرم ثابت ہو جائے تو سرکاری معطل لوگوں پر قتل کا مقدمہ چلنا چاہیے۔ تاکہ آئندہ اس طرح کی شرپسندی کی سرکاری حکام سرپرستی کرنے کی کوشش نہ کرے۔

(۲) سانحہ پنو عاقل

آدم خان گوپانگ پنو عاقل ضلع سکھر میں امام بارگاہ پر فائرنگ میں ایک پولیو

کی معذور بچی جس کی عمر ۱۲ سال تھی اور ایک ۱۲ سالہ لڑکا بھی قتل ہوا ہے۔ مقامی ڈی ایس پی اصل قاتلوں کو تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ قتل کا مقدمہ لڑکی کے باپ کے خلاف بنایا ہے۔ واقعاتی نا قابل تردید حقائق کے باوجود مقامی انتظامیہ کوئی دوسری بات سننے کے لیے تیار نہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے ڈی ایس پی کو معطل کر کے ان واقعات کی جوڈیشل انکوائری کرائی جائے۔ جائے واردات پر جا کر وہاں کے شیعہ و سنی عوام سے اصل حقائق معلوم کر کے اس کے پس پردہ سازش کو بے نقاب کیا جائے۔

(۳) سانحہ حیدر آباد

تھانہ مارکیٹ کی حدود میں ۹ محرم الحرام کو عزاداران سید الشہداء کے جلوس پر مذہبی دہشت گردوں نے جدید اسلحہ سے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک عزادار اور ایک سرکاری ڈیوٹی پر موجود پولیس والا زخمی ہوا۔ مقامی تھانے نے پس پردہ دہشت گردوں کو رہا کرانے کیلئے اس واقعہ کو خاندانی جھگڑا قرار دیا اور ایف آئی آر میں فائرنگ اور اسلحہ کا ذکر تک نہیں کیا اور اب دہشت گرد ضمانتوں پر رہا ہو کر دندناتے پھر رہے ہیں۔ اس طرح کی خیانت کاری اور سرکاری وردی کے تقدس کو پامال کرنے کا یہ تیسرا بڑا واقعہ سندھ میں پیش آچکا ہے۔ ان تمام ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو مزید اس طرح کے شرپسند عناصر کو جو کہ سرکاری وردیوں کا ناجائز استعمال کرنے میں مزید تقویت ملے گی۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ حیدر آباد میں عزاداروں پر فائرنگ کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔ اس کی تحقیقات کرا کر ذمے داروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

محترم صحافی حضرات!

محرم الحرام میں سیکورٹی کا نام پر پورے جلوس کو محاصرے میں لے کر چلانا اور تمام راستوں کی ناکہ بندی کرنا اصل مسائل اور مشکلات کا حل نہیں۔ بلکہ وقتی اقدامات کے بجائے امن وامان کیلئے مستقل اقدامات کرنا چاہیے۔

تمام اجتماعات اور تقاریر کے لیے سال بھر ایک منظم چیک سسٹم نافذ کیا جائے جو بھی اخلاقیات سے ماورا تقاریر کریں کسی مسلک یا کسی گروہ کے خلاف لوگوں کو مہمیز کرے جو بھی دہشت گردی کی ترغیب دے ان پر مقدمات درج کر کے گرفتار کریں۔

میں ایک مرتبہ پھر آپ حضرات کے توسط سے تمام علمائے کرام، امن کمیٹی انجمنوں، اسکاؤٹس گروپس، بانیان مجالس وجلوس، پورے سندھ کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھرپور طریقے سے امن وامان کی بحالی اور برقرار کیے لیے دن رات محنت کر کے پاکستان دشمن قوتوں کو ناکام بنایا۔

میری دعا ہے کہ خداوندِ عالم مملکت پاکستان کو سلامتی اور پاکستان میں رہنے والے تمام انسانوں کو امن اور قومی غیرت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین یارب العالمین

بندہ شاہ ولایت

علامہ حسن ترابی

صدر تحریک جعفریہ پاکستان، سندھ،

تحریر:

اسلام کی نظر میں خواتین کا مقام

تحریر: علامہ حسن ترابی

(صوبائی علماء سیمینار ۲۰۰۵ء بعنوان آبادی اور ترقی منعقدہ ۲۸ دسمبر ۲۰۰۵ زیر اہتمام محکمہ بہبود آبادی حکومت سندھ میں پڑھا گیا اور بروشر میں شائع ہوا)

ظہور اسلام سے پہلے مختلف اقوام میں عورتوں کا مقام نہایت پست اور وحشت ناک تھا۔ عربوں کو جب اطلاع ملتی تھی کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے تو ان کا چہرہ غصے اور رنج سے کالا پڑ جاتا تھا اور ان میں سے بہت سے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفنا دیتے تھے تاکہ بیٹی والے ہونے کی شرم سے بچ سکیں۔ چین میں قدیم زمانے میں اگر منگنی کے بعد کوئی مرد مر جاتا تھا تو منگیتر عمر بھر شادی نہیں کر سکتی تھی۔ صرف اس عورت کو اچھا سمجھا جاتا تھا جو اپنے شوہر کی موت کے بعد خود بھی خودکشی کر لے اور عجیب بات تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک بہتر یہی ہوتا تھا کہ بیوہ عورت برسر عام خودکشی کرے۔ ہندوستان میں بھی عورتوں کیلئے بہت اچھا سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ خود بھی چتا میں جل کر راکھ ہو جاتیں۔ یہ عادت بنگال کے شرفاء کے یہاں بھی رائج تھی۔ لیکن آج کی دنیا میں عورت کو دوسرے طریقوں سے ستم کا نشانہ بناتے ہیں۔ مغرب میں جو آج مرکز تہذیب وتمدن شمار کیا جاتا ہے عورت کی صفات ہنر قدرت نمو اور روح وجسم کو ایک حقیر چیز سمجھا جاتا ہے۔ دولت مندوں کی ہوس اور ان کے مال کے پروپیگنڈے

کے ذریعے جیبیں بھرنے کے لیے بلا دریغ کام لایا جاتا ہے اور عورت کے حقوق اور آزادی نسواں کا مصنوعی نعرہ بلند کر کے اس کی دولت شرو حیا کو غارت کیا جاتا ہے اور اس طرح جنس لطیف کو ایک ست اور حقیر مال کی طرح تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح عورت کی اصل قدر و قیمت کو اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ اس کو جائز حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا ہے جو اس کا بنیادی حق ہے۔

ان ناگفتہ بہ حالت اور طرز عمل کے مقابلے میں جو عورتوں سے آج کل روا رکھا جاتا ہے اسلام نے ان کے حقوق کی ضمانت اور ان کی ارتقاء کیلئے آگے آتا ہے۔ نیز ان کے ظاہر حقوق اور باطنی شخصیت کی پاسداری اور حمایت و حفاظت کرتا ہے اور انسان ہونے کے رشتے سے دو قوم کے درمیان کسی نامناسب امتیاز کا قائل نہیں۔ اسلام کبھی بھی عورت کو کمزور درجے کی مخلوق قرار نہیں دیتا اور بھرپور انداز میں فرماتا ہے "ھُنّ لباسٌ لکم و انتم لباسٌ لھن (عورتیں تمہاری زینت اور لباس ہیں اور تم ان کی زینت اور لباس ہو) قرآن نے متعدد آیات میں وضاحت کی ہے کہ خدا کا قرب اور اجر و ثواب جنسیت سے مربوط نہیں بلکہ ایمان و عمل سے مربوط ہے۔ چاہے وہ عورت کی طرف ہو یا مرد کی طرف سے۔ جیسا کہ قرآن میں اِنّ اکرمکم عند اللہ اتقکم (تم میں سے اللہ کے نزدیک عزیز شخص وہ ہے جو زیادہ متقی ہو) نیز ارشاد الٰہی ہے "اِنّی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکرٍ او انثیٰ" آل عمران ۱۹۸ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ قرآن ہر عظیم مرد کے مقابلے میں ایک عظیم عورت کا تذکرہ کرتا ہے۔ آدم اور ابراہیم کی بیویوا ا. ...ں کی ماؤں کا نہایت احترام سے ذکر کرتا ہے۔ اگر نوح اور لوط کی بیویاں

کی ناشائستہ بیویوں کے طور پر معروف کرواتا ہے تو فرعون کی بیوی کو ایک عظیم عورت کے نام سے یاد کرتا ہے۔اسلام کی نظر میں عورت نسانی خصوصیات کی مالک ہے۔

- عورت معاشرے کی ایک فعال رکن اور اسے قانونی تحفظ حاصل ہے
- عورت کی طبعی رشتہ داری کے ساتھ قانونی رشتہ داری بھی ہے۔
- لڑکیاں لڑکوں کی مانند اولاد شمار ہوتی ہے بلکہ لڑکیاں رحمت خداوند یاور لڑکے نعمتِ خدا ہے، پس رحمت عظیم تر ہے نعمت سے۔
- عورت رفیق حیات اور دیگر جائز پیشہ وغیرہ کے انتخاب میں خود مختار ہے۔
- عورت معنوی مقام میں مرد کے برابر ہے۔
- قرآن و اسلام میں عورت کا مقام اتنا بلند ہونے کے باوجود عورت کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی جو اس کا بنیادی حق ہے۔
- نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" میں تمہاری اس دنیا سے صرف دو چیزیں پسند کرتا ہوں، عورت اور خوشبو (وسائل)
- امام صادق علیہ السلام نے فرمایا" انسان کے دل میں اپنی زوجہ کیلئے جس قدر محبت زیادہ ہوتی ہے، اسی قدر اس کی فضلیت اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔(وسائل)

رسول اکرم ﷺ نے ام سلمہ سے فرمایا" حاملہ عورت اس روزہ دار کی مانند ہے جو راتیں بیدار رہ کر گذارتا ہے اور اس جانباز کی طرح ہے جو اپنی جان و مال راہ اسلام میں نثار کرتا ہے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کو جو ثواب ملتا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔اور جب بچہ چھاتی سے دودھ پیتا ہے تو ہر چوسنے کے مقابل حضرت

اسماعیلؑ کی نسل کا ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ (وسائل)

نیز ارشاد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "اللہ تعالیٰ لڑکیوں پر لڑکوں سے زیادہ مہربان ہے۔ کوئی شخص اپنی عزیز عورتوں میں سے کسی کو خوش کرے بروز قیامت خدا اسے خوش کرے گا۔

تحفہ پہلے لڑکی کو دینا چاہیے کیونکہ بچی کو خوش کرنا ایسا ہے جیسے نسل اسماعیل کا ایک غلام آزاد کرایا ہو۔ (وسائل)

حدیث رسولؐ "تمہاری بہترین اولاد بچیاں ہیں" (مکارم الاخلاق)

"کوئی شخص اگر دو یا تین بچیوں کی سرپرستی کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا" (مستدرک)

امام جعفر صادقؑ "لڑکیاں حسنہ اور لڑکے نعمت ہیں۔ حسنہ کا ثواب اور نعمت کا حساب ہوتا ہے۔ (مستدرک)

امام زین العابدینؑ "اگر میرے اہل وعیال نے گوشت کی خواہش کا اظہار کیا تو بازار جا کر ان کیلئے ایک درہم کا گوشت خریدنا، میرے نزدیک ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔

اہل وعیال کا خیال نہ رکھنے والوں کیلئے رسول اکرمؐ نے فرمایا "جو شخص اپنے اہل وعیال کا خیال نہیں رکھتا وہ ملعون ہے، ملعون ہے۔ (وسائل)

ان بالا آیات واحادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد اور رسول اللہ کا اپنی بیٹی فاطمہ الزہراؑ سے محبت اور بے انتہا احترام سے عورت کی فضیلت اور اسلام میں عورت کا مقام بلند وبالا ہونے پر بہترین دلیل ہے۔

خداوند عالم نے مرد کو عہدہ از حیث رسالت، نبوۃ عنایت فرمایا لیکن عورت کو عہدہ سے نہیں نوازہ لیکن از حیث ماں، بیٹی، زوجہ ان کی حیثیت کو ارفع و اعلیٰ بنادیا۔ ماں کی فضیلت اس قدر ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہیں۔ ماں قدرت کا انمول اور حسین تحفہ ہے۔ جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ شعائر اسلام میں ایک رکن حج ہیں یہ بھی ایک عظیم عورت کے عمل کو فرض قرار دیا گیا جن کو انجام دینے لاکھوں حجاج عظام ہر سال بیت اللہ میں لبیک اللھم لبیک کی صداؤں کو بلند کرنے حاضری دیتے ہیں۔

نیز سورۃ النساء قرآن میں ایک علیحدہ و مکمل سورۃ نساء کے نام پر جو عورت کی اہمیت کیلئے عظیم سند ہے۔

مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ کی زندگی کے فکری نقوش

تحریر: علامہ حسن ترابی

مولائے کائنات امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی الٰہی و عرفانی زندگانی ہر دور میں اسلام کے تحفظ و سلامتی کا ذریعہ رہی ہے وہ وقت جب ہر طرف سے رسول اکرمؐ پر کفر اپنے تمام حربوں اور وسائل کو استعمال کر رہا ہے اور رسول اکرمؐ کے مشن کو سبوتاژ کرنے کے لئے تہمتوں اور بہتانوں کی سیاست کے ذریعے وہ اپنے نجس مفادات تک پہنچنا چاہتا تھا اس وقت ان تمام سیاسی حربوں کو کچلنے کے لئے حضرت محمد عربی نے خواتین کیلئے حضرت خدیجہؓ بوڑھوں کیلئے حضرت ابو طالبؑ اور بچوں کے لئے حضرت علی کا انتخاب کیا۔ یہی وہ اشخاص ہیں جو اس وقت بھی رسولؐ کے الٰہی مشن کے پاسدار تھے۔ علی ابن ابی طالبؑ لحہ بہ لحہ کفر کی قوتوں سے برسر پیکار رہتے تھے اور توحید کے پرچم کو سربلند کرنے کے لئے حضورؐ کے شانہ بشانہ رہے۔

تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ کوئی ایسا موقع نہیں آیا جب آپ حضورؐ کے ساتھ نہ ہوں۔ توحید کے پیغام کو کوچے کوچے تک پہنچانے کے لئے اور اس کے خلاف ابھرنے والی رکاوٹوں کو اپنے زور بازو سے مٹایا۔ اس وقت پیش آنے والی جنگیں اس بات کی شاہد ہیں کہ کفر کے بڑے سے بڑے بہادر و پہلوان کا علی ابن ابی طالبؑ کے آگے ٹھہرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا کوئی ایسا معرکہ نہیں جس میں انہوں نے اپنی شجاعت کو جوہر نہ دکھائے ہوں بڑے بڑے بہادروں اور دعوے داروں کے قدم اکھڑ جاتے مگر انہوں نے کبھی اس راہ سے فرار اختیار نہیں کی بلکہ ہر لحہ اور ہر جنگ

میں انہوں نے شہادت کی تمنا کی۔ جنگ احد میں جب کچھ لوگ مال غنیمت کی لالچ میں اپنی اپنی دفاعی جگہوں سے ہٹ گئے اور مال غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہو گئے مگر حضرت علیؑ نے ان مادی چیزوں کی طرف کبھی توجہ نہیں کی بلکہ آپ مصروف جنگ رہے۔

جنگ خیبر کا معرکہ بھی تاریخ کے باب کی زینت ہے جس میں یہودیوں کو شکست دینے کے لئے رسول اکرمؐ نے بہت سی شخصیات کو بھیجا مگر وہ ان کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔ اس لئے خاص طور پر رسول اکرمؐ نے مدینے منورہ سے علی ابن ابی طالبؑ کو بلایا اور پھر ہر دل گواہی دیتا ہے کہ انہوں نے کس طرح شجاعت، بہادری کے جوہر دکھائے۔ در خیبر کو اٹھا پھینکا اور یہودیوں کے سب سے بڑے قلعہ کو فتح کیا۔ کوئی ایسا مرحلہ نہیں جب علی ابن ابی طالبؑ نے اسلام کی نشر و اشاعت و حفاظت کیلئے اپنی خدمات پیش نہ کی ہوں۔ ہجرت کے موقع پر جب مشرکین نے حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اس نازک موقع پر آپ نے علی ابن ابی طالبؑ نے اسلام کے تحفظ کے لئے اور اپنے برادر رسول اکرمؐ کی جان کی حفاظت کے لئے اور ان کے حکم کو پورا کرنے کیلئے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ تلواروں کے سائے تلے آپ کی رات کیسی گزری تو فرمایا کہ ایسی پرسکون نیند مجھے آج تک نہیں ملی۔

یہ ہے منزل یقین، جب انسان بارگاہ خدا میں اپنے نفس کو ہدیہ کر دیتا ہے اور اس کی مرضی خرید لیتا ہے۔ اسی لئے علی ابن ابی طالبؑ کے مناقب و فضائل سے عالم اسلام کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا! علیؑ کا گوشت میرے

گوشت سے ہے ان کا خون میرے خون سے ہے اور انہیں وہی منزلت حاصل ہے جو موسیٰ کو ہارون سے تھی۔ (مسند احمد ابن حنبل)

حضرت علی علیہ السلام کا کردار ان کے فضائل کا آئینہ دار ہے، آپ میدان کارزار میں اتر جائیں تو کوئی مقابل آپ سے جیت نہیں سکتا، شکست اس کا مقدر ہوتی ہے۔ بڑے بڑے دلاور میدان کارزار میں قدموں کو سنبھال نہ سکتے۔ مگر علی ابن ابی طالبؑ جنگ میں شہادت کے طالب گار ہوتے۔ عبادت خدا کے بارے میں علی ابن ابی طالبؑ کسی عذر کو برداشت نہ کرتے، رات رات بھر عبادتوں اور بارگاہ خدا میں مناجات کرتے گزارتے مگر عبادت خدا میں بھی بندگان خدا کی حاجات کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ تواریخ اور تفاسیر گواہ ہیں کہ حضرت علیؑ نماز میں مشغول تھے کہ کسی سائل نے دست سوال کیا تو آپ نے حالت رکوع میں انگوٹھی سائل کو بطور زکوٰۃ دی جس کے بارے میں عالم اسلام کے علماء متفق ہیں۔ آپ کی شان میں اس وقت آیت نازل ہوئی۔

اس سلسلے میں تمام عالم اسلام کو تواریخ گواہ ہیں کہ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میرے بارے میں آیت نازل ہو اس لئے میں نے حالت رکوع میں تیس مرتبہ انگوٹھی زکوٰۃ میں دی مگر میرے لئے ایک آیت بھی نازل نہ ہوئی اس لئے کہ خدا کی بارگاہ میں قابل قبول تقویٰ ہے کہ کون خالصتاً بارگاہ معبود میں عمل انجام دیتا ہے یا پھر کسی لالچ میں۔ اس لئے رسول اکرمؐ نے فرمایا: "علیؑ کے متعلق مجھے تین باتیں بذریعہ وحی بتائی گئیں۔ ۱) علی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ ۲) متقین کے امام ہیں۔ ۳) روشن جبین نمازیوں کے قائد ہیں۔ (امام حاکم، مستدرک)

علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بلندی منزلت کے سلسلے میں رسول اعظمؐ نے فرمایا: علیؑ کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو مجھے خدا کی بارگاہ میں حاصل ہے۔ (صواعق المحرقہ)
اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں حضرت علیؑ کے کامل کردار اور علم و عرفان کے سلسلے میں متعدد آیات نازل ہوئیں اور اس میں آپ کی مدح کی گئی اور آپ کے اس کردار کو قرآن حکیم نے اپنا جزو بنالیا اس سلسلے میں حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی شان میں جتنی آیتیں نازل ہوئیں اتنی کسی اور صحابی پیغمبرؐ کے متعلق نہیں۔ (مستدرک) اس کے علاوہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئیں۔ (ابن عساکر)

حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب اتنے بلند ہیں کہ خداوند عالم خود ان کا مدح خواں ہے اس کے علاوہ آپ کی ہستی مخزن علم ہے اس لئے آپ نے لوگوں کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس کے علاوہ آپ کے مخزن علم ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں قرآن کے پیروکاروں کے لئے قرآن سے، توریت پر عمل کرنے والوں کے لئے توریت سے، انجیل کے ماننے والوں کے لئے انجیل اور زبور پر عمل کرنے والوں کے لئے زبور سے فیصلہ کروں گا اور مسند علم و عمل کو دنیا کے سامنے بچھادوں گا۔

اسی لئے رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے جو شخص علم حاصل کرنا چاہے وہ دروازے سے آئے۔ یعنی رسول اللہؐ نے اپنی ذات تک پہنچنے کا ذریعہ اور علم کے خزانوں سے بہرہ مند ہونے کا وسیلہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو قرار دیا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے بھی اپنی علمی بصارت سے بڑے بڑے

حکمرانوں کو حیرت زدہ کر دیا اور وہ اپنے مسائل و مشکلات کے حل کے لئے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بارگاہ میں آتے اور اپنے مسائل کا حل لے جاتے جب دوسرے ممالک کے حکمران ان حکمرانوں سے کوئی سوال کا جواب دریافت کرتے اور جواب ان سے نہ بن پڑا تو مجبوراً انہیں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بارگاہ سے رجوع کرنا پڑا اور اس طرح کے واقعات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں بلکہ صحیح بخاری میں متعدد بار خلیفہ دومؓ کا یہ قول نقل کیا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتے۔ اس سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شخصیت و کردار آشکار ہوتی ہے اور پھر لوگ آپ کے فضائل کا اعتراف کیوں نہ کریں کہ جس نے آغوش نبوت میں تربیت پائی اور جس نے ولادت کے فوراً بعد سب سے پہلے اللہ کے نبی سرکار دو عالم کو دیکھا ہو اور جس کی ولادت باسعادت کعبۃ اللہ میں ہوئی اور علیؑ کے بغیر حضرت فاطمہ کا کوئی کفو نہیں، رہتی دنیا تک۔ اس لئے علیؑ کے فضائل علم سے انکار ممکن نہیں۔

امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے معاویہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا معاویہ نے کہا کہ اسے علیؑ ابن ابی طالبؑ سے پوچھو، اس شخص نے کہا کہ آپ کا جواب مجھے علیؑ کے جواب سے زیادہ پسندیدہ ہے معاویہ نے اسے جھڑک دیا کہ تم نے اس شخص سے کراہت ظاہر کی ہے جسے رسول اللہؐ نے علم یوں بھرایا ہے جس طرح طائر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے اور حضرت عمرؓ کو جب کسی معاملے میں پیچیدگی پیش آتی تو علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف رجوع کرتے۔ (صواعق المحرقہ)

یہی سبب ہے کہ رسول اللہ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کو باب مدینۃ العلم قرار دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو حکومتی معاملات و مسائل میں

مشکلات درپیش ہوتیں تو وہ علی ابن ابی طالب کی رجوع کرتے اور انہیں کے دور میں بہت سے فیصلے کئے جاتے ہیں جسے وہ فیصلہ حل نہ کر سکے۔ علی ابن ابی طالب نے حل کیا بلکہ بہت سے ایسے مقامات ہیں کہ خلیفہ نے کوئی فیصلہ صادر کر دیا اور عین ممکن تھا کہ سزا ہو جاتی مگر فورا مدعی نے علی کی جانب رجوع کیا تو انہوں نے اس سزا کو کالعدم قرار دیا اور مجرم کو بری قرار دیا۔ اس لئے حضرت علی نے بہت سے ایسے علمی اصول چھوڑنے ہیں جن پر آج بھی دنیا اپنے مسائل کو حل کرتی ہے وہ سائنس کے مسائل ہیں۔ جغرافیہ کے مسائل ہیں، ریاضی کے مسائل ہیں ان سب میں علی ابن ابی طالبؑ کے علمی خزانے موجود ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی الٰہی زندگانی عالم اسلام کے لئے نمونہ عمل ہے۔ جنہوں نے اپنے ذکر دار و عمل سے لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا اور اپنے بیان و بلاغت کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں علم کی راہیں پیدا کیں۔ حضرت علیؑ کا نظام حکومت اور نظام عدل اسلام کا روشن باب ہے۔ جس نے اس وقت کے محروم و مظلوم طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا اور ظالم کو اس کے انجام تک پہنچایا۔

جس وقت آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اس وقت نظام حکومت صحیح نہج پر نہ تھا اور حالات بہت مخدوش تھے مگر آپ نے حق کی بالادستی کے لئے ہر اقدام جو معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری تھا آپ نے کیا آپ سے پہلے حکمرانوں کے دور میں جو لوگ حکومت کے منصبوں پر فائز تھے اس وقت وہ افراد بہت سی بے قائدگیوں اور مالی خرد برد میں مبتلا تھے اس لئے آپ نے ایسے افراد کا سب سے پہلے صفایا کیا اور کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کی۔ آپ کے نزدیک نظام حکومت اگر حق کی

بالادستی اور نظام عدل کیلئے نہ ہوں تو اس کی مثال حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے نزدیک اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس سے آپ نے کہا کہ بتاؤ میری اس جوتی کی کیا قیمت ہوگی تو جواب دیا کہ مولا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک حکومت کی قیمت بھی اس جوتی سے کم تر ہے۔ بلکہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا میرے نزدیک حکومت کی مثال بکری کی ناک سے نکلنے والے گند سے بھی کم تر ہے۔

حضرت علیؑ نے حکومت کے ایام کے دوران اپنے طرز زندگی کو اس انداز میں اپنایا کہ معاشرے کے کم تر فرد سے بھی کم درجے پر آپ نے اپنی زندگی کو بسر کیا۔ آپ کی غذا کا یہ حال تھا کہ ایک دن امام حسنؑ کے گھر میں کوئی شخص کھانا کھا رہا تھا کھانے سے فارغ ہونیکے بعد اس نے کھانا جمع کرنا شروع کیا تو امام حسنؑ نے دریافت کیا کہ اب تجھے اس کھانے کی کیا حاجت ہے تو اس نے کہا کہ مسجد میں ایک شخص سوکھی روٹیاں گھٹنوں سے توڑ توڑ کر کھا رہا تھا تو آپ نے کہا کہ یہ میرا بابا ہے۔ آپ کے لباس کی یہ حالت تھی کہ کوئی ایسا مقام اس میں نہ تھا کہ جس میں پیوند نہ لگا ہو جب ایک مرتبہ درزی کے پاس اس پیوند لگانے کے لئے لے گئے تو درزی ایک طرف سے پیوند لگاتا تو دوسری طرف سے پیوند کھل جاتا مجبوراً درزی نے کہا کہ لباس نے آپ کو جواب دے دیا ہے جیسے ہی آپ نے یہ سنا فوراً یہ کہتے ہوئے سجدہ شکر میں چلے گئے، یارب اس لباس نے مجھے جواب دے دیا مگر اس کو میں نے جواب نہیں دیا۔

آپ کے نظام حکومت میں آپ کا یہ نظام عدل آپ کے اس کردار کا بین ثبوت ہے کہ ایک مرتبہ آپ گھر میں حکومتی معاملات وحساب میں مشغول تھے کہ کوئی

شخص آپ سے ملنے آیا جیسے ہی وہ آیا آپ نے سرکاری خرچ سے جلنے والے چراغ کو گل کر دیا وہ شخص حیران رہ گیا کہ میں آپ سے گفتگو کا خواہش مند ہوں اور آپ نے اندھیرا کر دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے شخص بتا تو ذاتی کام سے آیا ہے یا کوئی حکومتی معاملہ ہے۔ اگر حکومتی معاملہ ہے تو یہ چراغ روشن ہو سکتا ہے ورنہ ذاتی مسئلے کے لیے علیؑ اس چراغ کے تیل کو خرچ کرنے کا روادار نہیں۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں جس سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے حکومت کے منصب پر کسی بھی اقربا پروری کا خیال نہیں کیا بلکہ بہت سے مقامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ نے آنے والوں کو مایوس کیا۔ علیؑ نے خدا کی مرضی کو بندوں کی مرضی پر ترجیح دی انہوں نے معاشرے کے کم تر فرد کے معیار سے نیچے رہ کر زندگی گزاری ہے اسی لیے رسول اعظمؐ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے دور حکومت میں علیؑ نے نا صرف اپنے اوپر سختی کی بلکہ جہاں امور مملکت میں لوگوں کو فائز کیا تھا وہاں بھی آپ نے انہیں مسلمانوں کے امور میں سختی سے عمل پیرا رکھنے کی کوشش کی۔ نہج البلاغہ میں آپ کے بہت سے مکتوبات ہیں جو آپ نے بطور نصیحت ان کو لکھے تھے۔ آپ نے عبداللہ ابن عباس والی بصرہ جو کہ فارس و کرمان پر حکمران تھا اس لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں ہیر پھیر کی ہے۔ یاد رکھو کہ میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست، ابو جھل پیٹھ والا اور بے آبرو کر کے چھوڑے گا۔ اس کے علاوہ علی ابن ابی طالبؑ نے والی بصرہ عثمان

ابن حنیف کو ایک خط لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگارنگ کے عمدہ کھانے تمہارے لیے چن کر لائے جا رہے تھے اور بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرو گے جن کے یہاں فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں۔ اے حنیف اللہ سے ڈرو اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو تاکہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے نظام حکومت کی بنیاد مکمل طور پر نظام عدل پر تھی۔ کوئی ایسا فرد نہیں جس کی دادرسی نہ ہوئی اور کوئی ایسا ظالم نہیں جسے اس کے انجام تک نہ پہنچایا گیا ہو۔ اس لیے بہت سے منافق آپ کے سخت دشمن تھے کہ پچھلی حکومتوں میں انہیں شامل کیا گیا تھا مگر حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے انہیں حکومت میں شامل نہیں کیا۔ اس وجہ سے حضرت علیؑ کو بیشتر جنگیں ان منافقین کے ساتھ لڑنا پڑیں۔ اس بنا پر آپ کے قتل کی سازش تیار کی گئی اور ایک ملعون ابن ملجم کو عورت کا لالچ دے کر قتل پر اکسایا گیا کہ اس نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور وہ زہر بھی ایسا تھا کہ اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو تمام مخلوقات مر جائیں۔

امام المتقین علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا:

۱) اس حکومت سے تمہاری غرض مالی منفعت اور غیظ غضب نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمہارا سب سے بڑا مقصد باطل کی موت اور حق کو زندہ کرنا ہونا چاہیے۔

۲) ایمان ایک درخت ہے۔ یقین اس کی جڑ ہے۔ تقویٰ اس کی شاخ ہے۔ حیا اس کا نور ہے اور سخاوت اس کا پھل ہے۔ ایمان کی جڑ امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

۳) اس شخص سے بڑھ کر اور کوئی راہِ خدا کا مجاہد شہید نہیں ہو سکتا جو قدرت رکھنے کے باوجود پاکدامنی اختیار کرے۔ پاکدامن شخص اس بات کے قریب ہے کہ اس کا شمار ملائکہ میں ہو۔

۴) تیرا بہترین بھائی وہ ہے جو اپنی صدق گفتاری کے ذریعے تجھے سچ بولنے کی دعوت دے اور اپنے اچھے اعمال کے ذریعے تجھے افضل اعمال کی طرف بلائے۔ راہِ ہدایت دکھائے۔ تجھے تقویٰ کے لیے تیار کرے اور خواہشات نفسانی کی پیروی سے باز رکھے۔

علامہ سید عارف حسین الحسینی کا یوم شہادت

تحریر: علامہ حسن ترابی

۱۵ اگست ۸۸ء کو صبح صادق کے وقت ملت مسلمہ کے دردمند علامہ عارف حسین الحسینی کو شقی القلب انسانوں اور استعماری قوتوں کے ایجنٹوں نے شہید کر دیا۔ شہید مظلوم علامہ عارف حسین الحسینی امت مسلمہ کی ان شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے پاکستان میں تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور عالم اسلام کے مسائل کے لئے مشترکہ جدوجہد پر آمادہ کیا۔ علامہ عارف حسین الحسینی نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ تمام مسلمانوں کو وحدت امت مسلمہ کے لئے آگے بڑھنا چاہیے اور جذبات کے بجائے حواس اور احساس سے کام لینا چاہیئے کیونکہ دشمن ہمیں بھڑکا کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے حق میں صدا بلند کرنے کے بجائے، فلسطین، لبنان، کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کرنے کے بجائے آپس میں دست وگریباں ہو رہے ہیں۔

علامہ عارف حسین الحسینی نے اپنی جدوجہد کے ذریعے امت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ عبادت گاہوں کو اختلاف کا مظہر بنانے کے بجائے اخوت واتحاد کی درسگاہیں بنایا جائے۔ جب بھی مسلمان اختلافات کو بھلا کر وحدت کی راہ پر گامزن ہوئے انہیں کامیابی ملی۔ آج امریکہ اور اس کے حواری ہماری وحدت سے خائف ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہم متحد رہیں، اسلام کے پرچم کو سربلند رکھیں۔ علامہ نے ہمیشہ اپنے افکار ونظریات سے ثابت کیا کہ مسلمان قرآن وسنت کے پیغام پر عمل پیرا ہو

کر ہی کرۂ ارض پر اسلامی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی جدوجہد کا مرکز مسلمانوں کے اتحاد کو قرار دیا۔

علامہ عارف حسین الحسینی کا شمار عالم اسلام کی ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے عالمی استعمار کے تسلط کے خلاف بھر پور جدوجہد کی۔ انہوں نے استعماریت کے چہروں سے نقاب کھینچا اور ان کی سازشوں اور پروپیگنڈوں سے عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان کے عوام کو آگاہ کیا کہ ان کی چمک دار پالیسیاں اندرونی طور پر عالم اسلام کے خلاف چال ہیں جن کے ذریعے ملت کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ وحدت کو نقصان پہنچے گا، مسلمان عالمی مالیاتی اداروں کے زیر تسلط ہو جائیں گے۔ انہوں نے ہمیشہ اس کی مزاحمت کی کہ طاغوتی قوتیں اپنے مفادات کے حصول کے لئے مسلم ممالک میں مداخلت کرتی اور ان کی پالیسیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان ممالک کے حساس و دفاعی مسائل کو بھی متاثر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو آمادہ کیا کہ وہ اپنے اندر بیداری اور تحریک پیدا کریں۔ عالم اسلام کے مسائل سے آگاہی حاصل کریں یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ان کے خلاف کون کون سی سازشیں ہو رہی ہیں تاکہ وہ اپنی وحدت کے ذریعے اس کا تدارک کر سکیں۔

یہ علامہ کی پالیسیوں اور انقلابی اقدامات کا عروج تھا جس وقت آپ نے قرآن و سنت کانفرنس کا اعلان کیا، آپ کی سیاسی بصیرت نے اس اہم موڑ پر کانفرنس کا اہتمام کر کے ایک طرف حکومت کی منافقانہ پالیسیوں کی بھر پور مذمت کی، دوسری طرف امریکی و اسرائیلی مسلم کش پالیسیوں سے عالم اسلام کو آگاہ کیا، قرآن و سنت کانفرنس اپنے مقاصد اور اقدامات کے لحاظ سے اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان

کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے عالمی افق پر ابھرنے والی اسلامی تحریکوں کی حمایت کے لئے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ ان کو مقاصد اور حصول آزادی سے آگاہ کیا تا کہ عالم اسلام متحد ہو کر ان کی بھر پور مدد کرے۔ انہوں نے افغانستان کے مختلف محاذوں پر مجاہدین کے حوصلوں کو نہ صرف بلند کیا بلکہ مختلف ذریعوں سے مالی معاونت بھی کی۔ وہ افغانستان کے مسئلے پر افغان رہنماؤں سے تبادلہ خیال کر کے ان کے حوصلوں کو تقویت دیتے اور مختلف حکمتِ عملیوں میں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے۔ انہوں نے بیت المقدس کی آزادی کے لئے ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو یوم القدس کے عنوان سے متعارف کرایا اور ملک بھر میں فلسطینیوں کی آزادی کے لئے ریلیاں منعقد کرائیں۔

اسلام دشمن قوتوں نے عالم اسلام کے جذبات، مقاصد اور اسلامی شناخت پر ضرب لگانے کے لئے مختلف بہانوں سے اپنی ثقافت کو ہم مسلط کر دیا جو، اب ہمارے سامنے ہمہ گیر نیٹ ورک کی صورت میں موجود ہے۔ اس ثقافتی یلغار کے ذریعے عالم اسلام میں بے غیرتی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اسے استعمار کی گہری سازش قرار دیا اور مسلمانوں کو اس اہم خطرے سے آگاہ کیا کہ ان غیر ملکی ثقافتوں سے معاشرے میں عریانیت، عیاشی اور بے غیرتی کو فروغ ملے گا اور اسلامی اقدار تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ انہوں نے ثقافتی یلغار کے خلاف بھر پور جہاد کیا اور اسے امریکہ و اسرائیل کی مجرمانہ کاروائی قرار دیا۔

یہ علامہ کی پالیسیوں اور انقلابی اقدامات کا عروج تھا جس وقت آپ نے قرآن و سنت کانفرنس کا اعلان کیا۔ آپ کی سیاسی بصیرت نے اس اہم موڑ پر کانفرنس

کا اہتمام کر کے ایک طرف حکومت کی منافقانہ پالیسیوں کی بھرپور مذمت کی، دوسری طرف امریکی و اسرائیلی مسلم کش پالیسیوں سے عالم اسلام کو آگاہ کیا۔ قرآن وسنت کانفرنس اپنے مقاصد اور اقدامات کے لحاظ سے اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے قرآن وسنت کانفرنس کے ذریعے آمرانہ حکومت کے نظام اسلام کے نفاذ کو فقط اپنے اقتدار بچانے کا ذریعہ قرار دیا۔

اب جبکہ علامہ عارف الحسینی امریکہ کے خلاف ایک قوت کے طور پر پہچانے جانے لگے اور دوسرے مکاتب فکر نے بھی ان کی بھرپور حمایت کی تو اس فرزند اسلام کو اسلام دشمن قوتوں نے اپنے عزائم کی راہ میں حائل سمجھ کر ۵ راگست ۸۸ء کو صبح صادق کے وقت جامعہ المعارف الاسلامیہ پشاور میں شہید کر دیا۔

(روزنامہ ایکسپریس ۵ راگست ۱۹۹۹)

maablib.org

تشکیل پاکستان میں شیعیت کا کردار

علامہ حسن ترابی کے ایک طویل مضمون سے اقتباس

(ماہنامہ تحریک جولائی اگست ۱۹۹۵)

انگریزوں کی آمد سے قبل ہندوستان میں بادشاہت رہی۔ اس وقت تقسیم حقوق اور بالا دستی کا انحصار دربار شاہی سے وابستہ تھا۔ ظاہر ہے شیعہ حضرات کی ذہانت کربلا والوں کی تعلیمات کی وجہ سے ہمیشہ دوسروں سے ممتاز رہی ہے۔ اس لئے اورنگ زیب جیسے شیعہ دشمن بادشاہ بھی اپنی وزارتوں میں شیعوں کو رکھنے پر مجبور اور محتاج ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند کے مختلف حصوں پر مسلمانون نے تقریبا ایک ہزار سال بزور شمشیر حکمرانی کی لیکن ان شاہی خانوادوں نے نہ صحیح معنوں میں شرعی حکومت قائم کی اور نہ ہی تبلیغی فرائض سرانجام دیئے۔ اس طویل دورانیہ میں تبلیغ اسلام ہوئی تو صاحبان طریقت اور صوفیائے کرام کی جدوجہد، عظمت و کردار کے طفیل یہ آزاد مملکت جس کی آزاد فضاء میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ کن ہولناک مصائب اور کتنی روح فرسا قربانیوں کے بعد وجود میں آئی۔

قربانی دینے والے لوگ کون تھے؟ اس سے وہ لوگ واقف ہیں جنھیں ان مشکلات سے گزارنا پڑا۔ لیکن موجودہ نسل یعنی ہم اور آپ نے جس آزاد فضاء میں آنکھ کھولی۔

جنھیں نہ ہندوؤں کے مظالم برداشت کرنا پڑے ان ہی غیر ملکی حکمرانوں کے ظلم و ستم سے سابقہ پڑا۔ اس لئے اگر وہ اس آزادی کے قدر و قیمت سے نا آشنا ہے

تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

ہماری نسل کو صحیح معنوں میں معلوم ہی نہیں کہ یہ ملک کن قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا اور ہمارے اسلاف نے ہندوؤں اور انگریزوں اور کانگریسی ملاؤں کے کیسے کیسے چرکے برداشت کیے۔

آج وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو پاکستان کی جدوجہد اس کے مذہبی سیاسی تمدنی اور اقتصادی پس منظر سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان زعماء اور کارکنوں کی خدمات سے بھی آگاہ کریں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تشکیل پاکستان میں شیعوں نے ایثار جان و مال کے ذریعے حصہ لیا اور تحریک آزادی کو اپنے انفاس واموال وثمرات کی قربانی کے ذریعے سے مضبوط و فعال بنایا تو یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ شیعہ قوم کا فکری اساس ہی ظلم کے خلاف جہاد ہے اور یہی شیعوں کی پہچان ہے۔ اور اسلام کی تعلیم بھی، شیعہ عدل کو حیات کائنات کا قانون اور زندگی کی بقاء اور ارتقاء کا اصول مانتے ہیں ظلم کے خلاف جہاد کو زندگی کا مقصد اول سمجھتے ہیں تشیع دراصل قیام قسط وعدل کی تحریک کا دوسرا نام ہے۔

احسان کر کے جتانا محمدؐ و آل محمدؐ کے ماننے والوں کی فکر و ضمیر کے خلاف ہے لیکن اگر کسی خاص مقصد کے تحت سچائی کو چھپایا جائے۔ وفاداروں کو غدار اور غداروں کو وفادار ثابت کرنے کی ناپاک و ناکام کوشش کی جائے تو ان احسانات کو جتا دینا سیاہ چہرے سے سفید نقاب ہٹا دینے کے مترادف ہے۔ تاکہ تاریخ کا ریکارڈ درست رہ سکے۔

۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں جن شیعہ عمائدین نے شہر ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم دی تھی ان بنیاد رکھنے والوں میں بانی تحریک حضرت عماد الملک مولوی

حسین بلگرامی، سر آغا سوئم، راجہ سر محمد علی خان اور عزیز مرزا شامل تھے۔ حضرت عما الملک مولوی سید حسین بلگرامی عرصہ دراز تک حیدرآباد دکن دولت اصفیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے بعدہ انگلستان میں وزیر ہند کے ممبر کونسل منتخب ہوئے تصفیف تالیف کے میدان آپ کے یادگار وہ خطبات عالیہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ علی گڑھ ایجوکیشنل کانفرنس میں دیتے رہتے تھے جو رسائل عما الملک کے نام سے شائع ہوئے اور ادبی فکری دنیا میں بہت مقبول ثابت ہوئے آپ نے قرآن کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا تھا۔

مسلمانان ہند کا پہلا نمائندہ وفد جو لارڈ منٹو سے ۱۹۰۶ میں سر آغا خان سوئم کی قیادت میں ملنے اور میمورینڈم پیش کرنے گیا تھا وہ میمورینڈم عماد الملک نے ہی تحریر کیا تھا۔ دوسری نمایاں شخصیت خان بہادر خلیفہ سید محمد حسین چیف منسٹر اف پٹیالہ اور راجہ سر محمد علی خان جیسے شیعہ قائدین کی تھی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم لیگ نے علی گڑھ کالج سے جنم لیا اور علی گڑھ کی ترقی میں شیعہ زعماء نے بڑا اہم کردار ادا کیا جبکہ مکتبہ دیوبند نے اس کی شدید مخالفت کی اور اسی لیے مسلم لیگ کی سیاست نے ہمیشہ شیعہ نمایاں اور پیش پیش نظر آئے اور جمعیت علماء ہند کانگریس کی حامی اور مددگار رہی۔

۱۹۰۹ میں حکومت برطانیہ نے انڈین کونسل ایکٹ کے نام سے ایک قانون بنایا مسلمانوں کے لیے اس قانون کی اہمیت یہ تھی کہ ہندستان میں انگریزوں کی حکومت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قانونی طور پر مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے مانا گیا اور جداگانہ انتخابات کا اصول تسلیم کیا گیا جو بلاآخر تقسیم ہند پر منتج ہوا۔

اس کونسل میں ایک اور ممتاز شیعہ رہنما سید سر علی امام وائسرائے کی انتظامی کونسل میں ممبر کی حیثیت سے لئے گئے۔ اس کے علاوہ ممتاز شیعہ رہنما مرزا عباس بیگ جو مرزا غالب کے بھانجے تھے۔ وزیر ہند کی کونسل کے نمائندے کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۱۲ کو مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں مسلم لیگ کے دستور میں کافی ترمیمات کی گئیں اس وقت مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری ایک شیعہ سید وزیر حسن تھے ۱۹۱۳ میں مسلم لیگ کا ساتواں اجلاس آگرہ میں ہوا جس کی صدارت ایک اسماعیلی شیعہ سر ابراہیم رحمت اللہ نے کی جبکہ خطبہ استقبالیہ ایک شیعہ رہنما خان بہادر سید آل نبی نے پیش کیا اس اجلاس میں سر آغا خان، محمد علی جناح، راجہ صاحب محمود آباد، سر رضا، سید حسن بلگرامی اور نواب فتح علی خان قزلباش، سید ابو جعفر، غلام ثقلین اور نواب سید محمد جیسے شیعہ زعماء نے شرکت کی۔

مارچ ۱۹۳۸ میں مسلم لیگ نے ایک کمیٹی بنائی جس کے سربراہ سید محمد مہدی آف پیر پور تھے۔ جو شیعہ تھے انہوں نے ۸ ماہ تک مسلسل کانگریس وزارتوں کے صوبوں کے دورے کئے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں جا کر حالات کا جائزہ لیا پولیس روزنامچے دیکھے پھر ایک جامع رپورٹ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ کو قائداعظم کی خدمت میں پیش کی۔ جو کہ تاریخ میں راجہ صاحب پیر پور رپورٹ کے نام سے مشہور ہے اس میں کانگریسی مظالم کی لرزہ خیز روداد بیان کی گئی تھی۔ مسلم طلباء کو ہندو تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اسکولوں میں بندے ماترم کا ترانہ لازمی، کانگریسی جھنڈے کے تلے جمع ہونے اور اسے سلامی دینے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

اس رپورٹ کے نتیجے میں مسلمان جوق در جوق مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع ہوئے چوہدری خلیق الزماں اپنی کتاب شاہراہ پاکستان میں تحریر فرماتے ہیں کہ راجہ سید محمد مہدی نے پوری جانفشانی سے اس کام کو جاری رکھا اور بھرپور مالی اور تنظیمی اعانت کی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ نے اس کی وہ قدر نہ کی جس کہ وہ مستحق تھے۔

راجہ غضنفر علی خان تحریک پاکستان اوُ عظیم شیعہ رہنماؤں میں سے ایک جن کو قائداعظم بے باک کردار، خلوص اور دیانت داری کی وجہ سے پسند کرتے تھے۔ آپ پر قائداعظم بہت اعتماد کرتے تھے آپ پندرہ جولائی ۱۸۹۵ پنڈ دادن خان ضلع جہلم کے ایک زمیندار اثناء عشری گھرانے میں پیدا ہوئے آپ ہی کے جد امجد دادن خان نے بزور شمشیر پنڈی داس شہر کو فتح کیا اور اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے۔ اسی مناسبت سے اس شہر کا نام پنڈ دادن خان مشہور ہوا۔

تشکیل پاکستان کا پہلا سنگ میل مہاراجہ سر محمد خان والی ریاست ہیں۔ جن کی رگوں میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا بدلہ لینے کا جذبہ موجود تھا۔ ان کے اجداد نے عزت کی موت کو ہمیشہ غلامی اور ذلت کی زندگی پر ترجیح دی۔ آپ مسلم لیگ کی واحد شخصیت ہیں۔ جن کو تین مرتبہ مسلم لیگ کا صدر منتخب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

خاندان محمود آباد کی شہرت کا اصل سبب ان کی وسیع ریاست نہیں بلکہ والیان ریاست کی فراخدلی، علم دوستی اور غریب پروری تھی مہاراجہ سر محمد علی خان کا شمار اودھ کے سب سے بڑے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے چوہدری خلیق الزماں اور مولانا محمد علی جوہر جیسے نامور لیڈروں کا بھی ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا

ان کی فیاضی رنگ و نسل اور عقیدے کی قید سے بالاتر تھی۔ موتی لال نہرو اکثر محمود آباد ہاؤس پر نظر آتے۔ فیاضی کا یہ عالم تھا کہ سب سے پہلا عطیہ ایک لاکھ روپے کا انہوں نے علی گڑھ کالج کو دینے کے ساتھ ساتھ دو سال تک پورے ہندستان کا دورہ کیا اور ایک بڑی رقم علی گڑھ یونیورسٹی بنانے کے لیے جمع کی جب تک وائسرائے کی کونسل سے علی گڑھ یونیورسٹی کی منظوری نہیں ملی اس وقت تک دم نہ لیا۔ جنوری ۱۹۲۱ میں جب یونیورسٹی قائم ہوئی تو آپ اس کے پہلے وائس چانسلر منتخب ہوئے۔

تقریریں:

شہادت سے کچھ دیر پہلے آخری خطاب

امریکا اور اُس کے حواری فلسطین سمیت ہر جگہ بمباری کر رہے ہیں، علامہ حسن ترابی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین، متحدہ مجلس عمل اور اسلامی تحریک کے رہنما علامہ حسن ترابی نے اپنی شہادت سے کچھ دیر پہلے جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن کے باہر نماز جمعہ کے بعد متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام "یوم یکجہتی فلسطین" کے سلسلے میں ہونے والے بڑے احتجاجی مظاہرے سے خطاب کیا تھا۔ یہ ان کی زندگی کا آخری خطاب تھا مظاہرے سے دیگر سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

علامہ حسن ترابی نے اپنے خطاب میں کہا کہ

"آج فلسطین پر بمباری کی جارہی ہے

اسلام پر بمباری کی جارہی ہے اور

یہ بمباری امریکہ اور اُس کے حواری کر رہے ہیں

مگر مسلمان حکمران مسلمانوں کے قاتلوں سے ہاتھ ملاتے ہیں"

انہوں نے کہا کہ" حماس کی آواز ہماری آواز ہے

پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے"

اُنہوں نے کہا کہ

ہم امن پسند لوگ ہیں

نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اور

ظلم کے خلاف جہاد کرتے ہیں لیکن

امریکا اور برطانیہ کی نظر میں یہ انتہا پسندی ہے اگر

یہ انتہا پسندی ہے تو

ہم انتہا پسندی کرتے رہیں گے۔

اُنہوں نے کہا کہ

”بے حجابی، عریانی اور فحاشی کو بڑھانے کی کوشش ہو رہی ہیں اور

ہمیں غیر ضروری باتوں میں اُلجھایا جا رہا ہے“

اُنہوں نے کہا کہ

”مفتی نظام الدین شامزئی اور مفتی جمیل سمیت کئی علماء دین کو دن دھاڑے شہید کر دیا

گیا مگر آج تک کسی ایک شہید کا قاتل نہیں پکڑا گیا“

اُنہوں نے کہا کہ ”حکمراں سن لیں

ہم پُر امن لوگ ہیں اور ہمیشہ پُر امن رہیں گے“

انتہا پسندوں کے مقابلے میں امن کی دعوت دیتے رہیں گے“

اُنہوں نے کہا کہ

”ملک و قوم کی بقاء امت مسلمہ کے اتحاد میں ہے

نفرتیں پھیلانے والے ہمارے دشمن ہیں

ہمیں ان کے خلاف جہاد جاری رکھنا ہے“

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

۱۲ دسمبر ۲۰۰۳

شہید حمید علی بھوجانی ہال میں کل سندھ شیعہ علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ "بنیادی بات یہ ہے کہ مولا سید الشہداء امام حسینؑ" نے ۶۱ھ میں اعلان کیا تھا
مجھ جیسا تجھ جیسے کی بیعت؟! ۔ اس وقت سے لیکر آج تک
جو پیرو حسینؑ، فرزند حسینؑ ہے اُن سے ہمیشہ بیعت طلب کی گئی ہے۔
انہوں نے بیعت نہیں کی یا تو زنداں میں رہے
یا شہید کردیے گئے۔ اور آج بھی یزید وقت میں فرزند حسینؑ سے بیعت مانگی ہے
اگر وہ بیعت کرتے تو زنداں میں نہ جاتے
آج بہانہ کچھ اور ہے اندر کچھ اور ہے بہانہ قتل کا کیس ہے
جس کا اب تک ملزم سے کوئی سوال نہیں کیا گیا
اُس کے نام پر گرفتار کر کے اُن سے قاتلوں کے لیے عام معافی مانگی جارہی ہے
لگتا ہے کہ شعیوں کے قاتلوں کے وارث سپاہ صحابہ نہیں موجودہ حکومت ہے
اس کے ساتھ ساتھ ناموس صحابہ بل جس کو دوبارا اسلامی نظریاتی کونسل نے رد کیا ہے
جو نہ شرعی ہے نہ قانونی ہے نہ اخلاقی ہے اُسکو ماننے کا مطالبہ کیا جارہا ہے
عجیب صورتِ حال کا ہمیں سامنا ہے ایک طرف حکومت یہ کہتی ہے احترام نبوت کی جو سزا ہے وہ زیادہ ہے کم کیا جائے حدوٗد کی سزائیں زیادہ ہیں کم کیا جائے
ایک طرف ان قرآنی سزاؤں کو غیر انسانی قرار دیا جاتا ہے
اگر مزاحمت نہ ہو اُمتِ مسلمہ کی طرف سے تو ایسا کر گزرے

دوسری طرف غیر معصوم افراد کے حق میں اگر کوئی منفی جملے کہے

اُسکی سزا ۱۴ سال کرنے پر اصرار ہے یہ پاکستان کسی کے باپ کی جاگیر نہیں

کسی کی ملکیت نہیں ہے اس پاکستان کی تعمیر میں سنی مسلمانوں کے ساتھ

آل محمدؑ کے ماننے والوں نے بھی قربانی دی ہے

آج بھی پاکستان ہمارے دم سے ہے ہم ان حرکتوں کو غیر اخلاقی، غیر اسلامی اور

پاکستان کے خلاف سازش سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ملت آل محمد قطعاً دباؤ کے اندر کسی بھی

ایسے مطالبہ کو قبول نہیں کریگی جو غیر منطقی ہو۔ میرے قائد نے اپنی خاندان کو بلا کر کہا

جب وہ لاک اپ میں تھے بیٹا عون ان مطالبات کو ماننے سے زیادہ آسان ہے کہ

تیرا باپ پھانسی کے فار پر دستخط کردے اُن کو ہر حالات کے لیے آمادہ کر رکھا ہے۔

یہ اُن کے جذبات ہیں اور ہمارے جذبات ہیں کہ وہ ہمارے قائد ہیں۔

وہ ہمارے عالم ہیں ، ملت آل محمدؑ کے سپاہی ہیں۔

ہم اُن کو لاوارث نہیں چھوڑیں گے۔ ہم منطقی انداز میں اپنی آواز پہنچا رہے ہیں۔

ہماری آواز نہ سنی گئی تو ، اس کے بعد جیلوں کو بھرنا ہوگا۔

اگرچہ آج جیلیں سیاسی ہیں۔

جس ماتم کو تم امام بارگاہوں میں روکنے کی باتیں کرتے ہو۔

انشاءاللہ اُس ماتم کو ہم زندانوں تک لے جائیں گے۔

یہ تمام سزائیں کیوں دی جا رہیں ہیں کہ ہم نے امت مسلمہ کی وحدت کے لیے۔

پاکستان میں جاری ایجنسیوں کی منصوبی شیعہ سنی جنگ کو روکنے کے لیے

متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر فعال کردار ادا کیا۔

آج دیوبندی۔ بریلوی۔ سنی، شیعہ سب کے سب متحدہ ہیں وہاں
اگر (علامہ) ساجد نقوی سنی کے دشمن ہوتے۔ تو قاضی (حسین احمد)
(مولانا) فضل الرحمٰن حمایت نہ کرتے
(علامہ) ساجد میر حمایت نہ کرتے ، (مولانا) نورانی حمایت نہ کرتے۔
اس حوالے سے جو راستہ اتحاد کا ہے۔ اخوت کا ہے، حق کا ہے ، وہ راستہ
محمدؐ کا ہے، علیؑ کا ہے ، حسنؑ کا ہے، حسینؑ کا ہے۔
امام امت امام خمینیؒ کا ہے ، عارف شہید قائد کا ہے۔
اس راستے کو ہم قطع نہیں کریں گے
ہر مصیبت برداشت کریں گے ، ہر طرح کی قربانی دیں گے اور
انشاءاللہ یہ قافلہ اسی راستے پر رواں دواں رہے گا۔
اس موقعہ پر میری دعوت ہے ، ملت کو اُن تمام افراد کو
جو ناراض ہیں، جن کو شکائتیں ہیں لوگوں سے،

خدارا!

اس موقعہ پر ان تمام شکایتوں کو چھوڑ کر
آیئے یکجا ہو جائے ، (علامہ) ساجد نقوی فرد نہیں ہے۔
ملت آل محمدؐ کا سپاہی ہے ، کوئی قائد مانے یا نہ مانے سپاہی تو مانتے ہیں
دشمنوں کے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص ، علامہ ساجد نقوی کی ذات ہے۔
اگر اُن کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے تو پھر ، پاکستان میں کوئی ادارہ نہیں بچ سکتا ہے۔
کوئی مومن نہیں بچ سکتا ہے ، ملت نہیں بچ سکتی ہے

آج یہ جنگ (علامہ) ساجد نقوی کی رہائی کی نہیں

ملت آل محمدؐ کے حقوق کی جنگ ہے تو

آیئے میری دعوت ہے تمام لوگوں کو ، تمام ساتھیوں کو، تمام دوستوں کو،

تمام علماء کو، جو آج یہاں نہیں پہنچ سکے

آیئے

ہاتھ میں ہاتھ دیے، بیٹھ کر بات کیجئے ، ہر موضوع پر بات ہو سکتی ہے۔

ہم نے ہمیشہ وردی کا احترام کیا ہے ، کب تک، جب تک

وردی ہمارے عقیدے میں حائل نہ ہو اگر وردی ہمارے عقیدے میں حائل ہو جائے

ہماری عزاداری کی راہ میں پتھر بن جائے ، ہم وردی کا احترام نہیں کریں گے

میری آپ سے گزارش ہے، تشریف لایئے

مرکزی سطح پر شیعہ علماء کونسل بن چکی ہے ، سندھ میں بھی بن چکی ہے

جس کی دعوت پر آپ تشریف لائے ہیں اور

کیونکہ کام کو آگے بڑھانا ہے ، ہمارا دشمن نادان ہے، کینہ پرور ہے

ناسمجھ ہے، اگر دشمن سمجھدار ہوتا ، اس حوالے سے ہمیں، ہر آن، ہر لمحہ

اپنے آپ کو متحرک رکھنا ہے ، اپنے عوام تک یہ بات پہنچا دیں

تاکہ کسی بھی وقت اگر ، مرکزی شیعہ علماء کونسل نے کال دی

جیل بھرنے کی ، احتجاج کرنے کی

کسی قربانی کی ، ہر لمحہ اپنی عوام کو آمادہ رکھیں

ہر اچھے بڑے حالات کے لیے" (وڈیو ریکارڈنگ سے منتقل کی)

۲۰۰۱ء

خراسان میں مجلس سے خطاب:۔

لوگ سوچتے بھی ہونگے کہ کب تک یہ سلسلہ چلے گا

اور لوگ پوچھتے بھی ہیں ہر اجتماع میں کھڑے ہو کہ

کب تک لوگ شہید ہوتے رہیں گے یقیناً جو لوگ بھی یہ سوال کرتے ہیں

وہ تاریخ آل محمدؐ سے ناواقف ہیں مکتب آل محمدؐ جو آج یہاں تک پہنچا ہے تو

شروع سے لے کر تمام تر زور، تمام تر جبر

تمام تر حکومتی قوتیں مکتب آل محمدؐ کے ماننے والوں کے خلاف

استعمال ہوتی رہیں دنیا کے تمام زر و خزانہ

مکتب آل محمدؐ کے خلاف کام کرنے والوں کی سرپرستی کرتے رہے

دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں نے مکتب آل محمدؐ کے قاتلوں کی سرپرستی کی

اور کوئی دور ایسا نہیں، تشیع اور اسلام کا سب سے سنہرا دور

پیغمبر کا دور، پیغمبر کے بعد علیؑ کا دور

سب سے زیادہ شیعہ، سب سے زیادہ مکتب آل محمدؐ کے ماننے والے

سب سے زیادہ علیؑ سے محبت کرنے والے، خود زمانے علیؑ میں قتل ہوتے رہے

علیؑ اتنی طاقت و قوت و شجاعت کے باوجود

اپنی اُس بے مثال ہمسر کو، زوجہ کو جن کا نام فاطمہ بنت محمدؐ

ان کی ذات مقدس، ان کا در مقدس

اس درکو بھی بچانہ سکے، امام حسنؑ کا دور
امام حسینؑ کا دور، تسلسل ہے آج کا دور بھی
ہر طاقت ور چیز نے ہمیشہ مکتب آل محمدؐ کے خلاف کام کیا
ہر حکومت نے آل محمدؐ کے قاتلوں کی سرپرستی کی،
وہ حکومت سن ۶۱ ھجری ہو چاہے آج کی ہو
لیکن کمال ہے تشیع کا، زندان بھرا ہوتا تھا آل محمدؐ کے ماننے والوں سے
ان کے صبر و تحمل کو دیکھ کر، زندان فریاد کرتا تھا
کوڑے آل محمدؐ کے ماننے والوں کا مقدر ہوتے تھے،
کوڑے فریاد کرتے تھے۔، امتیاز کیا ہے۔
تمام تر جبر و مظالم کے باوجود، مکتب آل محمدؐ کے ماننے والوں میں
سلمانؓ ہوں بوذرؓ ہوں عمارؓ ہوں یا، آج کا ڈاکٹر اسدر ضا بخاری ہو
رضا مہدی ہو، رضا بیرانی ہو
ایک ہی آواز آتی تھی مظالم کے بعد، نہیں نہیں ہم ظالم کو نہیں مانے گئے
یہ امتیاز ہے ہمارا، جب تک نہیں کا نعرے لگتا رہے گا
حسینؑ قاتل ہوتے رہیں گے، جب تک تم حق پر چلتے رہو گے
تسلسل جاری رہے گا قربانی، لیکن لوگ چلتے رہے گھبرائے نہیں
کم تھے محدود تھے، آج الحمد اللہ یہ بھی یقین ہے کہ
مکتب آل محمد علم و معرفت کا مکتب ہے، جتنا انسانی ذہنی ارتقاء کا سفر آگے بڑھے گا
اُتنا آل محمدؐ کے ماننے والوں پر آل محمدؐ کی تعلیمات روشن ہو گئیں

آنے والا دور تمام تر مظالم کے باوجود، تمام تر صبر کے باوجود

آلِ محمدؐ کے ماننے والوں کا ہوگا، جوش نے مذاق میں نہیں کہا تھا کہ

''انسان کو بیدار تو ہو لینے دو، ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ''

لہٰذا یہ قتل یہ گولیاں یہ فائر، ہماری ناتوانی کی دلیل نہیں بلکہ

ہماری طاقت و جبروت کی علامت ہے، دشمن آج بھی لشکری قوت رکھنے کے باوجود

صاحب حکومت ہونے کے باوجود، صاحب طاقت ہونے کے باوجود

اگر خوف زدہ ہے کسی سے تو، مکتب حسینیؑ سے خوف زدہ ہے

علیؑ کا مائے کمال سب بڑا کمال ہے ہمارے مکتب کا کمال کیا ہے

اُن حالات میں، حکومتیں، سرکار بااثر قوتیں

معاشرے کے مخیّر لوگ، معاشرے کے شرفاء

زمانے کے لوگ، سب کے سب خلاف ہونے کے باوجود علیؑ کا

راستہ اختیار کرنا، ہماری مکتب کا کمال ہے

علیؑ اتنا تنہا کہ، بیاباں میں جا کے

اپنا درد سناتا ہے، اُن کا درد سننے والا کوئی نہیں

کتنے لوگ، کہتے ہیں سات لوگ تھے، جو مکتب علیؑ کے مخلص تھے

کون تھے وہ لوگ، کوئی غلام تھا، کوئی حبشی کا بیٹا تھا یا تو، کوئی ایرانی تھا

قابل ذکر وزیروں میں کوئی نہ تھا، الحمد اللہ آج

مسلمان کا مکتب، عمار کا مکتب

چہاردانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے، آج اشہد ان علی ولی اللہ

کی آواز سے کوئی خطہ خالی نہیں ہے اور اس پر یقین رکھتے ہیں

اور کسی نے کہا تھا کہ، جب چاند جاؤ گے تو کیا لے کر جاؤ گے

ہم چاند پر حسینی غم لے کر جائیں گے،

عباس نامور کا علم لے کے جائیں گے (نجم آفندی)

دنیا کے گلوب (نقشہ) پر انشاءاللہ علیؑ کی ولایت کی حکومت ہوگی

مظالم ہیں، یہ سلسلہ ہے

وہ پوری عبادتیں جو آپ کرتے ہیں، زیارت عاشورا آپ پڑھتے ہیں

واقعات کربلا کو آپ پڑھتے ہیں، روتے ہیں

رونا دیکھیں الفاظ سے محبت کرنا کہ

میں آنسو کے ذریعے، الفاظ نہیں ہیں

تحریر نہیں ہیں، آنسو کے ذریعے اپنی محبت کا اظہار کرنا

ہماری عوام، تمام تر مشکلات کے باوجود

آل محمدؐ سے محبت کرتے ہیں، اپنی ہر شے

آل محمدؐ کے لیے حاضر کرتے ہیں، باز دفعہ جیبیں سے زیادہ

جیب کا امتحان مشکل ہوتا ہے، لیکن آج بھی نذرات کے حوالے سے

تبرکات کے حوالے سے، غریب سے غریب ترشخص بھی

مکتب آل محمدؐ پر اپنی مالی قربانی پیش کرتا ہے، بہت اچھا ہے، مفکر نے کہا کہ

دوراستے ہیں، سوال کرتا ہوں ان تمام تر خوبیوں کے باوجود

آج مشکلات کیوں ہیں؟، پریشانی کیوں ہے؟

مایوسی کیوں ہے؟، مفکر کہتے ہیں اگر

عوام میں جذبۂ قربانی کم ہو، عوام میں ولولہ اور محبت کم ہو

عوام میں جوش کم ہو، تو عوام کی خرابی ہے

لیکن عوام اپنے اہداف سے آگاہ نہ ہو، عوام اپنی منزل سے آگاہ نہ ہو

عوام اپنے ہیرو کی معرفت نہ رکھتے ہوں، تو علماء مجرم ہیں

محبت تو ہے، ہر شخص حسینؑ سے محبت کرتا ہے

دلیل ہے جب سنا تا سید سجادؑ کے گلے میں طوق ڈالا گیا

تو تلوار نکال کر اپنے سر پر مارتا ہے، یہ تلوار کا سروں پر مارنا

یہ زنجیروں کا ماتم، یہ خواتین کا بلک بلک کر رونا

سب ثبوت ہے محبت کا، لہٰذا اس سوال کا کرنا، قدم قدم پر کھڑے ہو کے،

جتنے اعمال ہے، قدم قدم پر آپ کو زیارت عاشورا کی تلقین کی گئی ہے

ہر خوشی و غم کے بعد کہا گیا، کہ زیارت حضرت امام حسینؑ پڑھیں

ماتم داری سید الشہداءؑ کو عبادت قرار دیا گیا، کہا گیا کہ "حسینؑ کے غم میں رونا،

رُلانا اور رونے والے کی شکل بنانا، جنت کے وجب کا سبب ہے"

یہ کب کہا کتنا مجبور دور تھا،

آپ کے اور ہمارے آٹھویں امام امام رضاؑ، ولی عہد ہیں

ان کا ایک صحابی اُنکی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھے کہ امام زار و قطار رو رہے تھے۔

عرض کی مولا اس گریہ کا سبب، کہا تمہیں نہیں معلوم کہ

آج عاشور کا دن ہے، امامؑ بھی اپنے دادا کا غم کھلے عام نہیں کر سکتے

کہا مولا عاشور کے دن کیا کریں، کہا کہ رونا ہے
میرے جد حسینؑ کے غم میں رونا، رُلانا اور رونے کی شکل بنانا
جنت کے وجب کا سبب ہے، کہا جاؤ
لوگوں کو بتاؤ، کن حال میں۔ ہم نے اُس کو باندھالیا
ہم نے ان حالات کو، پس منظر کو چھوڑ دیا، اب بتادیا، جو روئے، جو رُلائے
اور جو رونے کی شکل بنائے، جنت واجب ہے، کن حالات میں
اُن حالات میں، جب امام بھی اپنے دادا کا غم منانہ پائیں
اُن حالات میں اگر
کوئی روئے، رُلائے یا رونے جیسی شکل بنائے تو اُس پر جنت واجب ہے
اس رونے کو ہم نے رونے تک محدود کر دیا، حالانکہ سب سے پہلے رونے والا عمر سعد تھا
غم حسینؑ میں سب سے پہلا ر نے والا عمر سعد تھا، اُس رونے پر تفرین کی
ثانی زہراؑ نے، جناب زینبؑ کبریٰ نے
اگر صرف رونا ثواب ہوتا نہیں عقیدے کے تحت رونا
اگر واقعہ کربلا کے اہداف سے کم حق ہو عوام، کو آگاہ کیا جاتا
یہ مشکلات نہ ہوتیں، زینبؑ کا کردار (نعوذ باللہ) ہمت نہیں لگتا ہے مجھے
جب میں میدان کربلا میں دیکھتا ہوں،
تو مجھے زینبؑ کا قد حسینؑ کے قد سے اونچا نظر آتا ہے
جتنی مشکلات حسینؑ نے برداشت کی، حضرت زینب برابر شریک
عصر عاشور کے بعد ا بے علیؑ کا پرچم

تنہا زینبؑ کے ہاتھ میں، اس زینبؑ کو کیا بنا کر پیش کیا

ایک مجبور، لاچار، غم زدہ بہن بنا کر پیش کیا، پورے ایام عزا کے مصائب میں

کبھی یہ بتانے کی کوشش نہیں کی جاتی، کہ حسینؑ کربلا کیوں آئے تھے؟

اکبر کیوں شہید ہوئے؟، عباس علیؑ کے بازو کیوں قلم ہوئے؟

سکینہ نے کیوں یتیمی کو برداشت کیا؟،

علیؑ کی بیٹی نے بازوں میں رسن کیوں قبول کی؟

تمام تر مصائب مصیبتوں کا، ہدف کوئی نہیں، کیا ہوا، روتے تو ہو

ماتم بھی کرتے ہو، لیکن ان تمام تر کے باوجود، وہ غم بھی بے ثمر،

وہ آنسو بھی بے ثمر، وہ تقریر بھی بے ثمر،

جو ہمارے اندر کربلا کے شہداء کی تڑپ پیدا نہ کر سکا،

جس کے بچوں سے لے کر بوڑھے تک، خواتین تک مسلسل

ہر خاندانی عزیز کی موت پر مصائب کربلا، سناتا ہو،

ان کربلا والوں کے عمل کو، اس یقین کے ساتھ، دعوا کے ساتھ سناتا ہے

غم کی ماری لیکن، کبھی بچی نے نہیں کہا، کہ بابا کب تک ہوتا رہے گا

کب تک مرے بھائی شہید ہوتے رہیں گے، نہیں، کبھی نہیں کہا بابا کو کہ

اطاعت قبول کر لو، پانی لے لو، وہب کی ماں غیر معصوم ہے

کبھی نہیں کہتی کہ اطاعت قبول کرو، اگر یہ سب بتایا جاتا تو، آج یہ مشکل نہ ہوتی

آج روزانہ زیارت عاشورہ پڑھنے کے باوجود، بزدلی بڑھتی چلی جارہی ہے

آج روزانہ ماتم حسینؑ کرنے کے باوجود، قوت مزاحمت

باطل کے خلاف دم توڑتی جارہی ہے، قرآن نے کہا کہ
شہادت مت چھپاؤ، گواہی مت چھپاؤ
آج بیٹے کے قاتل کے خلاف، باپ گواہ بنے کو تیار نہیں
باپ کی گواہی دینے کے لیے، بیٹے تیار نہیں
کس کربلا سے وابستہ ہم ہیں؟،ا
س کربلا میں تو ایک چار سالہ بچی سے لے کر اسی سال کا بوڑھا تک
خدا سے آنکھیں مل کر، اس یقین کے ساتھ آگئے بڑھ رہا تھا کہ
کہ ہر آنے والا تیر، میرے مقام میں اضافہ کر دے گا
سب آتے ہیں کوئی شہادت ہوئی، کیا کیا؟، کیسے ہوا؟، کب تک ہوتا رہے گا؟
لیکن اس کے بعد کبھی اُن کی شکلیں نظر نہیں آتیں، پھر کوئی شہادت ہوتی ہے
پھر وہ پہنچتے ہیں، پھر انتشار پیدا کرتے ہیں
اجتماعی کام ہے، یہ کسی کا خاندانی جھگڑا نہیں ہے
کسی کے باپ کی جائیداد کا جھگڑا نہیں ہے، یہ جھگڑا حق فاطمہ کا ہے
یہ جھگڑا حق علیؑ کا ہے، یہ جھگڑا محبت علیؑ کا ہے، آیئے اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں
سوچتے ہیں لوگ کہ، گولی کا جواب گولی سے دیں، اگر علیؑ نے ایسا کیا ہوتا
اگر حسنؑ نے ایسا کیا ہوتا، تو ہم بھی ایسا کرتے، ا
گر میرے حسینؑ نے ایسا کربلا میں کیا ہوتا، تو ہم بھی ایسا کرتے، آل محمدؐ کا راستہ
جبر کا راستہ نہیں، گولی کا راستہ نہیں، محبتوں کا راستہ ہے، پیغام کا راستہ ہے
گولی وہاں چلتی ہے، جہاں دلیل نہ ہو، یقین نہ ہو، صداقت نہ ہو

وہاں طاقت کا استعمال ہوتا ہے، طاقت فرعون کا نام ہے

طاقت یزید کا نام ہے، طاقت ابوجہل کا نام ہے

علم آدمؑ، علم نوحؑ، علم موسیٰؑ، علم محمدؐ، علم علیؑ، علم حسنؑ، علم حسینؑ،

تحریک جعفریہ پاکستان نے، اپنی ۱۶ سالہ سفر میں، جب سفر شروع کیا تو

مسلمانوں کے بارے میں بات کی، خواہ القدس کا مسئلہ

یہ مسئلہ ذاتی ہمارا نہیں، مسلمانوں کا مسئلہ، کشمیر کا مسئلہ،

مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور، رشدی (ملعون) کا مسئلہ،

اسلام اور مسلمانوں کا مسئلہ ہے،

اس پر اپنی توجہات کو مذکور کرتے ہیں چل رہے ہیں،

دہشت گردی کے باوجود، جو مجموعی فضاء ہے آج کی، فرقہ واریت کی نہیں ہے

تصور نہیں تھا کبھی کوئی، دیوبندی علماء، بریلوی علماء، اہلسنت علماء،

اہل حدیث علماء مل کر، کسی شیعہ علماء کے پیچھے، اُسکی اقتداء میں نماز پڑھیں گے

وہ حالات موجود ہیں آج، ابھی جو اتحاد بنا، چھ جماعتی مجلس عمل کے نام سے

لوگ باتیں کرتے ہیں کہ، کیا حاصل ہوگا اس سے، اس سے پہلے کیا ہوا ہے

میں کہتا ہوں نہیں، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شاہ احمد نورانی

مولانا ساجد میر،

پاکستان میں مسلمانوں کے جتنے مکاتب فکر پائے جاتے یہ لوگ اُن تمام مکاتب فکر

کے مقتدرہ اور جید راہنما ہستیاں ہیں، مل کر بیٹھے

اتحاد اسلامی نظام کے حوالے سے ہوا،

جب قاضی صاحب آپ ساتھ کھڑے ہونگے ایک مسلمان کے طور

جب فضل الرحمن صاحب آپ کے ساتھ کھڑے ہونگے

جب علامہ نورانی آپ کے ساتھ کھڑے ہونگے

اگر ایک گروہ کافر کہتے ہیں تو، سب آپ کے ساتھ کھڑے ہوکے

اس غلیظ گروہ کو رد کر رہے ہونگے، نہیں ہم ان سے اظہار برات کرتے ہیں

اسطرح اتحاد اسلامی کے ذریعے، ان ہونے والی سازشوں کو ناکام بنا رہے ہیں

سولہ سال کے اندر یقیناً ہمارے ہزاروں افراد شہید ہوئے، لیکن وہ کچھ نہ ہو سکا جو کہ

دشمن سوچتا تھا چاہتا تھا، قدم قدم پر تحریک جعفریہ پاکستان نے

ملت آل محمدؐ کا فکری دفاع بھی کیا ہے، اور جسمانی دفاع بھی کیا ہے

اور جتنا تحریک کو آپ مضبوط کریں گے، تحریک کسی فرد کا نام نہیں ہے

اس میں ہر فرد شامل ہے، جو شخص لکھ سکتا ہے وہ قلم سے

جو صاحب فکر ہے وہ فکر سے، جو بول سکتا ہے وہ آگے آ کر تحریک کو مضبوط کرے

انشاءاللہ یہ مشکل بند تو نہیں ہو سکتی، میں نہیں کہتا کہ بند ہوگا

نہیں کم ہوگا، حالات کو محفوظ کر سکتے ہیں

مانتا کون ہے، حمید بھوجانی شہید

مجھے ملے ایک ہفتے پہلے شاید، محفل مرتضیٰ میں تو

میں نے کہا کہ آپ کوئی گارڈ رکھیں اپنے ساتھ، انہوں نے کہا کہ

ہم تاجر لوگ ہیں ہمیں کون مارے گا، شہید کر دیے گئے

بارہا ہم نے مساجد والوں کو کہا ہے، کہ صبح کی نماز ہوتی ہے

کم از کم مومنین مل کر ایک گارڈ وہاں متعین کریں

مسجد پر کوئی دوسرا اندرونی گروپ حملہ کردے، تو سیکورٹی گارڈ بھی آجائے گا

غنڈے بھی آجائیں گے، محفوظ بھی بنائیں گے، کیونکہ آپس کا معاملہ ہے

لیکن اتنے لوگوں کی شہادتوں کے باوجود، ہمارے ٹرسٹی حضرات

ہمارے بانیان مساجد و امام بارگاہ آمادہ اس بات پر نہیں، کہ گارڈ رکھ کر مومنین

کو محفوظ کریں، ڈاکٹرز کو بارہا کہتا ہوں کہ،

سیکورٹی گارڈ کراچی میں ایک نارمل مسئلہ ہے، بطور شیعہ نہیں، بطور ڈاکٹر

اپنے حقوق و فرائض کو پورا کرو، نہیں، پھر اس زیارت عاشورہ کا

ان مجالس کا، ان کربلا کی تعلیمات، کیا اثر ہے ہماری زندگی پر،

اگر کوئی رشتہ دار شہید ہو گیا، تو جنازے میں پہنچا گئے، ورنہ دنیا مرتی رہے

ٹس سے مس نہیں ہوتے، پتہ ہی نہیں کہ کوئی شخص شہید ہو گیا، حالانکہ جو شہید ہوا

اُس کا جرم، اُس بے خبر انسان کا جرم، برابر ہے دشمن کے نظر میں،

وہ بھی ماتم حسینؑ کرتا تھا، جو مارا گیا، یہ بھی ماتم حسینؑ کرتا ہے،

وہ بھی محبت علیؑ رکھتا تھا، یہ بھی محبت علی رکھتا ہے، لیکن اس باوجود، کوئی اثر نہیں لیتا

کوشش ہوتی ہے جنازے کو، خاموشی سے دفن کردیں، تمام تر زور کے باوجود

آمادہ نہیں ہوئے احتجاج کیلئے، نہیں ایسا مسئلہ حل نہیں ہوگا،

ابھی ہم نے کوشش کی ہے، ہم جارہے ہیں انسانی حقوق کے اداروں کے پاس

۶۵ ڈاکٹرز کراچی میں شہید کردیئے گے

میں نے اُس دن کہا تھا گورنر صاحب کو

اندازہ کرو جس ملک کے اندر لکھا بھی تھا اور بتایا بھی تھا

کہ ریاست نے شیعہ مسلمانوں کے، جان و مال کے تحفظ سے اظہار برأت

کر دیا ہے ہمیں پتہ ہے، جتنے لوگ شہید ہوں کوئی مسئلہ نہیں

رضا پیرانی شہید ہوئے کوئی قاتل گرفتار نہیں ہوا، رضا مہدی

ورثا پیروی نہیں کرتے، اگر ورثا کوشش کریں، باز بندے گرفتار ہوئے

بلایا شناخت کے لیے، شناخت سے انکار کیا، ڈاکٹر ڈوساہ شہید ہوئے

زخمی ساتھ تھے شکل دیکھی ہوئی تھی، لیکن اپنی جان کے خوف سے

قاتل کی شناخت نہ ہو سکی، بہر حال قاتل رہا ہو گیا، مسجد خرگرین ٹاؤن میں

۱۱۶ افراد شہید ہوئے، ۲۶ خاندان متاثر ہوئے، بندے گرفتار ہوئے

کلاشنکوف برآمد ہوئی، قاتل نے اعتراف کیا، ۲۶ خاندان میں ایک بھی،

۔۔۔نہیں ہے، شناخت کرنے والا نہیں ہے، پھر تم چلاؤ گے کہ،

اتنے سالوں میں کیا کیا، تو میں کہوں گا، کچھ نہیں کیا

اکیلے ساجد نقوی حسن ترابی یا کوئی اور کچھ نہیں کر سکتا

آئیے ایک دفعہ ہمت پکڑیے، اگر حسینیؑ ہیں،

تو حسینیت بزدلوں کو بہادری عطا کرتی ہے، پیغمبرؐ نماز پڑھا کر

لوگوں کو جہاد کیلئے آمادہ کیا، لیکن میں تو اکثر نمازیوں، کو بزدل دیکھتا ہوں نماز کو بہانہ

بناتے ہیں، ان مسائل سے بچنے کا، اگر صحیح معنوں میں، پیروی کریں ہم نہ گواہی دیں،

نہ ایف آئی آر کاٹیں، نہ شناخت کریں، تو بندے کو، تو رہا ہونا، ہے

(آڈیو کیسٹ سے منتقل کی گئی)

۲۵ فروری ۱۹۹۵

سانحہ محفل مرتضٰی و سانحہ محفل ابوالفضل عباسؑ کے شہدا کے نماز جنازہ کے اجتماع سے شہید حسن ترابی کا تاریخی خطاب

"آپ کو یاد ہے نا ، وہ کیا نام تھا

مظلومیت، ایذائیں، دھوپ کی سختی ، لیکن صبر ان کا راستہ تھا

چاہے کتنے جنازے اُٹھائے ہوئے ہم چل رہے ہوں

وہ مظلومیت کا راستہ آپ کو یاد ہے نہ ، میں کہتا ہوں ۲۰ لاشے بہت بڑا غم ہے

لیکن

جن کے وابستگی کربلا سے ہو جہاں

قوتِ اسلام پر بہتر لاشے ایک باپ نے اٹھائے ہوں

ہمیشہ ہی سامنے ہے ، اُسی حسینؑ کا پیغام،

حسینؑ کی وصیت ، حسینؑ کا حکم ہمارے لیے یہ ہے

اے میرے شیعوں تمہارے لیے ، ہر زمین کربلا ہے،

ہر دن یوم عاشورہ ہے ، آج کراچی کے اندر ہر گلی میں کربلا مچی ہوئی ہے

ہر روز آل محمدؐ کے ماننے والوں کے لیے ، مسلمانوں کے لیے یوم عاشورہ ہے

ہم شکر ادا کرتے ہیں خداوند عالم کا کہ ، اس کربلا میں دو کردار ہیں

ایک یزیدی کردار، ایک حسینی کردار ، خداوند عالم نے ہمیں توفیق دی ہے کہ

ہم حسینی کردار سے ، اپنے آپ کو منسوب رکھیں

ان تمام سازشوں کا مقصد ، شیعہ اور سنی کو لڑانا ہے پاکستان میں

کراچی کے شیعہ اور سنی عہد کریں کہ ، ہم روزانہ سو لاشیں اٹھانا گوارا کریں گے

لیکن

آپس کی اخوت کو، مسلمانوں کے اتحاد کو

کبھی پارہ پارہ نہیں ہونے دیں گے"...... (نہیں ہونے دیں گے)

"ہم متحد رہ کر امریکہ اور ان کے نوکروں کے جرائم کا مقابلہ کرسکتے ہیں

اور انشاء اللہ ہمیں یقین ہے

امریکہ کی فوج آل محمدؐ کے ماننے والوں کے ہاتھوں ذلیل ہوگی۔

(مرگ برامریکہ...... مرگ برامریکہ...... مرگ برامریکہ......)

یہ پرچم عباسؑ...... یہ پرچم حسینؑ ...... یہ پرچم محمدیؐ......

یہ پرچم الوہی اور...... یہ پرچم الٰہی ہے

انشاء اللہ امام زمانہؑ کے ہاتھوں سے چار دانگ عالم پر چھا جائے گا

یہ شہداء کے لاشے رکھے ہوئے ہیں آپ کی سامنے

اب میں آپ سے عہد چاہتا ہوں ، آپ سے وعدہ چاہتا ہوں کہ

ان سے وعدہ کرو، اے شہدا اسلام

اے شہداء حسینؑ،

تم چلے گئے ، تم ہم سے پہلے چلے گئے

انشاء اللہ حسینی مقصد کی راہ میں ، ہم سب کے سب تمہاری راہ

کے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں ، (شہادت شہادت...... سعادت سعادت)

(حق کا سیدھا راستہ.......کربلا، کربلا) ، (ہے ہماری درس گاہ.......کربلا، کربلا)

آپ لوگ جائیں گے بڑے امن وامان کے ساتھ

بڑے صبر کے ساتھ...... بڑے تحمل کے ساتھ

یہ شہداء کے جنازے محترم ہیں

ان کے استقبال کے لئے آئمہ علیہم السلام تشریف لائے ہوں گے

لہذا بڑے احترام کے ساتھ ، ان جنازوں کو ان کی منزل تک پہنچائیں

واپسی میں بھی احتیاط کریں، انتظامیہ سے تعاون کریں

امن وامان کے مسائل پیدا نہ کریں

اگر مشکوک افراد نظر آئیں تو ان کو ایجنسیوں کے حوالے کریں

بس ایک مرتبہ پھر میں آپ سے وعدہ چاہوں گا

کیا حسینیت کی بقا کے لئے ، عباسؑ کے پرچم کی سربلندی کے لئے

روزانہ لاشیں اٹھاؤ گے.......... (اٹھائیں گے اٹھائیں گے)

کیا باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے...... حسینیت کی بقا کے لئے

سو لاشیں اٹھاؤ گے.............. (اٹھائیں گے اٹھائیں گے)

(سی ڈی سے منتقل کی گئی)

maablib.org

۶ جون ۱۹۹۰

علامہ حسن ترابی کا خطاب

(سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب آفتاب شعبان میرانی نے مورخہ ۶/ جون ۱۹۹۰ کو سندھ کے امن وامان کے سلسلے میں ایک کل جماعتی کانفرنس بلائی جس میں ملک کی 22 جماعتوں نے شرکت کی۔
صوبائی سرپرست وصدر حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ محمد رضا نجفی کے حکم پر مولانا حسن ترابی نے امن کانفرنس میں اپنی عظیم ملت کی بے باک ترجمانی کی)

محترم جناب آفتاب شعبان میرانی وزیر اعلیٰ سندھ

محترم شرکائے کانفرنس:۔ السلام علیکم

آج کا اجلاس امن کے حوالے سے جناب وزیر اعلیٰ سندھ نے طلب کیا ہے اس کانفرنس کو آج سے بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ بہت دیر کی مہربان آتے آتے ۔ پھر بھی میں ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خدا کرے ان کی کوششیں خلوص پر مبنی ہوں۔

محترم حضرات!

اسلام میرا موضوع سخن ہے۔ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں لیکن آج ہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں ایک دوسرے کے قاتل ہیں اور ایکدوسرے کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ رنگ ونسل اور قوم وزبان ہے۔ اگر تمام تر

وابستگی کی بنیاد صرف اور صرف رنگ ونسل اور قوم اور زبان تو کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کوئی اردو زبان والا سندھی زبان والا یا پنجابی زبان والا بھی تھا۔؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ کیا آسمانی کتب میں سے کوئی کتاب اردو یا سندھی میں سے کسی زبان میں تھی؟ نہیں! کیا صحابہ کبار میں سے کوئی ہمارے یہاں کے کسی لسانی گروپ سے ہے؟ کیا پنجتن پاک سے ہمارا حوالہ کسی لسانی حوالے سے ہے۔ یقیناً ان سوالات کا جواب نفی میں ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ ایک مسلمان رنگ ونسل اور قوم وزبان کے بتوں سے بہت بلند ہوتا ہے اگر کسی کے خیال میں قوم پرستی ہی سب کچھ ہے تو اسے ان تمام وابستگیوں سے تعلق ختم کرنا چاہیے کیونکہ محمد عربی کی زبان وہ نہیں جو آپ کی اور ہماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی وہ آپ کی ہماری زبان میں نہیں اس لئے ایسی صورت میں ہم میں سے ہر ایک کو اپنی زبان اور گروہوں میں پیغمبر تلاش کرنے ہوں گے۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا موقف وہی ہے جو اسلام کا موقف ہے۔ کہ ہمیشہ افراد بشر کے درمیان دو ہی طبقے موجود رہے ہیں، ایک ظالم اور ایک مظلوم، ایک شیطانی اور دوسرا رحمانی، ایک فرعونی اور دوسرا کلیمی، ایک نمرودی اور ڈوسرا ابراہیمی، ایک ابولہبی اور دوسرا احمدی، ایک یزیدی اور دوسرا حسینی اور یہ تقسیم ہر لسانی گروہ یا طبقے میں موجود ہے کیا جن کی زبان سندھی ہے وہ سب کے سب ظالم ہیں؟ یا کیا وہ سب مظلوم ہیں؟ نہیں زبان سندھی ہے وہ سب ظالم ہیں؟ یا کیا وہ سب مظلوم ہیں نہیں بلکہ ان میں ظالم بھی ہیں اور مظلوم بھی ہیں۔ اسی طرح کیا جن کی زبان اُردو ہے، پنجابی ہے بلوچی ہے کیا ان میں سب میں یہ دونوں طبقے موجود

نہیں اگر ہیں تو جھگڑے کا مقصد کیا ہے؟ ظالم اور قاتل کا کوئی قبیلہ نہیں ہوتا وہی صرف ظالم ہوتا ہے۔ خدا اور رسول کے واسطے ان بے مقصد اور شیطانی افکار سے قوم کو نجات دیجئے، رواداری پیدا کیجئے، ایک دوسرے کیلئے ایثار سے کام لیجئے۔ تاکہ وطن کی رونقیں پھر سے لوٹ آئیں۔

کسی صاحب نے کہا" یہ سب مکافات عمل ہے" میں ان سے پوچھوں گا یہ مکافات کا عمل صرف غریبوں کیساتھ ہی کیوں ہے؟ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس تمام شروفساد کی ڈوری کا سرا ہمارے یہاں کے جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں اور علمائے سو کے ہاتھوں میں ہے۔ اور یہ لوگ بے چارے ٹھیلے والوں مزدوروں اور معصوم بچوں کو مولی گاجر کی طرح کٹوا رہے ہیں۔

محترم سامعین!

قاتل صرف وہی نہیں جو قتل کر رہے ہیں بلکہ وہ بھی قاتل ہیں جنہوں نے یہ حالات پیدا کئے اور یہ حالت آن واحد میں پیدا نہیں ہوئے اور نہ تو ایک سال کے اندر پیدا ہوئے ہیں بلکہ ان حالات تک پہنچنے میں دس بارہ سال کا سفر طے ہوا ہے۔ سیاست اور مذہب میں تشدد کو رواج حاصل ہوا سیاستدانوں نے ہی اس ملک میں بندوق والوں کو مارشل لاء کی دعوت دی۔ ہم اور آپ ہی نے ظالموں اور آمروں کیلئے بیساکھی کا کردار ادا کیا جس کی وجہ سے آج ہر نوجوان اور ہر معصوم ذہن یہ سمجھنے لگا ہے کہ حکومت کرنے کا حق صرف بندوق والوں کو ہے۔ لہٰذا انہوں نے بندوق اٹھالی ہے۔ ہم اور (سیاستدانوں) نے ہمیشہ رہبری کے نام پر رہزنی کی ہے۔ سیاست کو ذاتی مفاد کے حصول اور اپنے تحفظ کا ذریعہ بنایا اور قوم کے نوجوانوں کو مایوس کیا۔ ہم اسی

کا پھل پا رہے ہیں۔ میرے ایک محترم ساتھی نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے۔ میں ان کے اس دعوے کی پرزور تردید کرتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ اس موضوع پر ہم سے کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت مناظرہ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بلکہ مسلمانوں کیلئے ایک فلاحی ریاست کے طور پر بنا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے جب قائداعظم نے پاکستان کی تحریک شروع کی تو تقریباً اس وقت دیوبند کے علماء کرام جن میں مولانا حسین احمد مدنی پیش پیش تھے اس تحریک کے سخت مخالف تھے۔ مولانا مفتی محمود نے کہا تھا کہ الحمدللہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔

میں اپنے محترم ساتھی سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ کیا یہ علمائے کرام اسلام کے دشمن اور مخالف تھے؟ یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان علماء کا مسلک وہ نہیں جو میرا ہے۔ اس کے باوجود ہم ہر مسلک کے علماء کا احترام کرتے ہیں۔ ان علماء کے لیے میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ انکی مخالفت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پاکستان اسلام کے نفاذ کیلئے وجود میں نہیں آیا تھا بلکہ مسلمانوں کیلئے ایک فلاحی ریاست کے طور پر بنا تھا۔ اگر پاکستان اسلام کے نفاذ کے لیے وجود میں آتا تو اس کا بانی ایک بے ریش وکیل کی بجائے کوئی مفتی یا مولوی ہوتا۔ آج میں اس موقع کو غنیمت تصور کرتے ہوئے کچھ باتیں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے بارے میں ہمارے مخالفین یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ شیعہ پاکستان مین تمام مسلمانوں کیلئے فقہ جعفریہ کا نفاذ چاہتے ہیں جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

اسلام میں عددی قلت اور کثرت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر کوئی یہ تصور کرتا ہے کہ پاکستان کو سنی اسٹیٹ یا حنفی اسٹیٹ بنائیں گے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ پرسنل لاء تو انگریزوں کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے۔ اور اسلام اس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ یہی عین وفاداری تھی۔

ہم شیعہ ہیں اور ہمیں اپنے شیعہ ہونے پر شرمندگی نہ کل تھی اور نہ آج ہے۔ کل بھی فخر تھا۔ اور آج بھی فخر ہے۔ ہم ہر مسلک کا احترام کرتے ہیں۔ اور اپنے حقوق برابری کی بنیاد پر چاہتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی امتیاز برتا گیا تو وہ دن اس ملک کیلئے بد ترین دن ہوگا۔

میرے محترم جناب قائم علی شاہ نے فرمایا کہ PPP وہ واحد جماعت ہے جس نے مارشل لاء میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ وقت وقت کی بات ہے جب حالات بدل جاتے ہیں تو انہیں اپنے علاوہ کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

حضرات! مجھے فخر حاصل ہے کہ میرا تعلق ایک ایسی ملت سے ہے۔ جو شہید پرور، باغیرت، بے باک اور آمریت کی مخالف ہے۔ اس قوم نے سب سے پہلے ضیاء الحق کی آمریت کو للکارا جس کے نتیجے میں صرف کراچی کے اندر میری ملت کے غیور نوجوانوں کو 4735 کوڑے مارے گئے۔ جبکہ اس وقت آپ میں بہت سے رہنماء اپنی پارٹی سمیت اسکی کاسہ لیسی کر رہے تھے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے ہر کوڑے پر ضیاء الحق مردہ باد کے نعرے لگائے۔

محترم شاہ صاحب! جب ہم کوڑے کھا رہے تھے، آپ کے بہت سے ساتھی مجھوتہ: ...ت: ...شں کر رہے تھے۔ مجھے فخر ہے کہ میری ملت کے کسی کمزور ترین فرد نے

کبھی کسی معافی نامے پر دستخط نہیں کیے۔ لالوکھیت میں اس آمر نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ اس غیرتمندی کی یہ سزادی کہ پانچ سومکانات جلاکر راکھ کردیے۔ دس افراد شہید ہوئے گیارہ مسجدیں منہدم کی گئیں۔ ان کی بے حرمتی کی گئی جس کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔

مسجد کسی بھی مسلم فرقے کی ہو۔ خدا کا گھر ہے۔ کیا مسجدوں کی بے حرمتی کرنے والا مسلمان رہتا ہے۔ بات اسی پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں قرآن کریم کے نسخے جو مسجدوں اور گھروں میں رکھے ہوئے تھے شیعہ قرآن کہہ کر پاؤں تلے روندے گئے اور متعدد نسخے جلائے گئے۔

میں آپ تمام سیاستدانوں سے پوچھتا ہوں آپ کے انسانی حقوق کے منشور کا کیا ہوا؟

آج بھی ہماری مسجد واقع فریئر روڈ پر غیرقانونی طور قبضہ کیا گیا اور مسجد منہدم کر کے اس جگہ بیت الخلاء بنایا گیا اور بنانے والے اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں

کیا تم میں سے کوئی ہے جو ہمیں ہمارا حق دلادے۔

خانہ خدا کے تقدس کو بحال کرے۔ نہیں!

تم بے ہمت ہو، بزدل ہو،

تم خود فرقوں میں بٹے ہوئے ہو تمہارے ذاتی مفاد ہیں

اگر تم نے کسی ظالم کیخلاف کچھ کہا تو تمہارے مفادات کا خون ہوگا۔

آپ خاموش رہے

انصاف کا خون ہوا

انسانیت کا خون ہوا، آپ خاموش رہے۔

تمہاری اس مجرمانہ خاموشی نے نئی نسل کو کلاشنکوف پکڑنے پر مجبور کیا۔

اللہ کی رحمت ہو ملتِ مظلوم پر

جس کا میں ایک ادنیٰ فرد ہوں

اس ملت نے ہر ظلم کا مقابلہ مظلومیت کیساتھ کیا۔

اس کا کوئی فرد نہ بکا۔ گولیوں کی بوچھاڑ میں

ہم نے مظلوم کربلا کی عزاداری کو جاری رکھا ہوا ہے

سندھ میں دس مجرم کو عزاداری کے جلوس پر کلاشنکوف سے حملہ ہوتا ہے

14 آدمی پکڑے گئے جن سے 11 کلاشنکوف برآمد ہوئے

تین دن کے بعد اس وقت کے وزیر اعلیٰ

جناب قائم علی شاہ صاحب کے حکم سے مجرم رہا اور کلاشنکوف واپس ہوئے

11 ربیع الاول کو کھارادر میں

بے گناہ لوگوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے

مسجد کے دروازے توڑے جاتے ہیں۔

جب شرپسندوں کے چہرے کھلے تو معلوم ہوا کہ

PPP کے ایک رہنماء جلوس کی قیادت کر رہے تھے

اورانہوں نے مشہور بدمعاش حنیف کھوسو کو کلاشنکوف مہیا کی تھی۔

محترم وزیر اعلیٰ!

ان تمام ظلم وخیانت کے تسلسل کو باقی رکھنے کیلئے ہم نے قربانی نہیں دی تھی

اب بھی موقع ہے خدارا سدھر جائیے

محترم حاضرین!

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے تمام گھوڑے امریکن ہیں

اور امریکہ ملک عزیز کے حالات خراب کر کے ہمیں

کبھی فرقوں کے نام پر اور

کبھی قومیتوں کے نام پر لڑوا کر

کمزور کر دیتا ہے اور اس ملک کو اپنی مضبوط کالونی بنانے کی فکر میں ہے

آئیں!

ہم سب مل کر عہد کریں کہ اس ملک میں بڑے شیطان (امریکہ) کے مفادات پر کاری ضرب لگائیں گے تاکہ اسے آئندہ للچاتی ہوئی نظروں سے ہماری طرف دیکھنے کی جرات نہ ہو۔

(تحریک کی جانب سے شائع کردہ)

خطوط

(سانحہ مسجد امام بارگاہ علی رضاؑ کے موقعہ پر ۴ جون ۲۰۰۴ کو صدر کے تعزیتی ٹیلی فون کے جواب میں تحریر کیے جانے والے خط کے مکمل متن کا اردو ترجمہ)

بخدمت جناب جنرل پرویز مشرف صاحب صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب عالی! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہونگے۔ دیگر وطن عزیز مملکت خداداد پاکستان بالعموم اور شہر کراچی بالخصوص پاکستان دشمن داخلی اور خارجی قوتوں کی سازشوں کے باعث جسطرح دہشت گردی سے دوچار ہے اسکی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ راولپنڈی میں آپ پر قاتلانہ حملہ، کوئٹہ میں نماز جمعہ کے وقت خودکش بم دھماکہ اور عاشورہ کے جلوس میں خونریزی کے بعد کراچی میں مسجد حیدری، مسجد و امام بارگاہ امام علی رضاؑ میں بم دھماکے، مفتی شامزئی کا قتل، امریکن کلچرل سینٹر، ضمنی انتخابات کی خونریزی، کور کمانڈر کراچی کے قافلے پر حملہ سمیت دیگر واقعات میں سینکڑوں بے گناہ شہری اور سکیورٹی اہلکار دہشت گردی اور بربریت کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

کراچی میں حالیہ دنوں میں دو مساجد دھماکے میں زمین بوس ہوگئیں، جن میں مجموعی طور پر ۵۵ نمازی حالت نماز میں شہید کر دیئے گئے اور اتنے ہی زخمی اس وقت بھی مختلف ہسپتالوں میں تشویشناک حالت میں زیر علاج ہیں اس افسوسناک صورتحال اور کربناک مصیبت کے موقع پر اظہار تعزیت اور امن و بھائی چارہ کے قیام و فروغ کیلئے آپ نے خصوصی طور پر فون کیا تھا جس کیلئے ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہیں اور آپ کی خدمات اور جذبات کی قدر کرتے ہوئے فون پر اٹھائے گئے مخصوص

نکات کی یاددہانی اور عملدرآمد کی اپیل کے طور پر تحریری شکل میں آپ تک پہنچا رہے ہیں اُمید ہے کہ آپ ان نکات اور گذارشات پر خصوصی توجہ اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں گے۔ میں نے فون پر آپ کی توجہ مندرجہ ذیل نکات اور گذارشات کی طرف مبذول کرائی تھی۔

۱) وطن عزیز میں عدلیہ کا کردار:

عدلیہ مملکت و ریاست کا ایک اہم ستون اور ہر قسم کی دہشت گردی ولاقانونیت اور جرائم کے خاتمے کیلئے سب سے اہم اور بڑا ادارہ ہے، لیکن بدقسمتی سے اس محکمہ سے وابستہ توقعات آج تک پوری نہیں ہوسکیں، کتنے بڑے بڑے اشتہاری مجرم پکڑے گئے لیکن ہر بار سینکڑوں قتل و دہشت گردی کے اعتراف اور مزید قتل کی برملا دھمکیوں کے باوجود معزز عدالت کی طرف سے سال یا دو سال کے اندر اندر خفیہ ڈھیل اور دباؤ کے بل بوتے باعزت رہا اور بری کردیے جاتے رہے ہیں۔

کراچی سمیت پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں عدلیہ کے پاس ایسے ہزاروں کیس موجود ہیں، ہماری عدالتیں خاندانی دشمنی میں قتل کرنے والے قاتلوں کو تو پھانسی پر چڑھا دیتی ہیں لیکن درجنوں معصوم انسانوں کا خون بہانے والے اشتہاری مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا تیں، بلکہ مساجد و امام بارگاہوں کو خون سے رنگین کرنے والوں کو باعزت بری کردیا جاتا ہے اس طرح دہشت گردوں کی بیخ کنی اور حوصلہ شکنی کی بجائے عدلیہ کی طرف سے حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی کی جو فضا اور ماحول ہمارے ہاں موجود ہے اسکو ختم کرتے ہوئے عدلیہ کے نظام اور سسٹم کے ٹھیک

کئے بغیر دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ہے اس سلسلے میں آپ چیف جسٹس آف پاکستان سے ان دہشت گردوں کی تفصیلات، کوائف اور ریکارڈ طلب کر سکتے ہیں اور تا حال انکو کیفر کردار تک نہ پہنچانے کی وجوہات اور اسباب معلوم کر سکتے ہیں۔

۲) بین الاقوامی و بیرونی کے ساتھ داخلی سطح پر توجہ دینے کی ضرورت:

جناب والا! آپ کی توجہات 9/11 کے بعد بین الا ن اور خارجی امور اور معاملات پر مرکوز ہیں اسلئے ہم گزارش کریں گے کہ بیرونی اور بن الاقوامی دہشت گردی کے ایشوز اور معاملات پر مرکوز توجہات میں سے تھوڑا حصہ اندرونی و داخلی دہشت گردی کے معاملات کی طرف دیں تاکہ دہشت گردی کی داخلی فضا اور لہر کا خاتمہ ہو سکے۔ قوی اُمید ہے کہ آپ کی ذاتی دلچسپی اور Persor al نگرانی کی صورت میں اندورنی دہشت گردی کی بلا اور عذاب سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔

۳) ایماندار سکیورٹی افسران خود عدم تحفظ کا شکار ہیں:

وطن عزیز میں دیانتداری سے فرائض انجام دینے والے سکیورٹی اہلکار اور افسران بالا خود عدم تحفظ کا شکار ہیں انکی حفاظت Safety کیلئے کوئی انتظام موجود نہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ دہشت گردی اور لاقانونیت کے قلع قمع پر مامور سکیورٹی فورسز کے دیانتدار اور ایماندار افسران اور اہلکاروں کیلئے دہشت گردوں کی گرفتاری اور انکو ٹھکانے لگانے کے بعد جو جانی خطرات لاحق ہوں انکو دور کرنے کے لیے انتظامیہ اور اقدام کیا جائے، ان میں پائے جانے والے احساس عدم تحفظ کا خاتمہ کیا جائے تاکہ یہ لوگ بغیر کسی خوف و خطر کے چاک و چوبند طریقے سے اپنے فرائض

انجام دے سکیں۔

۴) کراچی انتظامیہ کی یرغمالی ہے:

کراچی میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور عوام میں پائے جانے والے احساس محرومی واحساس عدم تحفظ اور اشتعال انگیزی کا اصل سبب یہ ہے کہ یہاں عدلیہ سے عدل وانصاف نہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامیہ خود سیاسی جماعتوں اور بااثر شخصیات کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہے۔ سندھ حکومت میں شامل اتحادی جماعتیں انتظامی اداروں پر بہت زیادہ اثر انداز ہورہی ہیں دیانتدار اور ایماندار افسران کی بجائے اپنی اپنی پسند اور تابعداری کرنے والوں کو پوسٹ کرنے کا سلسلہ زوروں پر ہے انتظامیہ سیاسی جماعتوں میں منقسم ہیں، چنانچہ انتظامی وسکیورٹی افسران کا محور ومرکز ریاست ومملکت نہیں بلکہ اپنی پوسٹنگ، اور تعیناتی میں کردار ادا کرنے والی پارٹیاں اور شخصیات ہیں لہٰذا اس بدترین فضا اور اس سلسلے کو روکا جائے۔ اگر گورنر اور وزیر اعلیٰ سے بالاتر ہو کر ریاست اور مملکت کو محور قرار دیتے ہوئے انتظامیہ کام کرے گی تو بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

۵) دہشت گردوں کی نیٹ ورک کا خاتمہ:

ہم سالہا سال سے مطالبہ کرتے آرہے ہیں کہ اسلام کے نام پر سادہ لوح عوام کو برین واش کر کے ثواب اور جنت میں جانے کی خوشخبری سنا سنا کر قتل ودہشت گردی پر آمادہ کرنے والوں، انکے ادارے اور سرپرستوں کا نیٹ ورک موجود ہے جس سے حساس ریاستی ادارے بخوبی آگاہ ہیں: یہ ادارے اور لوگ شیطان کی مائیں

ہیں جب تک ماں ہے ایسے شیطانوں کو جنم دیتی رہے گی۔ لہٰذا انکا نیٹ ورک توڑا جائے۔

۶) شہداء اور معذوروں کا مسئلہ:

مساجد و امام بارگاہوں میں شہید اور زخمی ہونے والوں کے متعلق میں نے آپ سے فون پر عرض کیا تھا کہ جو بری معذور اور ناکارہ ہو چکے ہوں انکے گھر کے کسی فرد کو کسی محکمہ میں مستقل ملازمت دیکر گھر کی کفالت کا بندوبست کیا جائے اور اگر وہ شہید اور معذور گورنمنٹ ملازم نہ ہوں تو انکو خاطر خواہ اور نا قابل معاوضہ دیا جائے تاکہ انکے گھروں کا چولہا جل سکے اور شہداء کیلئے ایک لاکھ کی بجائے پانچ پانچ لاکھ روپے معاوضہ ادا کیا جائے آپ کی طرف سے وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق صاحب اظہار تعزیت کیلئے کراچی میں میرے گھر آئے تو انہوں نے اس اہم نکتہ کو نوٹ کرتے ہوئے عملدر آمد کی یقین دہانی اور وعدہ کیا تھا۔

۷) مذہبی قتل و غارتگری:

مملکت خداداد میں جو کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے علماء اور عوام کے ساتھ ہو رہا ہے، اسکا فرقہ واریت یا شیعہ سنی منافرت سے کوئی تعلق نہیں ہے شیعہ سنی ایک ہی جسم کے دو بازو ہیں جو باہم متحد و متفق اور ایک دوسرے کے تمام دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں اس سلسلے میں آپ نے مفتی شامزئی صاحب کے المناک شہادت کے بعد دیئے گئے میرے بیان کو سراہتے ہوئے فون پر اتحاد و بھائی چارہ کی فضا کیلئے اسے اہم قرار دیا تھا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ داخلی و خارجی دشمنوں کی لاکھ کوششوں اور سازشوں

کے باوجود مملکت خداداد میں شیعہ سنی میں کبھی پہلے جھگڑا تھا اور نہ آج ہے یہ صرف ایک مخصوص ٹولہ اور گروہ کی گھناؤنی حرکت اور کاروائی ہے جو نا سمجھ یا تنگ نظر اور جاہل ہیں اس گروہ کے کرتوتوں اور دہشت گردانہ کاروائیوں کے بارے میں حساس ریاستی ادارے سمیت عدلیہ باخبر ہیں لہٰذا ایک گروہ کی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کو فرقہ واریت یا سنی شیعہ جھگڑے کا نام نہ دیا جائے بلکہ جن نا سمجھ جاہلوں کی وجہ سے اسلام و پاکستان بدنام ہو رہے ہیں انکو قرار واقعی سبق اور سزا دی جائے۔

آپ کا اسلامی بھائی

علامہ حسن ترابی

۱۵ جون ۲۰۰۴ء

اے۔۵۹ عباس ٹاؤن ابوالحسن اصفہانی روڈ، کراچی

(۲۰۰۰ء میں علامہ حسن ترابی کی جانب سے کور کمانڈرز، ممبرانِ نیشنل سیکورٹی کونسل، وفاقی وصوبائی وزراء، گورنرز چیف جسٹس آف پاکستان، چیف جسٹس آف ہائی کورٹس، وفاقی اور صوبائی ہوم سیکرٹرز، صوبائی آئی۔جی پولیس اور ڈویژنل کمشنرز سندھ کو ارسال کیے جانے والے "امن فارمولے" کا مکمل متن کا اردو ترجمہ)

امن فارمولہ

وطن عزیز پاکستان جو فلک اسلام پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر شمار ہا ہے، نہ صرف پوری دنیا کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہے بلکہ اسلام اور مسلمین کی کامیابی کے لیے مختلف زاویوں اور مختلف عناوین کے تحت مساعی کے ساتھ ایک پر امن ایٹمی

قوت بن کر نئے عزم و ارادہ اور شان و شوکت سے منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ امن و اخوت اور وحدت و یکجہتی کے اس دیس میں عالم اسلام کے تمام مکاتب فکر کے پیروکار اپنے عقائد پر کاربند رہتے ہوئے باہمی رواداری کے ساتھ اسلام کی نصرت کا سبب بن رہے ہیں۔ ارض مقدس کے استحکام کے لیے معاشی، معاشرتی، دینی، اخلاقی سیاسی اور عالمی لحاظ سے یہاں بسنے والے تمام شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اولیاء، صوفیا، مشائخ اور دیگر نظریات کے حامی باہم متحد ہیں۔ اس سفر میں پانچ دہائیاں گزر چکی ہیں۔ آج جب ہم پاکستان کے قیام کے ۵۳ واں سالگرہ کا جشن منا رہے ہیں۔

ہمیں درج بالا تمام حقائق کے ساتھ اسلامی اور پاکستانی معاشرے میں موجود ان ناسوروں کا بھی ذکر کرنا ہوگا جن کے سبب اسلام کی مضبوط بنیادوں کو کھوکھلا کرنے، مختلف مکاتب کے درمیان نفرت ایجاد کرنے، مسلمانوں میں باہمی تفرقہ بازی کو ہوا دینے، مذہب کے نام پر دہشت گردی کو فروغ دینے، بھائی کو بھائی کا گلا کاٹنے پر اکسانے، ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اسلام دشمن قوتوں کے اثر و نفوذ کو بڑھانے جیسی سازشوں کی تکمیل ہو رہی ہے۔

جناب عالی! پاکستان کے قیام سے اب تک کبھی بھی پاکستانی عوام نے فرقہ، گروہ، مسلک اور عقیدہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کا خون نہیں بہایا اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے لیکن گزشتہ کئی سالوں سے اسلام دشمن استعماری قوتوں کی شہ پر وطن پاک میں چند فتنہ پرور مذہبی دہشت گرد گروہوں نے مراحب اور فروعی اختلافات کو ہوا دے کر پاکستانی عوام کو قتل و غارت گری کی خونی آگ میں جھونک دیا اور نوبت

یہاں تک پہنچی کہ آئے روز لاشوں کے انبار نظر آنے لگے۔

"گزشتہ ڈیڑھ دہائی (۱۵ برس) سے فرقہ واریت کے نام پر دہشت گردی جس تسلسل کے ساتھ ہو رہی ہے اس سے نہ صرف پاکستان بلکہ پاکستان سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو انتہائی کرب و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس دہشت گردی کے عوامل و اسباب اور علل و عوارض پر ان ۱۵ سالوں میں کئی بار مختلف تنظیموں، شخصیات، افراد کی طرف سے ان کا موقف آتا رہا ہے۔ دہشت گردی کے اس طوفان کے تدارک کے لیے بدقسمتی سے سابقہ ادوار میں حکومتی سطح پر کسی قسم کا مثبت اقدام نہیں ہوا جس کی وجہ سے اس طوفان نے شدت اختیار کی۔

یہ بات کہنے میں کسی قسم کی عار نہیں کہ حکومتوں نے دہشت گردوں کے لگام ڈالنے کی بجائے ان کی سرپرستی کی اور حکومتوں میں وزارتیں، مشاورتیں اور دیگر عہدے دے کر باقاعدہ دہشت گردوں کی سرکاری سرپرستی کی۔ جس کے نتیجے میں دہشت گردوں کو کھلی چھٹی مل گئی اور انہوں نے آئے روز بے گناہ شیعہ سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

جناب عالی! موجودہ فوجی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد ایک امید پیدا ہوئی کہ اب عوام سکھ کا سانس لے سکیں گے اور تحفظ کے ساتھ پاکستان کی ترقی کے لیے اپنی توانائیاں صرف کر سکیں گے۔ اب امام بارگاہیں اور مساجد انسانی خون سے محفوظ رہیں گی اور معاشرے کے بہترین افراد کو گولیوں کی زد سے بچایا جائے گا۔

لیکن حکومت کے ابتدائی ۸ مہینوں میں ہی سینکڑوں لاشوں کی قطار لگ گئیں۔ ایک ایک دن میں بیس بیس بے گناہ مظلوم عوام کلاشنکوفوں کی نذر ہوتے

رہے۔ یکم محرم سے اب تک ۴۰ بے گناہ شیعہ مسلمانوں کو ملک کے مختلف گوشہ و کنار میں صرف اور صرف اسلام دوستی اور حب الوطنی کے جرم میں شہید کیا گیا۔

دہشت گردانہ کاروائیوں کا آغاز کب اور کیسے ہوا

ہمارے نزدیک ملک خداداد پاکستان میں جاری دہشت گردی اور قتل و غارتگری یک طرفہ اور مسلط کردہ ہے اور اس کی مکمل اور براہ راست ذمہ داری سپاہ صحابہ پاکستان نامی تنظیم پر عائد ہوتی ہے۔ وطن عزیز اور اس میں بسنے والے پر امن شہریوں کے لیے یہ تنظیم ایک بلائے عظیم ہے اور اس کا قیام ایک عذاب ہے۔ اس بد نصیبی کا آغاز اس وقت سے ہوا جب ضیاء الحق کے دور میں اسلامائزیشن کے یک طرفہ عمل کا آغاز ہوا۔ بعض مخصوص دینی مدارس اور دینی طلبہ کو بہت زیادہ اہمیت اور آزادی ملنا شروع ہوئی۔ علما اور دینی اداروں کی برتری کے اس دور میں انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے نام سے ایک تنظیم ۱۹۸۵ میں وجود میں آئی۔ اس تنظیم کا بانی حق نواز جھنگوی ایک ادنی درجے کا مولوی تھا۔

اس نے اپنی تنظیم کی بنیاد فرقہ واریت پر رکھی۔ نفرت، تعصب اور فتنہ انگیزی پھیلانے میں حق نواز جھنگوی کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ اس نے اپنی تنظیم کو جو سب سے پہلا نعرہ دیا وہ یہ تھا: ''شیعہ کافر، سنی سور، دیوبندی خدا کا نور''۔ نفرت و تعصب کی اس آگ میں سب سے پہلے دو بریلوی نوجوانوں کی جھنگ میں شہادت ہوئی لیکن اس کے بعد فوراً حق نواز نے اپنی شعلہ بیانی اور نفرتوں کی آگ کا رخ شیعوں کی طرف موڑ دیا: ''کافر کافر شیعہ کافر'' کے نعرہ کو اپنی جماعت کا بنیادی سلوگن بنالیا۔ اس کی تمام تقریروں کا بنیادی نکتہ شیعہ کافر اور شیعوں کا قتل کرنا تھا۔

مہذب دنیا کی پوری تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملتی ہو کہ ایک آزاد خودمختار اور جمہوری معاشرہ میں ایک ایسی تنظیم کی بنیاد رکھ دی جائے جو علی الاعلان اس ملک اور معاشرے کے ایک اہم ترین مکتب کے خلاف قتل عام کے اعلان کرتی ہے اور قانون اس کے سامنے خاموش تماشائی بنا رہے۔ اس پورے ۱۵ سالہ (۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۰ء) دور میں سپاہ صحابہ پاکستان وطن عزیز کی بنیادیں ہلاتی رہی اور حکمران ان کے ساتھ سیاسی سودے بازی کرتے رہے۔

جناب عالی! اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں شیعہ سنی بھائیوں کی طرح اکٹھے رہتے رہے ہیں۔ تمام اختلافات اور متنازعہ مسائل کو علمی انداز میں آپس میں زیر بحث لاتے رہے ہیں لیکن یہ پہلی دفعہ ہوا کہ اس بدنصیب ملک میں ایک ایسی تنگ نظر اور محدود سوچ کی حامل مذہبی تنظیم کو آزادی سے کام کرنے کا موقع دیا جاتا رہا جو مسلمان بھائیوں کو لڑانے، مسلمانوں کے قتل عام کو جائز قرار دینے اور دہشت گردی پھیلانے کے لیے علمی مباحث کو گلی کوچوں میں لے آئی۔

یہ اسی حکومتی اغماض اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ آج فرقہ وارانہ دہشت گردی نے ایک خوفناک شکل اختیار کرلی ہے۔ ذیل میں مندرجہ وغیر مندرجہ حقائق سے یہ واضح ہوجائے گا کہ سپاہ صحابہ پاکستان کس بلا کا نام ہے اور کس طرح اس تنظیم نے مذہب کی چھتری کو استعمال کر کے ملک کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔

ریاستی اتھارٹی کو چیلنج اور حکومتوں کی مسلسل خاموشی

سپاہ صحابہ نے ہمیشہ ریاستی اتھارٹی کو چیلنج کیا ہے اور کبھی بھی اس تنظیم نے قانون کی بالادستی کو قبول نہیں کیا۔ جب بھی کسی ریاستی ادارے نے ان کے خلاف

قانونی اقدامات کیے تو انہوں نے اس ادارہ کے افسران کے خلاف تشدد انہ کارروائیاں کیں۔ ذیل میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱) اے سی چوبارہ ضلع لیہ کو اغوا کر کے جھنگ میں محبوس رکھا اور ضیاء الرحمان فاروقی کو رہا کرانے کے عوض اسے آزاد کیا۔

۲) اے سی شورکوٹ ضلع جھنگ کو اغوا کر کے ایک مدرسے میں بند کر دیا بعد میں اپنے مطالبات منوا کر رہا کیا۔

۳) سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین کو قتل کیا۔

۴) پولیس کی بکتر بند گاڑی کو راکٹ لانچر کے ذریعے اڑا دیا اور اس میں موجود چھ بے گناہ پولیس افسران کو قتل کر دیا۔

۵) جھنگ میں دیگر مختلف واقعات میں ۱۳ پولیس افسران کو قتل کیا۔

۶) لاہور کے سپرنٹنڈنٹ جیل سید سبط الحسن کو قتل کیا۔

۷) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ڈائریکٹر جنرل پنجاب سید ساجد رضا گیلانی کو قتل کیا۔

۸) کمشنر سرگودھا سید تجمل عباس کو قتل کیا۔

۹) ڈی سی خانیوال کیپٹن علی رضا کھرل کو قتل کیا۔

۱۰) بہاولپور میں پولیس انسپکٹر سید سجاد حیدر زیدی کو قتل کیا۔

۱۱) ایس ایس پی گوجرانوالہ چوہدری محمد اشرف مارتھ کو محض اس جرم میں قتل کیا کہ انہوں نے ملتان میں ان کے بہت بڑے گروہ کو گرفتار کیا تھا۔

۱۲) لاہور میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی قمر عباس زیدی کو قتل کیا۔

۱۳) پولیس انتظامیہ اور عدلیہ کے اہل کاروں اور افسران کو قتل کی دھمکیاں دیں۔

درج بالا تمام جرائم اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ سپاہ صحابہ پاکستان نے کس طرح حکومتی اداروں کو خوفزدہ کیے رکھا ہے۔

سپاہ صحابہ اور شیعہ مسلمانوں کا قتل

سپاہ صحابہ پاکستان کے اعراض و مقاصد میں شیعہ مسلمانوں کا قتل بنیادی متصد قرار پاتا ہے۔ شروع دن سے اس تنظیم کے پہلے سربراہ سے لے کر موجودہ سربراہ تک سب نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں یہ اعلانات کیے کہ شیعہ کافر ہیں۔ ان کا قتل کرنا ثواب ہے۔ انہوں نے اس کام کے لیے اپنے افراد کو باقاعدہ عسکری تربیت دی۔ اس کے لیے افغان جہاد اور کشمیر جہاد سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ جھنگ شہر سے شیعوں کے قتل کا آغاز کیا گیا۔ سب سے پہلا قتل شیعہ کا ہوا اور وہ جھنگ میں ہوا جس کا پرچہ حق نواز کے خلاف درج ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ پھیلتا چلا گیا اور ۱۹۸۵ء سے اگست ۲۰۰۰ء تک چودہ سو (۱۴۰۰) کے قریب شیعہ شخصیات، علماء، ذاکرین، بیوروکریٹ، راہنما، افسران، ڈاکٹرز، وکلاء اور عوام کو قتل کیا جا چکا ہے اور سب وارداتوں کا سپاہ صحابہ سے متعلقہ افراد نے اعتراف بھی کیا ہے۔ قتل کی وارداتوں میں جو بڑے بڑے دہشت گرد پکڑے گئے اور گذشتہ دور حکومت میں دریا خان، ڈیرہ غازی خان، فیصل آباد، جھنگ، خانیوال سے گرفتار ہونے والے دہشت گردوں نے اکثر قتل کا اعتراف کیا ہے جس کا اعلان پولیس افسران اخبارات میں کر چکے ہیں۔

کراچی میں مسجد و محفل مرتضیٰ اور مسجد و امام بارگاہ ابوالفضل العباس (پی آئی بی کالونی) میں بائیس (۲۲) شیعہ نمازیوں کو قتل کرنے والے افراد بھی گرفتار ہوئے اور انہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کیا۔ ان سب کا تعلق سپاہ صحابہ سے ہے اور ان کو

عدالت سے سزائے موت ہو چکی ہے لیکن تاحال سزا پر عمل درآمد کی بجائے مختلف حیلوں بہانوں اور اپیلوں کے ذریعے تاخیری حربے استعمال کیے جا رہے ہیں (تمام کے تمام دہشت گرد عدالت سے باعزت بری ہو چکے ہیں۔ ح م)۔ البتہ پنجاب میں جتنے قتل ہوئے ہیں ان میں ابھی تک کسی قاتل کو سزا نہیں ملی بلکہ اکثر واقعات کے چالان ہی عدالتوں میں پیش نہیں کیے گئے۔

<u>سپاہ صحابہ کا دل آزار لٹریچر اور قرآن و مساجد کی بے حرمتی</u>

سپاہ صحابہ نے اپنی تشکیل کے دن سے شیعوں کے خلاف دل آزار لٹریچر کی بھرمار کی۔ انکی تقریروں کی کیسٹ عام انسان سن نہیں سکتا۔ شیعہ اکابرین کو گالیاں دی گئیں۔ شیعہ عقائد کو غلط رنگ دے کر پیش کیا گیا۔ شیعوں کے خلاف خود ساختہ عقائد بنا کر شائع کیے گئے جیسا کہ ملتان میں پولیس چھاپہ کے دوران لٹریچر سامنے آیا جسے شیعوں کے نام سے شائع کیا جا رہا تھا اور اس لٹریچر میں پیغمبر اسلامؐ، صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہرات کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی تھی لیکن پولیس کے اچانک چھاپے سے ان کا یہ ناپاک منصوبہ ناکام ہو گیا۔

اس تنظیم نے اپنے کارکنوں کو شیعوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اس قدر تیار کیا ہوا ہے کہ ان سے قرآن کے اوراق کو آگ لگوائی اور پرچہ شیعوں کے خلاف درج کیا۔ بعد میں یہ ثابت ہوا کہ یہ کام خود سپاہ صحابہ نے کرایا ہے۔ اس طرح مسجد کی صفوں کو آگ لگا کر شیعوں کے خلاف پرچہ درج کرایا بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یہ کام بھی خود سپاہ صحابہ نے کیا ہے جس کا ثبوت سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں مرحوم کی پریس کانفرنس اور جھنگ کی سالانہ پولیس رپورٹ میں موجود ہے۔

سپاہ صحابہ کی اسلامی فرقوں کے اکابرین کی شان میں گستاخیاں

اس تنظیم کی ساخت میں یہ بات داخل ہے کہ ہر شریف کی پگڑی اچھالنی ہے۔ جب سپاہ صحابہ سنی شیعہ فسادات کرانے میں ناکام ہوئی تو اس تنظیم کے سالار اعلیٰ اعظم طارق نے جام پور ضلع راج پور میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور ایسی گندی زبان استعمال کی جسے سن کر نہ صرف شیعوں کے جذبات مجروح ہوئے بلکہ اہل سنت نے بھی اس کا نوٹس لیا۔ جام پور میں پولیس نے اعظم طارق کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ پھر جھنگ میں نماز جمعہ کے خطبہ میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی اس قسم کے اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ بنیادی عقائد پر حملے کے بعد مشتعل شیعہ عوام کو بہ مشکل قابو کیا جا سکا۔

حق نواز جھنگوی، ایثار لقاسمی، ضیاء الرحمان فاروقی اور علی شیر حیدری جو بالترتیب اس جماعت کے سربراہ بنتے رہے۔ سب نے بریلوی آپریشن کے نام سے تقاریر کی ہیں جس میں سواد اعظم اہل سنت کے تمام علما و اکابرین بشمول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی مسلمانوں کو غلیظ گالیاں دی ہیں اور بریلوی کو بدترین کافر قرار دیا ہے۔ ان تقاریر میں مفکر پاکستان جناب علامہ اقبال کی بھی توہین کی گئی ہے۔ بریلوی مسلک کے خلاف باقاعدہ کتاب بھی ضیاء الرحمان فاروقی نے تحریر کی۔ جناب عالی! اگر سپاہ صحابہ جو کہ ایک مٹھی بھر شرپسندوں کا گروہ ہے۔ ان کی منطق مان لی جائے تو پھر کوئی مسلمان پاکستان میں مسلمان باقی نہیں رہ سکتا۔ شاید پاکستان مخالف عناصر اسی گروہ کے ذریعے اپنے مقاصد کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

سپاہ صحابہ کا برادر اسلامی ملک ایران کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ اور سفارت کاروں کا قتل

اس تنظیم نے برادر ہمسایہ ملک ایران سے تعلقات خراب کرنے کے لئے انقلاب اسلامی کے بانی حضرت امام خمینیؒ اور ایران کے دیگر رہنماؤں کے خلاف انتہائی غلیظ، ہتک آمیز اور اشتعال انگیز زبان استعمال کی جس کا ثبوت ان کے اخباری بیانات، تقریریں، پمفلٹ، لٹریچر اور وال چاکنگ ہے۔

سپاہ صحابہ کا خانہ فرہنگ لاہور کے ڈائریکٹر جنرل صادق گنجیؒ، خانہ فرہنگ ملتان کے ڈائریکٹر جنرل محمد علی رحیمی سمیت چھ شیعہ سنی پاکستانی، راولپنڈی میں فوج کے زیر تربیت چار ایرانی کیڈٹ، کراچی میں کلفٹن پل کی تعمیر میں مصروف دو ایرانی انجینئروں اور دیگر کئی سفارت کاروں کے قتل میں بھی ملوث ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ گنجی قاتل گرفتار ہونے کے بعد لاہور کی عدالت سے فرار کرائے گئے اور دیگر مقدمات کی سماعت تاحال نہیں ہو سکی ہے۔ معزز جج صاحبان اس تنظیم کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں سے خوفزدہ ہیں۔

ہمارا کردار

ہمارے قائدین نے سینکڑوں جنازوں پر کھڑے ہو کر اتحاد وحدت کی بات کی اور ہمیشہ کہا ہے کہ ہمارا قاتل اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے اور لا مذہب ہے اور ہر دلسوز واقعے کے بعد مشتعل کارکنوں اور عوام کو قابو میں رکھا ہے۔

ہمارا موقف ہے کہ ہر مقتول کے ہم سب وارث ہیں۔ وہ مسلمان اور پاکستانی ہے۔ اور جس نے خون مسلم بہایا ہے، ہم سب کو اسے اسلام دشمن اور وطن دشمن سمجھنا چاہیے۔ قاتلوں کو بریلویوں، دیوبندیوں، اہل حدیثوں اور شیعوں کا وارث

نہ بننے دیں کیونکہ دہشت گردوں اور انسانیت کے قاتلوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ وہ بے لگام ہوتے ہیں اور کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوتے۔ مقتولین ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ان کے ورثاء سے ہم سب کو ہمدردی کرنی چاہیے۔

جناب عالی! دہشت گرد شناخت شدہ ہیں۔ وہ تو اپنا نام بتاتے ہیں۔ ان کے گھر کا، ان کی رہائش کا، ان کے ٹھکانوں کا، ان کے سرپرستوں کا، ان کے ٹیلیفون نمبر، طریقہ واردات اور دیگر معلومات انتظامیہ اور خفیہ اداروں کے پاس موجود ہیں جس کا وہ اعلان کرتے آرہے ہیں کہ دہشت گردوں نے تربیت کہاں سے حاصل کی۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب معلومات ہونے کے باوجود ان کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کی جاتی؟

بدنام زمانہ تنظیم ''لشکر جھنگوی'' سپاہ صحابہ کی ذیلی اور خفیہ ونگ ہے۔ جس کے تمام کارکن اشتہاری مجرم اور مفرور دہشت گردوں پر مشتمل ہے۔ گرفتار دہشت گردوں نے اعترافی بیانات کی روشنی میں اس تنظیم کا نیٹ ورک توڑنے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی؟

جناب عالی! اندرون سندھ میں جگہ جگہ اس تنظیم نے مقدس شعائر اسلامی کے توہین، عزاداری وعید میلادالنبیؐ کے اجتماعات میں رکاوٹ، توہینِ رسالت کی آڑ میں شیعہ علما پر جھوٹے مقدمات، صوفیا و اولیا کرام کے مزارات اور علم پاک کی بے حرمتی، اسلحہ کے زور پر انتظامیہ کو خوفزدہ کرنے اور خونریزی کی منصوبہ بندی جیسی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ ادھر کراچی میں محفل مرتضی کیس، محفل ابوالفضل العباسؑ کیس، شہید سفر علی بنگش، حسنین عباس زیدی، رجب علی بنگش کیس، سانحہ قصبہ

لونی کیس، سانحہ سولجر بازار، سانحہ حسینی مسجد ملیر، سانحہ مسجد حر گرین ٹاؤن، سانحہ کھارادر، شہید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ و فرزندش سید ارصاد حسین نقوی، سید سردار جعفری ایڈووکیٹ اور اندرون سندھ سانحہ شہدادکوٹ، شہید مولانا اشفاق حسین منگی (شکارپور)، شہید سید جاوید حیدر شاہ (نواب شاہ)، سانحہ ۸۷ موری (میر پور خاص) سمیت دیگر واقعات اور سینکڑوں بے گناہ شہید کیے گئے شیعہ مسلمانوں کے قاتلوں کی عدم گرفتاری اور گرفتار دہشت گردوں کی سزاؤں پر عملدر آمد نہ ہونے کی وجہ سے شیعہ عوام اور کارکنان فطری طور پر انتہائی جذباتی اور مشتعل ہوتے جارہے ہیں جو حکومت کی اس خاموشی کی صورتحال میں کسی بھی وقت ہمارے کنٹرول سے باہر ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام واقعات میں ملوث دہشت گردوں اور ان کے سرپرستوں کو جلد از جلد بے نقاب کر کے متوقع خانہ جنگی اور خونریزی سے ملک و قوم کو بچایا جائے اور پورے صوبے میں ہر ضلع کی انتظامیہ کو اس مٹھی بھر شرپسند گروہ کی مذموم کاروائیوں اور نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے امن و امان برقرار رکھنے کے لیے پیشگی اور سخت احکامات صادر کریں۔

فرقہ وارانہ دہشت گردی، مختلف مسالک کے درمیان وحدت و یکجہتی کے فروغ اور پاکستان کے استحکام و سلامتی کے لیے تجاویز

۱) ہر مسلک کے مدارس میں دوسرے مسالک کے ایک مدرس کے تقرر کو یقینی بنایا جائے۔ اس طرح کہ ہر شیعہ مدرسے میں ایک ایک بریلوی اور دیوبندی مکتب کے مدرس اپنے عقائد پڑھائیں۔ اس طرح ہر بریلوی مدرسہ میں ایک شیعہ اور دیوبندی مدرس اور دیوبندی مدرسہ میں شیعہ اور بریلوی عالم دین کا حکومت کی طرف سے تقرر

کیا جائے۔ اس طرح ایک دوسرے کے ۹۸ فیصد مشترکہ اور متفقہ عقائد جاننے سے غلط فہمیاں اور شکوک وشبہات دور ہو سکتے ہیں۔

۲) نماز ہائے جمعہ کے خطبات میں مسلمانوں کے درمیان اخوت و برادری، پیار و محبت کی فضا قائم رکھنے پر زور دیا جائے بالخصوص اوقاف کی مساجد میں دل آزار خطبوں پر پابندی عائد کی جائے اور ملی وحدت کے فروغ کے لیے خطبات دینے کا اہتمام کیا جائے۔

۳) بریلوی، شیعہ، اہل حدیث، دیوبندی، صوفیائے کرام و مشائخ حضرات سب مسلمان ہیں کسی مسلک کی تکفیر کرنے کو جرم قرار دیا جائے اور تکفیر سازی اور قتل وغارت گری پر اکسانے والوں سے کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔

۴) ملک کے اندر اسلامی برادری، وحدت و یکجہتی، پیار و محبت کی فضا قائم کرنے کے لیے مختلف سیمینار منعقد ہوں۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر مذاکرے نشر کرائے جائیں۔

۵) مسلح تنظیموں پر پابندی لگائی جائے خواہ وہ دینی ہوں، لسانی یا سیاسی۔ ان سے غیر قانونی اسلحہ واپس لیا جائے اور ان کے سربراہوں کو میڈیا پر کسی قسم کی کوریج نہ دی جائے اور نہ ہی مسلح تنظیموں کے سربراہوں کو حکومتی سطح پر کسی قسم کا پروٹوکول اور اہمیت دی جائے اور حکومت کسی بھی حوالے سے ان سے بلیک میل نہ ہو۔

۶) جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کے حوالے سے ملک کے اندر پھیلنے والے منفی اثرات کو موثر طریقے سے روکنے کا اہتمام کیا جائے اور اس نام سے جو جہادی تنظیمیں ہیں ان پر خصوصی نگاہ رکھی جائے۔

۷) دہشت گردی کے واقعات میں مختلف گینگ اب تک پکڑے گئے ہیں۔ سرائے عالمگیر کیس (کھاریاں)، سرگودھا میں راحیل گینگ، لاہور میں رمضان گینگ، فیصل آباد میں بٹ گینگ، بہاولنگر میں میکلوڈ گنج کیس، کراچی میں مختلف مرتضیٰ کیس، جھنگ، ملتان اور دیگر شہروں میں گرفتار شدگان نے تفتیشی ٹیموں کے پاس جو اعترافات اور انکشافات کیے ہیں سب کو یکجا کر کے ان معلومات کی روشنی میں دہشت گردوں کے خلاف ضروری اقدامات کر کے ان کا نیٹ ورک توڑ دیا جائے اور ان کا ملیامیٹ کر دیا جائے۔

۸) جو اپیلیں اعلیٰ عدالتوں میں دائر ہیں ان کی سماعت کا بلا تاخیر اہتمام کر کے انہیں نمٹایا جائے تاکہ دہشت گردوں کو جلد ان کے جرم کی سزا مل سکے۔

۹) اس میں شک نہیں کہ اس وقت ملک کے اندر غیر قانونی اسلحہ کی بھرمار ہے لہٰذا اس کی ضبطی اور جمع آوری کے لیے ہنگامی بنیادوں پر انقلابی انداز میں کام کیا جائے۔

۱۰) ہر واقعے کی تحقیقات غیر جانبدار اور اچھی شہرت رکھنے والے افسران سے کرائی جائے تفتیش دو ہفتے کے اندر مکمل کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اور سب دانش وری رکھنے والے ماہرین اور اعلیٰ سطح کے افسران پر مشتمل ایک سیل قائم کر کے ان کی سفارشات کی روشنی میں دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔

۱۱) دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف بھی سخت ایکشن لیا جائے اور بعض خفیہ مسلح تنظیموں کے جو اخبارات میں اشتعال انگیز بیانات آتے رہتے ہیں ان کے ذرائع تک رسائی حاصل کر کے ان کا نیٹ ورک توڑا جائے۔

۱۲) میڈیا، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

منفی خبروں اور منافرت ایجاد کرنے والے بیان کی اشاعت سے اجتناب کیا جائے۔

۱۳) منافرت پھیلانے والے لٹریچر ضبطی کے لئے ایک با اختیار علماء بورڈ تشکیل دی جائے اس بورڈ کی سفارشات پر سختی سے عمل کیا جائے۔

۱۴) وفاقی، صوبائی، ڈویژنل اور ضلعی سطح پر اتحاد بین المسلمین کی خاطر جو کمیٹیاں پہلے سے قائم ہیں ان کو افعال بنایا جائے اور ان کمیٹیوں میں خوشامدی اور بدنام افراد کو نہ لیا جائے نیز تھانہ سطح پر متحدہ امن کمیٹیاں بنائی جائیں۔

۱۵) دہشت گردوں کے سرپرستی میں ملوث اچھی شہرت رکھنے والے نام نہاد علماء کو کسی بھی میٹنگ اور اجلاس میں نہ بلایا جائے۔

۱۶) جہاد کی آڑ میں مدارس اور اسلامی مراکز کو اسلحہ ڈپو بنا کر طلبہ کو تعلیم کے بجائے اسلحہ سے لیس کر کے معاشرے میں دھکیلنے والی جہادی تنظیموں پر پابندی لگائی جائے اور جہادی تنظیموں کی سرگرمیوں کو کشمیر کی آزادی کے مقاصد تک محدود رکھا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد سے ملک کے اندر امن وامان اور سکون واطمینان کا ایک مثالی اور خوشگوار دور کا آغاز ہوگا جو نہ صرف ہر شہری اور باسی کی دیرینہ آرزو ہے بلکہ اسلام کے نام پر تمام مکاتب فکر کے عظیم رہنماؤں کی مشترکہ لازوال قربانیوں اور کوششوں کے بعد حاصل ہونے والی عظیم مملکت کے بقا واستحکام اور اسلامی بھائی چارگی کیلئے بھی انتہائی ضروری ہے۔ انشاء اللہ آپ روایتی اور فرسودہ طریقہ کار ہٹ کر اسلام اور پاکستان سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اولین فرصت میں مندرجہ وغیر مندرجہ حقائق کی روشنی میں ان تجاویز پر عملدرآمد کو یقینی بنا کر عنداللہ

ماجور ہوں گے۔ خدا ہم سبکو قرآن وسنت کی روشنی میں اس نعمت خداوندی (پاکستان) کے سبز ہلالی پرچم تلے نعمات خداوندی سے استفادہ کرنے، اس نعمت کی حفاظت کرنے اور فی سبیل اللہ اپنے فرائض کو پورا کرنے کی توفیقات سے نوازے۔ آمین!

بندۂ شاہِ ولایت

علامہ حسن ترابی

صدر

تحریک جعفریہ پاکستان (سندھ)

مئی ۱۹۹۹ میں مدیران اخبارات اور جرائد کے نام خط

جناب عالی!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند عالم آپ کو ملت مسلمہ کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا تدارک کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ گذشتہ کئی عرصوں سے مملکت خداداد پاکستان مذہبی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور اس سلسلے میں صوبہ پنجاب سرفہرست ہے اس مذہبی دہشت گردی کی بناء پر پاکستان کا وجود خطرے سے دوچار ہوگیا ہے بلکہ اس مذہبی دہشت گردی سے سرکاری ادارے بھی محفوظ نہیں رہے۔

یہ بات تمام پاکستانیوں پر عیاں ہے کہ اس مذہبی دہشت گردی میں مخصوص گروہ ملوث ہے جس نے مساجد و امام بارگاہوں کے تقدس کو پامال کر دیا بلکہ اس گروہ نے ملک کے طاقتور شخص وزیراعظم پاکستان نواز شریف تک کو بھی نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا۔

اب اس مذہبی دہشت گرد ٹولے کی اتنی جرات ہوئی ہے کہ اس نے عدالت اعلیٰ کے ججوں کو بھی نشانہ بنانا شروع کر دیا اور روز بروز انہیں دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ وہ ان کے مقدمات کی سماعت سے دستبردار ہو جائیں ورنہ اپنی زندگی سے محروم ہو جائیں گے اور اسکے بعد اعلیٰ عدالتوں کے ۲۸ ججوں نے "صادق گنجی کیس" کی سماعت سے انکار کر دیا (ر، چیف جسٹس سجاد علی شاہ اپنی کتاب شیشے کے گھر میں اس بات کا حوالہ دیا)۔

ہمارے ملک میں شائع ہونے والے تمام جرائد اور کالم نگار بوسنیا، چیچنیا، کوسوو، الجزائر، افغانستان وغیرہ میں جو مظالم ہو رہے ہیں ان پر تبصرے، اداریے اور مضامین تو پیش کرتے ہیں مگر مملکت پاکستان میں جس گروہ نے ملک کے امن وسکون کو برباد کر دیا ہے اور مساجد وامام بارگاہ کو مظلوموں کے خون سے رنگین کر دیا ہے ان کے خلاف کوئی بھی قلم اٹھانے کو تیار نہیں۔ اب یلغاروں کو قلمی ہتھیار سے نابود کرنے کیلئے کوئی بھی آمادہ نہیں۔

افسوس اس بات پر ہے کہ ملک کے اہم ستون یعنی ادارہ صحافت نے بھی دہشت گردی کے تدارک کے لئے کوئی اہم کردار ادا نہیں کیا۔ اسلئے ہماری آپ سے گزارش ہے کہ ان حالات کے تدارک کیلئے اپنے جریدوں میں تجزیئے پیش کریں اور اپنے اداریوں میں ان حالات کے عوامل بیان کریں اور اپنے کالم نگاروں پر زور دیں کہ وہ اپنے کالموں میں دہشت گردی میں ملوث افراد کو بے نقاب کریں اور عدلیہ کے ججوں کا اس طرح سے مقدمات سے دستبردار ہو جانے پر اپنی رائے عوام تک پہنچائیں۔

امید ہے آپ ہماری ان گذارشات پر غور کریں گے اور پاکستان میں دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے ہم سے تعاون کریں گے۔

والسلام

علامہ حسن ترابی

صدر تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ

یاداشتیں

جومختلف شخصیات کو پیش کی گئیں۔

۱۳ مئی ۲۰۰۴ء کو شیعہ علماء کونسل کی جانب سے سندھ ہائی کورٹ میں احتجاجی دھرنے کے
موقعہ پر چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ کے نام جانے والی یاداشت کے متن سے اقتباس

To ,
The Chief Justice,
Sind High Court,
Islamic Republic of Pakistan.

May 10,2004.

Subject: WE WANT OUR BASIC RIGHTS OF SECURITY AND JUSTICE.

Your Honour,
We the Ulema of the Shia Ithna Ashari communities of Islamic Republic of Pakistan here by beg to state that:

1) **We are bonafied citizens of Islamic Republic of Pakistan.**

2) **Shia Ithna Ashari communities of Islamic Republic of Pakistan has played a vital role in the independence of Islamic Republic of Pakistan.**

3) **Shia Ithna Ashari communities of Islamic Republic of Pakistan has always stood by the country in the days of need.**

4) **Shia Ithna Ashari communities of Islamic Republic of Pakistan has played and is still playing a very important role in the**

economic/social upliftment of Islamic Republic of Pakistan.

5) Shia Ithna communities of Islamic Republic of Pakistan is one of the highest tax paying communities of our country.

6) Members of our community outside Pakistan are remitting a big amount of foreign exchange which is again helping in the rise of foreign exchange reserves of Pakistan.

7) A large number of this community is honored to serve the armed forces of Islamic Republic of Pakistan.

8) Shia Ithna communities of Islamic Republic of Pakistan has a very vital role in the educational upliftment of Islamic Republic of Pakistan.

9) Shia Ithna communities of Islamic Republic of Pakistan is a law abiding community and has always been cooperating with the government in the matters of law and order.

But,

with all the above points and many more, Since 1990 onwards till this date <u>THOUSANDS</u> of bonafied members of our community have been killed in different ways and till now not even a single person has been given the punishment for the atrocious crime of killing innocent citizens and disturbing the peace and harmony of the country, which itself weakens the country and provides more chances for the penetration of enemies .

Sir,
till now we have been asking the higher authorities for our right of peaceful living in our country, but we are sorry to inform you that all of them have been promising again and again that the matter of

THE KILLING OF THE SHIA ITHNA ASHARI COMMUNITY MEMBERS

Shall be taken seriously and the culprits shall be brought to books and full justice shall be done.

But,
we are sorry to inform you that till filing of this letter we have not been given;

a) our rights of peaceful living
b) our rights of peacefully performing religious rights
c) Security
d) Justice.

A community who's more then 6000 members comprising;

i) MORE THEN 300 DOCTORS, SPECIALISTS and Paramedics
ii) ENGINEERS
iii) ULEMAS
iv) SCHOLARS/ACADEMICS
v) BUSINESSMEN
vi) SCIENTISTS
vii) POLITICIANS

Have been martyred, can have patience up to an extent. We ulema of the community are tired of making our people understand that a day will come when we shall get JUSTICE and PEACE, but now the situation is very clear.

Neither have we been provided with
SECURITY
Nor
JUSTICE.

The family members and young children of the martyrs in these cases of firing and bomb blast are asking when we shall see the murderer of our beloved ones at the GALLOWS so that we get some satisfaction.

Sir,
Enough is enough.
We are here ;

a) To protest the killings of innocent citizens of PAKISTAN.
b) To protest against the criminal silence of law enforcing agencies.
c) To protest against the careless attitude of the so called HIGHER AUTHORITIES.

and

d) Ask your honor to directly take action in these matters.

We hope that your direct involvement in the matter shall solve the problem.
But.
Sir,
If now also we don't get our basic rights of

SECURITY and JUSTICE

Then we all shall be left with no options and we Ulema of the Shia Ithna Ashari communities shall inform our people that no one can provide us security and justice in our own country.
We hope that your honor shall consider it a matter of highest priority and provide us with Security and Justice

and save the precious lives of bonafied and highly skilled citizens of Islamic Republic of Pakistan.

Finally we would like to quote again from the most sacred book of all religions the HOLY QURAN,

"Surely Allah enjoins the doing of justice and the doing of good (to others) and the giving to the kindred, and He forbids indecency and evil and rebellion; He admonishes you that you may be mindful". (16: 90)

Long Live Peace and Justice

Long Live Islamic Republic of Pakistan.

SECRETARY GENERAL,
SYED QAMBAR ABBAS NAQVI.
C.C.;
Governor Sind.
Chief Minister, Sind.

All Human Rights Organisations offices in Pakistan.
News reporters.

عراقی مسلمانوں پر امریکی اور اتحادی افواج کے مظالم پر اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے نام یاداشت کا متن سے اقتباس

Be sure, now the wars can not be won by arms and ammunition. So although we are not loaded with even single bullet, but we are loaded with faith and it has been proved in the history that those having strong faith may face problems but finally win.

If our Muslim brothers are denied peace and security in any part of the world then no one else shall have right to live peacefully in any part of the world.

But, we the ulema are peace loving as per the teachings of our Holy Quran so have a lot of patience and are continuously requesting the Ummah to have patience and stay peaceful, but up to an extent? As Muslims are ordered by Allah (s.w.t.):

Fight them; Allah will punish them by your hands and bring them to disgrace, and assist you against them and heal the hearts of a believing people. Holy Quran (9:14)

And fight in the way of Allah with those who fight with you, and do not exceed the limits, surely Allah does not love those who exceed the limits. Holy Quran (2:190)

We the followers of Holy Quran are eagerly waiting for your quick action against all the brutalities and abuses/tortures in any part of the World particularly in Iraq.

We also warn all responsible for the disgraceful actions in Iraq to stop all such actions at once without wasting even a single moment.

Let the democracy rise in Iraq through a one man one vote election carried out under the umbrella of United Nations.

We strongly hope that our letter shall bare weight and quick actions taken by you before it gets lote and things go out of our control.

Allah is the Super power and the best supporter.

Secretary General,
Shia Ulema Council,
Islamic Republic of Pakistan (Sind).

LONG LIVE PEACE
LONG LIVE JUSTICE

maablib.org

فہرست شرکائے وفد برائے ملاقات گورنر سندھ، مورخہ ۲۷ جون ۲۰۰۱ء، زیر قیادت

جناب علامہ حسن ترابی صاحب صوبائی صدر

۱) حجۃ الاسلام مولانا سید قمر عباس نقوی ۲) حجۃ الاسلام مولانا [illegible] رضا کاظمی ۳) حجۃ الاسلام مولانا [illegible] تقی [illegible] ۴) مولانا سید علی کرار نقوی ۵) سید کاظم حسین شاہ نقوی ۶) مولانا محمد علی [illegible] ۷) [illegible] حسین پہلوانی ۸) [illegible] شفیق محمد [illegible] ۹) قیصر حسین چغتائی ۱۰) مولانا الطاف حسین الحسینی ۱۱) مولانا سید حسن رضا رضوی ۱۲) مولانا [illegible] حسین [illegible] ۱۳) مولانا جعفر سبحانی ۱۴) سوحی عابدی ۱۵) مولانا غلام حیدر گراروی ۱۶) مختار عباس بخاری ایڈووکیٹ ۱۷) [illegible] حسین [illegible] ۱۸) سید [illegible] شاہ [illegible] خانی ۱۹) سید مظفر حسین شاہ مشہدی ۲۰) حاجی شفقت حسین بازہ ۲۱) حاجی محمد فاروق ۲۲) مولانا کامران حیدر عابدی ۲۳) بندے علی جعفری ۲۴) وکیہ خان لاشاری

محترم گرامی قدر جناب میاں محمد سومرو صاحب (گورنر سندھ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے ملتِ جعفریہ (اہل تشیع) کو درپیش مسائل ومشکلات سے آگاہ کرنے کیلئے ملاقات کا مواقع فراہم کرنے اور صوبائی ذمہ دار افسران کو بھی میٹنگ میں بلا کر اجلاس کو موثر بنانے کی اچھی کوشش پر میں اپنے ہمراہ تشریف لانے والے تمام علمائے کرام، سادات عظام، سندھ کی مقدس درگاہوں کے سجادہ نشیں اور وفد میں شامل دانشوروں کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم بحق چہاردہ معصومین آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وطن عزیز خصوصاً صوبہ کو درپیش گوناگوں مشکلات وپیچیدہ حالات کا دیدہ دلیری سے مقابلہ کرنے اپنے فرائض سے بخیر وخوبی عہدہ برآ ہونے اور پاکستان واسلام دشمن قوتوں کو قلع قمع کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

جناب عالی!

گذشتہ محرم الحرام میں جس انداز کی تخریب کاری اور فتنہ وفساد پھیلانے کی مذموم کوشش کی گئی اس سے قبل اسکی مثال نہیں ملتی کراچی میں اسکی شدت زیادہ تھی۔ لیکن مقامی سول انتظامیہ کی بہترین پلاننگ اور پولیس رینجرز اور دیگر لاء انفورسمنٹ اداروں کی باہمی ہم آہنگی نے ان تمام ناپاک کوششوں کو ناکام بنادیا اور پورا محرم الحرام جس امن وسکون کے ساتھ گزر گیا اس کے لیے آپ اور آپ کے زیر نگرانی، کام کرنے والے اعلی افسران خصوصاً سیکریٹری داخلہ سندھ کمشنر کراچی۔ ڈی آئی جی کراچی اور تمام ڈپٹی کمشنر حضرات اور ایس ایس پی حضرات کی خدمت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب گورنر صاحب!

ایک مرتبہ پھر ہماری اس بات کو حکومت نے سچ کر دکھایا کہ اگر انتظامیہ خلوص دل سے کوشش کرے اور آپس میں ہم آہنگی ہو تو تخریب کار چاہے کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

جناب عالی!

سندھ میں بعض جگہ مقامی ڈی۔سی صاحبان یا SDM صاحبان نے کچھ جگہ اپنی ضد اور بعض جگہ اپنے ذاتی عقائد کی ہمدردی میں عزاداری سید الشہداء کے قدیمی وروایتی جلوس ہائے عزاء اور مجالس کی راہ میں غیر قانونی رکاوٹیں کھڑی کی۔ بغیر کسی قانونی جواز کے حکومتی طے کردہ پالیسیوں سے انحراف کیا ماتم داروں کی گرفتاریاں۔ لاٹھی چارج اور جھوٹی FIR کے انبار لگادیئے۔ جن میں خیر پور ناتھن

شاہ۔ جیکب آباد۔ خیر پور میرس کی انتظامیہ سب سے آگے رہی۔ خیر پور ناتھن شاہ کے SDM نے ماتم داروں کو تنگ کرنے کو اپنے سرکاری فرائض سمجھتے ہوئے قدیمی و روایتی جلوسوں کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ ماتم داروں کے خلاف ۱۷ جھوٹے FIR درج ہوئے۔ مقامی بے گناہ افراد کو گرفتار کیا اس طرح حکومتی طے شدہ پالیسی سے انحراف کرتے ہوئے پورے ایام محرم میں ماتم داروں کو کرب اور اذیت میں مبتلا رکھا۔ اس طرح جیکب آباد جو آپ کا شہر بھی ہے۔ میں ایک پرانے جلوس کو جو کہ ائیر پورٹ روڈ سے نکلتا ہے۔ مقامی تھانہ دار اور SDM نے بلا جواز رکاوٹ پیدا کر کے پر امن فضا کو خراب کرنے کی کوشش کی اور بے گناہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا جب کہ آپ خود بہتر جانتے ہیں کہ جیکب آباد ایک پر امن اور مسلم اتحاد کا مسکن ہے۔ اور الحمد اللہ اب بھی تمام مسالک کے لوگ وہاں باہمی محبت و احترام سے رہتے ہیں۔ اس محبت بھری فضاء کو تہہ و بالا کرنے کی کوشش کرنا ایک نا قابل معافی جرم ہے۔ اگر اس میں سرکاری انتظامیہ کے بعض ذمہ دار افراد بھی ملوث ہوں تو جرم مزید سنگین ہو جاتا ہے۔

جناب عالی!

ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح کے واقعات کی تحقیقات کرا کر بے گناہ افراد کے خلاف جو زیادتی ہوئی ہے۔ ان کا ازالہ کیا جائے۔ اور ان معاملات میں ذاتی عقائد کی بنیاد پر جو سرکاری اہلکار ملوث ہیں انکے خلاف سخت تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ تا کہ آئندہ کوئی سرکاری ملازم اپنے ذاتی عقائد کو سرکاری فرائض میں شامل کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

جناب عالی!

کافی عرصے سے کراچی میں بے گناہ شیعہ ڈاکٹرز، دانشوران کا قتل عام جاری ہے۔ خاص طور پر ضلع غربی کراچی میں لیکن پولیس کی طرف سے ان کے قاتلوں کی گرفتاری کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ پہلے تو کوئی بندہ گرفتار نہیں ہوتا اگر وقتی دباؤ کے تحت کوئی ملزم گرفتار ہو بھی جاتا ہے تو اسکی تحقیقات صحیح طرز پر نہیں ہوتی پولیس افسران یا تو خوف زدہ ہوتے ہیں۔ یا رشوت لیکر ملزمان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ گرفتار شدہ شیعہ مسلمانوں کے قاتلوں کے جرائم سے جان بوجھ کر چشم پوشی کی جاتی ہے۔ صادق شاہ ریٹائرڈ DSP اور انکے جوان سال بیٹے الفلاح تھانے کے حدود میں قتل ہوا۔ رینجرز نے رنگے ہاتھوں وسیم اور سعید کو گرفتار کیا ان دونوں ملزمان نے اس واقعہ کا علاوہ مزید ۳۰ شیعہ مسلمانوں کے قتل کا اعتراف کیا۔ اس طرح سید زاہد حسین شاہ کے قتل میں اورنگی ٹاؤن سے دو قاتل طارق پولیس والا اور دوسرا ملزم وسیم گرفتار ہوا ان دونوں ملزمان نے بھی ۲۵ کے قریب شیعہ مسلمانوں کے قتل کا اعتراف کیا۔

جناب گورنر صاحب۔

کراچی میں قتل و غارت گری کے جتنے واقعات ہوئے ہیں۔ چاہے وہ حکیم سعید مرحوم کا کیس ہو یا مولانا ڈاکٹر احمد مختار مرحوم یا مولانا لدھیانوی مرحوم یا سلیم قادری مرحوم۔ ان تمام واقعات کی انکوائری اور تفتیش کیلئے حکومت نے JIT کی سطح کی ٹیمیں تشکیل دیں، اس میں پولیس کے علاوہ تمام ایجنسیوں کے افراد بھی ہوتے ہیں جو کہ مشترکہ طور پر ملزم سے تحقیقات کرتے ہیں۔ شیعہ مسلمانوں کا اتنے عرصے سے کراچی میں قتل عام ہو رہا ہے۔ اور ملزمان رنگے ہاتھوں جائے واردات سے گرفتار

ہوئے ہیں۔ جبکہ اسکے علاوہ کوئی بھی ملزمان گرفتار نہیں کیے گئے۔ گرفتار ملزمان نے بہت سارے شیعہ مسلمانوں کے قتل کا اعتراف بھی کیا ہے۔

جناب عالی!

ہمارے مسلسل اسرار اور تھانے کی تحقیقات پر عدم اطمینان کے باوجود ان دونوں گرفتار شیعہ مسلمانوں کے قاتلوں کے خلاف کوئی JIT تشکیل نہیں دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۳۰ اور ۲۵ وارداتوں کے اعترافات کے باوجود کوئی دوسرے ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور نہ ہی کوئی اسلحہ برآمد کرایا گیا بلکہ پولیس نے دست شفقت پھیر کر صرف ان چاروں ملزمان کو جیل بھیج دیا گیا۔

جناب عالی!

اگر صحیح تحقیقات ہوتی تو دہشت گردی کے نیٹ ورک تک رسائی ہوتی اور دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو توڑنے میں آسانی ہوتی کرایہ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے بھی دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں اگر دہشت گردی کو ختم کرنا ہو تو اس کے نیٹ ورک کو توڑنا ضروری ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے اس کراچی میں جو ادارے ان مسائل کے حل کرنے کے ذمہ دار ہیں ان میں کچھ لوگ دہشت گردوں سے خوفزدہ ہیں اور کچھ لوگ دہشت گردوں کے سرپرستوں کے زیر کفالت رہتے ہیں۔ اس لئے بیچارے قتل کرنے والے اور ان کے سرپرست قانون سے بے خوف ہو کر معصوم لوگوں کو قتل کراتے ہیں۔

ہمارے اسرار کے باوجود JIT کا نہ بننا اور باقی تمام واقعات میں JIT کا بننا ہمارے عوام کے احساس محرومی میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ پاکستان میں موجود

قانون میں تمام مسائل کے حل کے لئے ایک فارمولا موجود ہے۔ اور وہ فارمولا کتاب کی حد تک تمام شہریوں کے لئے برابر ہے۔ لیکن عملی نفاذ کے وقت اس کا طریقہ اور مفہوم قانونی ادارے اپنے پسند افراد اور ناپسند افراد کے حوالے سے قاعدہ طے کر دیا جاتا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی قتل کیس میں ایک ملزم کو گرفتار کیا اس ملزم نے مولانا کے قتل کا اعتراف کیا خود آپ کی میٹنگ جس میں میں خود بھی موجود تھا۔ علماء دیوبند اور لدھیانی فیملی کی طرف سے مولانا قاری شیر افضل اور مولانا اسعد تھانوی نے بھی اس ملزم کو قاتل ماننے سے انکار کر دیا۔ واقعے کے عینی شاہدوں نے بھی شناخت سے انکار کر دیا۔ لیکن JIT نے کہا کہ یہ ملوث ہے اس وجہ سے اسکا چالان پیش کر دیا گیا۔ یعنی ایک طرف سے قاعدہ کلیہ قرار پایا کہ ورثاء شناخت کرے یا نہ کرے JIT کی رپورٹ ہر چیز پر مقدم ہے۔ اسکے بعد جامعہ فاروقیہ کے علماء قتل ہوئے ہمیں اس سانحے پر سخت افسوس ہے۔ ملزمان گرفتار ہوئے JIT بنی جو ملزمان گرفتار ہوئے تھے ان سب کو JIT نے بے گناہ قرار دیا۔ اصول تو یہ تھا کہ JIT کی رپورٹ کی بنیاد پر انہیں بے گناہ قرار دیکر باعزت رہا کرنا چاہیے تھا۔ لیکن جھوٹے گواہان کو پیش کر کے ان کے قتل کا مقدمہ چالان ہو گیا اور ان بے گناہوں کو ATC کے جج صاحب نے پھانسی کی سزا بھی سنا دی اور ان سے معافی بھی مانگ لی کہ آپ بے گناہ ہیں لیکن میرے اوپر دباؤ بہت تھا مجھے معاف کرنا۔

جناب عالی!

اگر اس طرح کے طریقے کار جو کہ چل رہا ہے اگر جاری رہا تو پھر اس ملک میں انصاف قانون اور معاشرتی اقدار سب تباہ ہو جائیں گے۔

جناب گورنر صاحب

ہمارے جو شیعہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں انکے معاوضے کی ادائیگی کے معاملات اب تک زیر التواء ہیں۔ فی مقتول دو لاکھ روپے دیئے جاتے رہے ہیں لیکن اب ایک لاکھ کی رقم دی جاتی ہے جو کہ بہت کم ہے اور وہ بھی سست روی کے ساتھ دی جاتی ہے۔ برائے کرام مقتولین کے معاوضے کی رقم کو بڑھایا جائے اور ادائیگی کے طریقے کار کو بھی آسان بنایا جائے اور زیر التواء معاملات کو جلد حل کیا جائے۔ تاکہ باپ کی شفقت سے محروم بچوں کو معاشی نا آسودگی دور ہو سکے۔

محترم گورنر صاحب

سندھ کے متعدد کالجوں اور یونیورسٹیوں میں شیعہ اسلامیات کے اساتذہ لیکچراروں کے وفات کے بعد تقریباً دس بارہ سالوں سے ان کی جگہیں خالی پڑی ہیں۔ بار بار کی یاد دہانی اور یقین دہانی کے باوجود ابھی تک ان جگہوں کو پر نہیں کیا گیا جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ کراچی یونیورسٹی اور سندھ یونیورسٹی میں تمام مسالک کی کوئی بارہ مساجد موجود ہیں لیکن شیعہ مسلمانوں کے لئے ابھی تک کوئی مسجد تعمیر نہیں کی گئی ہے۔ سابق گورنر سندھ صاحب نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی کو تاکید کی تھی کہ یہ مسئلہ حل ہونا چاہئے جس کے نتیجے میں سنڈیکیٹ کا اجلاس ہوا اور سنڈیکیٹ نے سید پناہ علی شاہ کی سربراہی میں ایک کمیشن بھی بنائی لیکن تا حال

کوئی عملی اقدام سامنے نہیں آیا۔ سندھ یونیورسٹی میں متعدد مساجد پہلے سے موجود ہیں۔ ان کی تعمیر وغیرہ کے سلسلے میں اس طرح کے کسی بھی طریقہ کار کا استعمال نہیں کیا گیا لہٰذا جناب والا سے گزارش کرتے ہیں کہ براہ کرم دونوں جگہ شیعہ مسلک کے اساتذہ وطلباء کی ضرورت کے پیش نظر مساجد کی تعمیر کو یقینی بنایا جائے۔

جیل خانہ جات کے حالات و مسائل

جیل خانہ اسلام کی نظر میں ایک تربیت گاہ ہے اگر جیلوں کے حالات بہتر ہو جائیں تو معاشرے سے جرائم کم ہونے میں شک وشبہ نہیں رہتا۔ کراچی سینٹرل جیل میں مارشل لا کے زمانے میں اس وقت کے ایم ایل اے میجر جنرل افضل خان کے حکم پر ایک دار القرآن ٹرسٹ تشکیل دیا گیا تھا جو آج بھی قائم ہے۔ مسلمانوں کے دیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والے پانچ علماء روزانہ آج بھی قرآن کی تعلیم کیلئے جیل تشریف لے جاتے ہیں۔ بظاہر تو حکم یہ ہے کہ وہاں صرف قرآن کی تعلیمات کے علاوہ کوئی دوسری بات نہ کریں لیکن جب سے دہشت گردی کا مذموم عمل شروع ہوا ہے اس وقت سے جیل میں تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دو فرقے بریلوی مسلمانوں اور شیعہ مسلمانوں کے خلاف لوگوں کے اذہان میں زہر گھولا جاتا ہے۔

اس طرح سرکاری سرپرستی میں فرقہ واریت کا پرچا ہو رہا ہے۔ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ اس ادارے کو حکومت اپنے کنٹرول میں لے کر امن پسند مسلم علماء کا تقرر کریں جن کا تعلق مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے ہوتا کہ اس طرح کی خرابی کا سدباب ہو جائے۔ اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر بریلوی وشیعہ مسلک کے لوگوں کو بھی اس بات کا حق دیا جائے کہ وہ بھی اس طرح کے ادارے قیدیوں کے لئے قائم

کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ایسے اداروں میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو شامل کر کے مرتب کریں گے۔

درگاہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی تعمیرات

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی شخصیت بھی آفاقی ہے اور دنیا بھر سے وہاں زائرین زیارت کیلئے سہون شریف حاضری دیتے ہیں۔ پی پی پی کے دور حکومت میں درگاہ کی تعمیر کا کام بڑے روز شور سے شروع ہوا تھا لیکن حکومت کے جانے کے بعد ابھی تک تعمیرات کا کام روک دیا گیا ہے اس سے تمام لوگوں میں غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ تعمیرات کے وقت شیعہ جامع مسجد کو اس وعدے کے ساتھ شہید کیا گیا تھا کہ اس کی تعمیر دوبارہ کی جائے گی۔ درگاہ کے نقشہ کے ساتھ مسجد کا نقشہ بھی منظور شدہ ہے لیکن تا حال اس مسئلہ پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اس سے نمازیوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ براہ کرم درگاہ کا تعمیراتی کام کو تیز کر کے مسجد کی تعمیر کا وعدہ بھی پورا کیا جائے۔

محترم گورنر صاحب

کل ڈاکٹر محمد رضا پیرانی کا قتل بھی پچھلے شیعہ ڈاکٹروں کے قتل کا تسلسل ہے اب تک کراچی میں ۶۵ ڈاکٹر قتل ہو چکے ہیں جن میں ۶۰ شیعہ اور پانچ سنی ڈاکٹر ہیں ڈاکٹروں کو شیعہ ہونے کے دھوکے میں قتل کر دیا جن کے نام شیعوں جیسے تھے لیکن وہ خود شیعہ نہیں تھے۔ یہاں شیعہ تو قتل ہوتے آرہے ہیں جن کے تحفظ کی ذمہ داری سے شاید ریاست دست برداری اختیار کر چکی ہے لیکن شیعہ ہونے کے دھوکے میں سنی ڈاکٹروں کا قتل ہونا اس بات کی گواہ ہے کہ برائے خدا کچھ کیجئے دہشت گردوں کا راستہ روکیئے۔

جناب عالی!

ایک مرتبہ پھر آپ سے اجازت لینے سے قبل آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ اس اُمید کے ساتھ رخصت ہو رہا ہوں کہ ہماری گزارشات جن کو آپ نے اور اعلیٰ افسران نے غور سے سماعت کیا اس پر اقدامات بھی ہونگے۔

والسلام

بندہ شاہ ولایت

علامہ حسن ترابی

تحریک جعفریہ پاکستان سندھ

maablib.org

تعلیمی اسناد و اجازہ

رول نمبر ۵۷۰۴   سلسلہ نمبر 11871

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کراچی

سند امتحان ادیب / عالم عربی

تصدیق کی جاتی ہے کہ محمد حسن ترابی ولد / بنت احمد حسین

نے ادیب / عالم عربی کے امتحان منعقدہ ماہ [illegible] میں بدرجہ دوم

کامیابی حاصل کی۔

مندرجہ ذیل مضامین میں امتحان لیا گیا:-

۱۔ صرف و نحو   ۴۔ [illegible]

۲۔ ادب   ۵۔ [illegible]

۳۔ تاریخ   ۶۔ انشاء

کراچی

مورخہ [illegible]   سیکرٹری

madlib.org

Sl. No.
SS 029106

Roll No. [illegible]

Board of Secondary Education Karachi

Secondary School Certificate Examination, 1974

I certify that [illegible]

Son/Daughter of [illegible]

whose date of birth is [illegible] day of JULY,

one thousand nine hundred [illegible] has duly passed the Secondary School Certificate Examination held in the month of July, 1974 as a **Regular / Private Candidate** in the subjects mentioned below and has been placed in the THIRD Division.

He/She obtained [illegible] marks in the aggregate out of 900/1000.

COMPULSORY SUBJECTS

1. Urdu
2. English
3. Islamiat
4. SOCIAL STUDIES
5. —

ELECTIVE SUBJECTS

1. ARABIC.
2. GENERAL SCIENCE.
3. —
4. —
5. —
6. —

Obtained distinction/s in —

Dated, the 1st April, 1976

(S.E.A. Rizvi)
Secretary

1. Marks below 33% in a subject are not included in the aggregate.
2. This Certificate is issued without alteration or erasure.

الشهادة العالمية في العلوم العربية والإسلامية

سلطان الأفاضل

وفاق المدارس الشيعة پاكستان

٣٢٩٦

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين وآله الطيبين الطاهرين وأصحابه المنتجبين أما بعد فان الهيئة المديرية لوفاق المدارس الشيعة بپاكستان تشهد وتوثق بأن ____ محمد حسين ____ ابن/بنت ____ حسين ____ تاريخ ميلاده/ميلادها ____ ١٩٥٣ ____ من سكان ____ كرنيہ ____ قد أتم/أتمت الدراسة النهائية ونجح/نجحت وفاز/فازت بامتحانها النهائي المنعقد تحت إشراف وفاق المدارس الشيعة بپاكستان في الدرجة ____ الأولى ____

وبناء على ذلك قد استحق/استحقت الشهادة العالمية في العلوم العربية والإسلامية "سلطان الأفاضل" نوصيه/نوصيها بتقوى الله تعالى فان خير الزاد التقوى والعمل الصالح والاعتصام بالله العزيز هو نعم المولى ونعم النصير.

محل الإصدار ____ تاريخ الإصدار ____

رئيس الوفاق ____ مدير عام ____

وفاق المدارس الشیعہ پاکستان

مرکز :۔ جامعۃ المنتظر، لاہور

الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ — نمبر شمار 2396

سلطان الافاضل (ایم اے)

نتیجہ امتحان ۔ 96 ۔ 19 سالانہ / ضمنی

رجسٹریشن نمبر 2297/96 ش — رول نمبر 2296

نام محمد حسن ترابی ولدیت احمد حسین ترابی تاریخ پیدائش [illegible] مستقل ضلع سکھر

پرچہ	مضمون	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر
1	ادب / تاریخ	100	80
2	فقہ	100	78
3	اصول فقہ	100	76
4	تفسیر	100	74
5	حدیث	100	79
6	منطق و فلسفہ	100	76
7	مقالہ نویسی عربی	100	78
8	زبانی امتحان	50	46
	میزان	750	587

اول :۔ 60 % ثانیہ :۔ 45 % پاس :۔ 33 %

نتیجہ پاس درجہ الاولیٰ کل / بالاجزاء

ناظم دفتر ناظم امتحانات محمد حسین اکبر

جامعۂ امامیہ

JAMA-I-IMAMIA

Under Supervision of:
PROVINCIAL SHIA CONFERENCE
Block No 2, Nazimabad,
KARACHI.

786

Ref No. ______

Date 16-8-73

Certificate.

I hereby certify that Molvi Mohammed Hasan Turabi is a brilliant student of my maderrasaa. He is a good teacher. He is very reliable and a pious young man. He is very proficient in Fiqqa. Molvi Mohammed Hassan Turabi is a good speaker. He is suitable in all respects for your Jamat. He has been studying at the Jamia for the last five years. At the same he has been a student of modern education.

PRINCIPAL,
JAMIA IMAMIA.

Principal,
JAMA IMAMI 16/8/73
Nazimabad-2, Karachi-18.

maablib.org

جامعۂ امامیہ

JAMA-I-IMAMIA

Under Supervision of:
PROVINCIAL SHIA CONFERENCE
Block No. 2, Nazimabad,
KARACHI

Ref. No. ________ Date 23/8/75

باسمہ سبحانہ

جناب مولوی محمد حسن نجفی صاحب ممتاز الافاضل فرسٹ ڈویژن پنجاب یونیورسٹی - عربی ادب
مولوی فاضل کراچی بورڈ کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے - چونکہ میں
ان کا استاد رہ چکا ہوں اس لئے ان کی قابلیت سے واقف ہوں - نہایت ذکی و ہوشیار
اور دیانتدار - علوم فلسفہ - فقہ - اصول فقہ - منطق - صرف و نحو و ادب میں
اچھی خاصی دسترس رکھتے ہیں - میری نظر میں امام جمعہ و جماعت کی اہلیت رکھتے ہیں
اور قوم کی رہنمائی کا حق ہے

حررہ [illegible] النجفی

[illegible]
سابق پرنسپل جامعہ امامیہ کراچی
23/8/75

University of Karachi

Equivalence Certificate
of
Shahadat al-'Alamiyah Fi al-'Ulum al-Islamiyah wa al-'Arabia

*This is to certify that Shahadat al-Alamiyah Fi al-Ulum al-Islamiyah wa al-Arabia awarded by the Board** WIFAQ UL-MADARIS AL SHIA (LAHORE) *to Mr./Ms.* MUHAMMAD HASAN TURANI *S/o-D/o* AHMAD HUSSAIN TURANI

is recognized as equivalent to M.A. Arabic and Islamic Studies for the purposes of teaching in College/University and for pursuing higher studies in Arabic and Islamic Studies.

Approved Boards

1) *Jamia Darul Ulum Karachi (Karachi)*
2) *Tanzim ul-Madaris (Lahore)*
3) *Wifaq ul-Madaris al-Arabiyah (Multan)*
4) *Wifaq ul-Madaris al-Salfiyah (Faisalabad)*
* 5) *Wifaq ul-Madaris al-Shia (Lahore)*

Deputy Registrar (Acad.)
DEPUTY REGISTRAR
(ACADEMIC)
University of Karachi
KARACHI

Dated: 15-10-2003

بسمه تعالی

سماحة المرجع الدینی الأعلی آیت الله العظمی السید علی الحسینی السیستانی

با تقدیم تحیات

ضمن تشکر و سپاسگزاری از فرستادن اجازه نامه [illegible] مورد [illegible] که اینجانب
[illegible] داشتن [illegible] گسترده در رابطه با [illegible] مردم اهل تشیع در این سرزمین
و برای حل مشکلات و [illegible] که این [illegible] منطقه و آن نواحی
است و همچنین نجات شیعیان مظلوم از [illegible] خصوصاً
[illegible] به آسیب دیدگان [illegible] فرصتی برای
کسب و کار و درآمد برای معاش [illegible]
و خانواده خود هزینه های محافظت از خود [illegible]
[illegible] سهم مبارک امام علیه السلام
[illegible] اجازه [illegible] از سهم مبارک امام [illegible] شده است
هزینه های سنگین [illegible] می شود
اجازه صرف هزینه ها [illegible] از سهم مبارک امام علیه السلام و
[illegible] آن [illegible] ارسال [illegible] خدمت
حضرت [illegible] سپاسگزار خواهم بود

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۷ [illegible] ۱۴۱۷
[illegible]

بسمه تعالی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
۱۴۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم ۱۴۱۳

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطيبين وعترته الطاهرين

وبعد جناب حجة الإسلام والمسلمين آقاى حاج شيخ حسن [illegible] دامت تأييداته

از قبل اينجانب مجاز هستند در تصدى امور حسبيه با تحفظ بر جهات شرعيه و [illegible]

و در [illegible] و [illegible] و در [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لطف الله الصافي

[illegible] ۱۵/ج۲/۱۴۱۷

حضرت آية الله [illegible] گلپايگانى

بسم الله الرحمن الرحیم

۳۷۸۷

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی خیر خلقه و اشرف بریته محمد و عترته الطیبین الطاهرین

و بعد جناب مستطاب حجة الاسلام آقای حاج شیخ حسن [illegible] دامت ایامه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاریخ ۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۲

حضرت آیة الله محمدرضا گلپایگانی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وآله الطیبین الطاهرین واللعن
علی اعدائهم اجمعین ومنکری فضائلهم ومناقبهم الی قیام یوم الدین. و اما بعد مخفی نماند که جناب
مستطاب مروج الاحکام ثقة الاسلام والمسلمین آقای حاج شیخ محمد حسن ترابی دامت تاییداته
از قبل این جانب مجاز و ماذون می باشند در تصدی امور حسبیه که منوط است به اذن
فقیه جامع الشرائط و نیز مجاز بوده در قبض حقوق شرعیه از قبیل زکوات و مظالم العباد
و مجهول المالک و خمس و کفارات عامة و سهم سادات عظام کثر الله امثالهم و سهم مبارک
امام علیه صلوات المصلین و مصرف ثلث آن در موارد مقرره شرعیه و ایصال باقی به این جانب
و النصف سهمیه تمام مبلغ و ایصال آن به این جانب و نیز مجاز بوده در اعطاء و دستگردان حقوق
افرادی که مانده به مطالبات و عدم آن یا نتوانند یکجا ادا نمایند. و اوصیه بالتقوی و رعایة
الاحتیاط فانه سبیل النجاة و ان لا ینسانی من صالح دعواته کما لا انساه ان شاء الله والسلام
علیه و علی اخواننا المؤمنین و رحمة الله و برکاته

محمد الروحانی

۴۹۵۰

۷۵/۸/۱۴

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه واشرف بریته محمد (ص)

وعلی آله الطیبین الطاهرین. واللعن الدائم علی اعدائهم الی یوم الدین

وبعد جناب مستطاب ... دامت تأییداته

برحسب استجازه‌ای که از اینجانب نموده‌اند مجاز و مأذونند در تصدی امور حسبیه و آنچه

در عصر غیبت منوط باذن حاکم شرع است با رعایت احتیاط در تشخیص موضوع و حکم

و نیز مجاز و مأذونند در اخذ وجوه شرعیه مانند زکوة و کفارات و غیرها و صرف در مصارف

مقرره شرعیه و نیز مجازند در اخذ سهمین مبارکین و صرف ثلث در مصارف شخصیه اقتصادیه

و سایر مصارف مقرره شرعیه و ارسال مابقی را برای اینجانب جهت صرف در حوزه‌های علمیه

و خصوصاً حوزه مقدسه علمیه قم التی هی ام الحوزات و منها تفیض العلم الی سائر البلاد کما فی اخبارنا

المؤیدة بالدرایة. واوصیه بما اوصی به السلف الصالح من ملازمة التقوی و مراعاة الاحتیاط فی

جمیع الحالات فانه طریق النجاة وان لا ینسانی من صالح الدعوات کما لا انساه ان شاء الله

والسلام علیه و علی جمیع اخواننا المؤمنین و عباد الله الصالحین و رحمة الله و برکاته. ضمناً مجاز

در دستگردان و امهال در صورت مصلحت و مصالحه فقط در موارد ضرورت. و لازم است قبض رسید

اینجانب را به صاحبان وجوه برسانند. ۲۴ جمادی الثانیه ۱۴۱۷

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة لاهل التقوی والیقین والصلاة والسلام علی اشرف
الانبیاء والمرسلین وخیر الاولین والآخرین محمد وآله الطاهرین المکرمین
واللعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین وبعد جناب مستطاب زبدة
الفضلاء والکرام حجة الاسلام آقای حاج شیخ حسن ترابی دامت تأییداته
برحسب اجازه‌ای که از این جانب نموده‌اند مجازند در اخذ وجوه شرعیه
مطلقه مانند زکوة و رد مظالم و کفارات و نذور مطلقه و مجهول المالک و سهم
امام علیه افضل الصلاة والسلام و صرف نصف آن را در موارد مقرره و رفع حوائج
شیعه مؤمنین محرومین و باقی را بحوزه علمیه ارسال کنند وله ان یتناول منها لدی
الحاجة [illegible] وعلیه دام علاه تسلیم وصولاتنا تمام المبلغ الی ارباب الحقوق
الشرعیة واجزت له ان یروی عنی ما صحت لی روایته عن مشایخی العظام
قدس الله اسرارهم بالطرق المنتهیة الی الائمة الهداة المعصومین علیهم السلام
لا سیما نهج البلاغة والصحیفة السجادیة والکتب الاربعة المتقدمة والثمانیة
المتأخرة مع التحفظ فی النقل وأوصیه بما أوصانی المشایخ الاعلام [illegible]
والتجنب عن الهوی والتمسک بالعروة الوثقی والسلام علیه وعلی اخواننا
المؤمنین ورحمة الله وبرکاته فی ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۱۷

الداعی السید محمد تقی [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی سید المرسلین محمد و عترته الطاهرین

و بعد: جناب مستطاب مروج الاحکام آقای شیخ حسن ترابی دامت تأییداته

از قبل اینجانب مجاز [illegible]

[illegible]

مبارک امام علیه السلام که یک ثلث آن را [illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام علیه و علی جمیع اخواننا المؤمنین [illegible]. ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۱۴ هـ

محمد شیرازی

۱۴۴۴

۱۷۱۴

بسمه تعالی

[illegible] مکتوب شریف مورخ ۱۱/۱۱/۱۹۷۶ واصل گردید

[illegible] خوشوقت شدم

[illegible] خواسته بودند [illegible]

[illegible] وجوه شرعیه [illegible]

[illegible]

[illegible] حوزه علمیه [illegible]

[illegible] حوزه علمیه [illegible]

وجوه [illegible]

محمدرضا الموسوی الگلپایگانی

[illegible]

حضرت آیة الله [illegible]

[illegible]

حضرة آیة الله العظمی زعیم الحوزة العلمیة السید الخوئی دام ظله

با تقدیم تحیات وافره

بدینوسیله به محضر مستطاب معروض میداریم که برای این منطقه
کمک مؤمنان یک جامع مسجد و حسینیه و مدرسه و کتابخانه بنیاد نهادیم
چنانچه مبلغ ۳۰۰۰۰ روپیه با تعاون اهل منطقه در این کار خیر به اتمام
و بنیان را استوار نمودیم ولی برای تکمیل این بنیان احتیاج به ۳۰۰۰۰
روپیه دیگر می باشیم که وجوه شرعیه داشتن اجازه از محضر مستطاب
حاضر شده تا پرداخت کنند بدینوجه از حضرت مستطاب درخواست
استدعا می‌شود تا برای تکمیل این بنیان اجازه صرف سهم امام داده
شود تا مؤمنین کاملاً استفاده نمایند.

والله ولی التوفیق

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

بسمه تعالی آقایان کرام ایدهم الله در این مشروع خیر با برکت تا حد معارف مأذونند تا مقدار
یک ثلث از سهم امام علیه السلام مستحق شرعیت شان را در جهت خیر مصرف و نظر شان [illegible]
دیگر کسی نمی‌باشد از یک ثلث مساعدت نمایند با خود یا اعضاء خود [illegible]
را اجازه. والله [illegible] خواهد شد والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ۱۱ رجب ۱۴۰۵

محمد حسن ترابی [illegible]

حضرة آیة الله العظمی الحکیم [illegible]

اخباری تراشے

پہلا خودکش حملہ (۱۶ اپریل ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی گاڑی کو بم سے اڑانیکی کوشش

کراچی (وقائع نگار خصوصی) گلشن اقبال میں ممتاز شیعہ عالم حسن ترابی کی گاڑی بم سے اڑانے کی کوشش ناکام ہوگئی۔ البتہ دھماکے سے ان کے بیٹے اور گن مین سمیت چار افراد زخمی ہوگئے اور گاڑی کو شدید نقصان پہنچا خود علامہ حسن ترابی معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ بم کا خوفناک دھماکہ جمعرات کی دوپہر تقریباً ساڑھے بارہ بجے ابوالحسن اصفہانی روڈ پر پیراڈائز بیکری کے نزدیک ہوا جس کی آواز دور دور تک سنی گئی اور آس پاس کی عمارتیں لرز گئیں۔ بعض عمارتوں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے جس وقت یہ واقعہ پیش آیا علامہ حسن ترابی اپنے بیٹے مرتضیٰ ترابی کے ہمراہ ایک اجلاس میں شرکت کے لئے لینڈ کروزر جیپ نمبر پی سی 9832 میں جماعت اسلامی کے دفتر ادارہ نور حق جارہے تھے۔ جب ان کی گاڑی ابوالحسن اصفہانی روڈ پر پیراڈائز بیکری کے نزدیک پل سے آگے پہنچی تو اچانک پہلے سے سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے کینو کے ٹھیلے میں خوفناک دھماکہ ہوا جس سے لینڈ کروزر جیپ کو شدید نقصان پہنچا۔ اس کے شیشے وغیرہ ٹوٹ گئے اور گاڑی میں موجود علامہ حسن ترابی کے بیٹے ۳۰ سالہ مرتضیٰ حسن ترابی اور گن مین پولیس کانسٹیبل ۳۵ سالہ معشوق علی کے علاوہ وہاں سے گزرنے والا ایک موٹر سائیکل سوار ۲۸ سالہ عادل حسین اور ایک راہ گیر جمیل عباس زخمی ہوگئے۔ جبکہ ٹھیلے کے پرخچے اڑ گئے دھماکے میں علامہ حسن ترابی معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ بعد

ازاں زخمیوں کو نزدیک واقع پٹیل اسپتال پہنچایا گیا جہاں انہیں طبی امداد فراہمی کی گئی واقع کی اطلاع ملتے ہی ٹاؤن پولیس آفیسر گلشن اقبال آصف اعجاز شیخ، مبینہ ٹاؤن تھانے کے انچارج غیور اختر اور دیگر پولیس افسران کے ہمراہ موقع پر پہنچے۔ ٹی پی او آصف اعجاز شیخ نے جائے وقوعہ کے معائنے کے بعد بتایا کہ بم تقریبا آدھا کلو وزنی تھا اور ممتاز شیعہ عالم علامہ حسن ترابی کی گاڑی کو اڑانے کے لئے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے دھماکہ کیا گیا ہے۔ دہشت گردوں نے بم کا دھماکہ کرنے کے لئے کینوؤں کا ٹھیلہ استعمال کیا کیوں کہ ٹھیلے کے مالک کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دہشت گردوں نے ٹھیلہ حاصل کرنے کے بعد اس پر کینو رکھ دیئے تھے تاکہ سڑک کے کنارے کینوؤں کا ٹھیلہ دیکھ کر کسی کو شبہ نہ ہو اس سلسلے میں مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ اپریل ۲۰۰۶)

حملے کا مقصد شیعہ سنی اتحاد کو نقصان پہنچانا ہے، حسن ترابی

کراچی (نمائندہ خصوصی) اسلامی تحریک سندھ اور متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما علامہ حسن ترابی نے الزام لگایا ہے کہ ان پر حملے میں مبینہ طور پر لشکر جھنگوی اور سپاہ صحابہ ملوث ہے۔ حملے کا مقصد شیعہ سنی اتحاد کی کوششوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ وہ جمعرات کو حملے کے بعد اپنے گھر پر اخبار نویسوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سنی شیعہ اتحاد کے داعی ہیں اور ادارہ نور حق میں علماء کنونشن میں شرکت کے لئے گھر سے جا رہے تھے کہ ابوالحسن اصفہانی روڈ پر ڈائز برج کے پاس ان کی گاڑی کے

قریب فروٹ کے ٹھیلے میں بم کا خوفناک دھماکہ ہوا۔ جس سے ان کی گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ میری گاڑی کے پیچھے آنے والے موٹر سائیکل سوار شدید زخمی ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے صاحبزادے مرتضیٰ ترابی گاڑی چلا رہے تھے وہ معمولی زخمی ہو گئے۔ دو گن مینوں میں سے ایک گن مین علی بھی زخمی ہو گئے۔ علامہ حسن ترابی نے کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف کا دعویٰ درست نہیں ہے کہ ملک میں امن وامان قائم ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گزشتہ بیس برسوں سے ہٹ لسٹ پر سرفہرست ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس حملے میں جان چلی جاتی تو وہ خود کو خوش قسمت تصور کرتے۔ انہوں نے کہا کہ حملہ آور سنی وشیعہ دونوں کے دشمن ہیں۔ انہوں نے اپنے اس عزم کو دہرایا کہ حملے کے باوجود وہ شیعہ سنی اتحاد کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے عوام کو پرامن رہنے کی اپیل کی۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ اپریل ۲۰۰۶)

حسن ترابی پر قاتلانہ حملہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے، سیاسی رہنما

کراچی (نمائندہ خصوصی) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی سینئر نائب صدر علامہ سید ساجد علی نقوی نے کراچی میں ملت جعفریہ کے مرکزی رہنما اور متحدہ مجلس عمل صوبہ سندھ کے نائب صدر علامہ حسن ترابی پر ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے قاتلانہ حملے اور ان کے بیٹے، محافظوں اور راہگیر کے شدید زخمی ہونے کے واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور اسے دہشت گردوں کو حکومت کی طرف سے حال ہی میں دی جانے والی ڈھیل کا حصہ قرار دیا ہے۔ علامہ حسن ترابی سے اظہار ہمدردی کے لئے ٹیلی فون پر بات

چیت کرتے ہوئے علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ جو لوگ دہشت گردی ختم کرنے اور امن وامان قائم ہونے کا جھوٹ تسلسل کے ساتھ بولتے ہیں۔ اس واقعے کے بعد ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ملک میں سرکاری سطح پر دہشت گردی ختم کرنے کی بجائے دہشت گردوں کی سرپرستی کی جارہی ہے۔ انہوں نے قاتلانہ حملے میں ملوث دہشت گردوں کو فوری گرفت میں لینے اور ان کی سرپرستوں اور پشت پناہوں کو بے نقاب کرنے کا مطالبہ کیا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر و سابق سینیٹر پروفیسر غفور احمد اور جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی سیکریٹری جنرل منور حسن نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملہ حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عوام کے اپنے ہی رہنما اور قائدین دہشت گردی سے محفوظ نہیں اور دن دیہاڑے ان پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہوں تو عام آدمی اپنی جان و مال کے تحفظ کے لئے کہاں اور کس کے پاس جائے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق، سپریم کونسل کے چیئرمین علامہ شاہ محمد انس نورانی، پیر میاں عبدالباقی، مفتی محمد شریف سرکی، مولانا عبدالحلیم قادری، شبیر ابوطالب، متحدہ مجلس عمل کراچی کے صدر صدیق راٹھور، شارق اطہر اشرفی اور دیگر نے متحدہ مجلس عمل کے سینئر رہنما علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کے وجود میں آنے کے بعد سے ملک میں تفرقہ بازی کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن کچھ لوگوں کو امن وامان کی یہ فضا اچھی نہیں لگ رہی۔ علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملہ صوبائی حکومت کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ کے ارکان قومی اسمبلی نے کراچی کے علاقے گلشن اقبال میں بم دھماکے کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا کہ بم

دھماکے ذمہ دار عناصر کو گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے۔ اپنے مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ گلشن اقبال میں بم دھماکہ کراچی کا امن تباہ کرنے اور شہریوں کو خوف ہراس میں مبتلا کرنے کی سازش ہے۔ حق پرست ارکان قومی اسمبلی نے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد وزیر اعلیٰ سندھ ڈاکٹر غلام ارباب رحیم اور وزیر داخلہ رؤف صدیقی سے مطالبہ کیا کہ گلشن اقبال میں بم دھماکے کا فوری نوٹس لیا جائے اور کراچی کا امن تباہ کرنے کی سازش میں ملوث عناصر کو گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے۔ اپوزیشن کے رہنماؤں نے علامہ حسن ترابی کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی سخت مذمت کی ہے اور دھماکے میں ملوث ملزمان کی فوری گرفتاری اور ان کو عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اے آر ڈی کے مرکزی رہنما اظہر عباس زیدی نے کہا کہ حسن ترابی پر حملہ تشویش ناک ہے، حکومت امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہوگئی ہے، اس استعفیٰ دے دینا چاہیے۔ بی ڈی پی کے صدر بشارت مرزا نے کہا کہ علامہ حسن ترابی پر حملے کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ مسلم لیگ (نواز) کے مرکزی رہنما محمد حیدری نے اس واقعہ کو افسوس ناک قرار دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ اپریل ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی گاڑی پر بم دھماکہ، بدامنی پھیلانے کی سازش ہے، واسع جلیل۔ ٹاؤن ناظم گلشن اقبال کی علامہ حسن ترابی سے ملاقات، دہشت گردوں کی گرفتاری کا مطالبہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ناظم گلشن اقبال ٹاؤن محمد واسع جلیل نے گلشن اقبال ٹاؤن

ابوالحسن اصفہانی روڈ پر مذہبی اسکالر اور ایم ایم اے کے رہنما حسن ترابی کی گاڑی پر ہونے والے بم دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس واقعہ کا مقصد کراچی میں امن وسکون کی فضا کو خراب کرنا ہے اور کراچی میں جہاں اس وقت کراچی اسٹاک مارکیٹ کا کاروبار عروج پر ہے اور سرمایہ کار انویسٹرز کاروبار کیلئے دلچسپیاں رکھ رہے ہیں اس قسم کے دہشت گردی کے واقعات کا مقصد کراچی کی معیشت کو نقصان پہنچانا ہے۔انہوں نے اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے نائب ناظم شعیب اختر، ٹی ایم او متانت علی خان اور ٹاؤن پولیس آفیسر آصف اعجاز کے ہمراہ جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور حسن ترابی سے ملاقات کرکے خیریت دریافت کی۔انہوں نے زخمیوں کے صحت یابی کے لئے دعا کی اور ٹی پی او کو ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کرکے حقائق سے آگاہ کریں اور گلشن اقبال میں سخت سیکورٹی انتظامات کئے جائیں کیونکہ دہشت گرد ربیع الاول کے مقدس موقع پر فرقہ وارانہ فسادات کرا کر بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں جسے مکمل طور پر ناکام بنادیا جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۸ اپریل ۲۰۰۶)

اداریہ: علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملہ!

(جرات، ۱۸ اپریل ۲۰۰۶)

ابوالحسن اصفہانی روڈ پر علامہ حسن ترابی بم دھماکے میں بال بال بچ گئے تاہم ان کے بیٹے اور گارڈ سمیت ۴ افراد زخمی ہوگئے۔آدھا کلووزنی دیسی ساختہ بم تھیلے پر

نصب تھا جس کے خوف ناک دھماکے سے ٹھیلے کے پرخچے اڑ گئے جبکہ قریبی عمارتوں کے شیشے چکنا چور ہو گئے۔ سی سی او پی کراچی کا کہنا ہے کہ دھماکہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کیا گیا۔ بعدازاں علامہ حسن ترابی نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی ختم کرنے سے متعلق حکومت کے تمام دعوے غلط ثابت ہوئے ہیں، شہر بھر میں ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری ہے اور علماء، دانش وروں، ڈاکٹرز اور عام شہریوں کے قاتل آزاد گھوم رہے ہیں۔ مجھے دہشت گردوں کی جانب سے مستقل قتل کی دھمکیاں ملنے کے باوجود حکومت نے حفاظتی پولیس موبائل واپس لے لی ہے۔

ہر شہری کی جان، مال اور عزت کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن جب بات علماء، سیاست دانوں، سماجی رہنماؤں، دانش وروں، اور عوامی خدمات فراہم کرنے والے اداروں کے سربراہوں کی ہو تو پھر اس ذمہ داری میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ گزشتہ چند برسوں سے شہر میں ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری ہے اور مختلف مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے ذمہ داران اور کارکنان دہشت گردی کی نذر ہو چکے ہیں۔ نہ تو ان افراد کے قاتلوں کو اب تک گرفتار کیا جا سکا ہے اور نہ ہی ان قاتلانہ حملوں اور شہریوں کے قتل کے تسلسل میں کمی واقع ہو سکی ہے۔ کراچی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور مختلف ایجنسیوں کی موجودگی کے باوجود نہ صرف سنگین جرائم بلکہ اسٹریٹ کرائم بھی دن دہاڑے جاری ہیں۔ عام شہریوں سے روزانہ لاکھوں روپے نقدی، موبائل فونز، گاڑیاں، موٹر سائیکل چھین لی جاتی ہیں اور پولیس ان وارداتوں میں ایک فی صد بھی کمی لانے میں ناکام رہی ہے۔ علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملے کا واقعہ فرقہ وارانہ آگ کو بھڑکانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ

حقیقت ہے کہ مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں کی کوششوں اور ہر دو جانب کے علماء کی جانب سے صبر وتحمل اور اتحاد کے مظاہرے نے اب تک اس آگ کو بھڑکنے سے روک رکھا ہے مگر ملک وسماج دشمن عناصر کی جانب سے وقتاً فوقتاً اس آگ کو جلانے کی کوششیں کی جاتی رہتی ہیں۔ بارہا ان ہی سطروں میں حکومت سندھ اور وفاق کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جاتی رہی ہے کہ جب تک امن وامان قائم کرنے کے ذمہ دار ادارے یعنی پولیس کی تطہیر نہیں ہوگی، دیانت دار اور تعلیم یافتہ افراد کو آگے نہیں بڑھایا جائے گا۔ مقامی افراد کو بھرتی نہیں کیا جائے گا، پولیس اہل کاروں کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ نہیں کیا جائے گا، انہیں جدید اسلحے اور سہولیات سے مزین نہیں کیا جائے گا، نہ تو محکمہ پولیس کی کارکردگی میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی جرائم میں کمی آسکتی ہے۔ محکمہ پولیس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مجرموں سے باآسانی نمٹنے کے قابل ہوسکے۔ علماء اور دیگر افراد جو معاشرے میں اہم عہدوں اور ذمہ داریوں پر فائز ہیں ان کی حفاظت کا اطمینان بخش انتظام ہونا ضروری ہے تاکہ ان کا تحفظ یقینی ہوسکے۔ اگر محکمہ پولیس میں افرادی قوت کی کمی ہے تو اس میں مقامی افراد کی بھرتی کی جائے۔ حکومت کی جانب سے محکمہ پولیس کی تطہیر اور تنظیم نو کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں فوج اور پولیس کے ریٹائرڈ افسران کے علاوہ علماء اور شہریوں کے نمائندوں کو شامل کیا جائے اور پھر اس کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں اس اہم ترین ادارے کی (جو عوام کی جان ومال وعزت کے تحفظ اور امن وامان کو برقرار رکھنے کا ذمہ دار ہے) تنظیم نو کی جاسکے۔ اس سے جہاں جرائم میں کمی آئے گی وہیں علماء، دانش وروں، سیاست دانوں، سماجی رہنماؤں، ڈاکٹروں اور تمام شہریوں

کی جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ممکن ہو سکے گا۔ اور امن وامان کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ ملک وقوم کے دشمن عناصر کا بھی قلع قمع ہو سکے گا۔

قاتلانہ حملے کی ایف آئی آر درج کرانے سے انکار

پولیس حکام کو ذمہ داریوں کی اتنا ہی احساس تھا تو گارڈز واپس کیوں لئے۔

علامہ حسن ترابی، مجلس کے رہنما سے سی سی پی او سمیت دیگر حکام کی ملاقات، ملزمان کو گرفتار کرنے کی یقین دہانی

کراچی (نمائندہ امت) متحدہ مجلس عمل کے صوبائی رہنما اور شیعہ علماء کونسل کے صدر علامہ حسن ترابی نے اپنے اوپر ہونے والے قاتلانہ حملے کی ایف آئی آر احتجاجاً درج نہ کرانے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ صوبائی حکومت کی جانب سے دوبارہ گارڈ فراہم کرنے کی پیشکش بھی مسترد کر دی ہے انہوں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے احتجاج کو امت کے اتحاد کے لئے استعمال کریں اور کسی بھی نوعیت کی منفی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں، علامہ حسن ترابی سے جمعرات کے روز سی سی پی او نیاز احمد صدیقی سمیت پولیس کے اعلیٰ حکام نے ملاقات کی اور ان سے واقعہ کی تفصیلات معلوم کیں اور ان سے درخواست کی کہ وہ حملے کی ایف آئی آر درج کرائیں، علامہ حسن ترابی نے پولیس حکام کو آگاہ کیا کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ احتجاجاً ایف آئی آر درج نہیں کرائیں گے انہوں نے کہا کہ ہمارے ۲۵ ہزار افراد شہید کر دیئے گئے ایک بھی قاتل کو سزا نہیں دی گئی بلکہ وقت کی خاطر سینکڑوں دہشت گردوں کو رہا کیا گیا آج بھی جیلوں میں دہشت گردوں کو تمام سہولیات حاصل ہیں اس کے بعد یہ توقع کرنا کہ پولیس کچھ

کرے گی مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت اور پولیس حکام کو اپنی ذمہ داریوں کا اتنا ہی احساس ہوتا تو پھر ان سمیت حکومت مخالف تمام رہنماؤں سے سرکاری گارڈز کیوں واپس لئے گئے۔ اس موقع پر سی سی پی او نے انہیں یقین دلایا کہ پولیس واقعہ کے اصل ذمہ داروں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے گی اور انہیں سرکاری گارڈ بھی فراہم کیا جائے گا تاہم علامہ حسن ترابی ایف آئی آر درج نہ کرانے کے فیصلے پر قائم رہے جبکہ سی سی پی او کی ہدایت پر ایک سرکاری گارڈ ان کی رہائش گاہ پر تعینات کر دیا گیا۔ امت سے گفتگو کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ میں نے اعلیٰ حکام کو اپنے موقف سے آگاہ کر دیا ہے۔ مجھ پر حملہ ایک گہری سازش تھی۔ اس سازش کا مقصد ۸ ربیع الاول کے چپ تعزیہ کے جلوس کو مشتعل کرنا اور شہر کو ہنگامہ آرائی کی نذر کرنا تھا اور شہر میں خونریزی کی منصوبہ بندی تھی لیکن دشمنوں کی سازش ناکام ہو گئی انہوں نے کہا کہ عوام پر امن رہیں اور اتحاد قائم رکھیں۔

(روزنامہ امت کراچی ۷، اپریل ۲۰۰۶)

جان لیوا خودکش حملہ

۱۴ جولائی ۲۰۰۶

عباس ٹاؤن میں خودکش حملہ حسن ترابی بھانجے سمیت شہید

صدر اور وزیر اعظم کا اظہار افسوس

مظاہرے سے واپسی پر گھر کے قریب ہوا۔ ۳ سیکورٹی گارڈ سمیت پٹیل اسپتال منتقل کیا گیا جہاں زخموں کی تاب نہ لاکر خالق حقیقی سے جا ملے۔ نماز جنازہ آج بعد نماز ظہرین امام بارگاہ علی رضاؑ میں ہوگی۔ وزیر داخلہ کا ملزمان کی نشاندہی پر ۵۰ لاکھ روپے انعام کا اعلان۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ابوالحسن اصفہانی روڈ پر واقع عباس ٹاؤن میں جمعہ کی شام خودکش بم حملے میں مجلس عمل کے رہنما اور معروف عالم دین علامہ حسن ترابی اپنے بھانجے سمیت شہید ہوگئے صدر اور وزیر اعظم نے خودکش حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے ممتاز مذہبی اسکار حسن ترابی کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

دھماکہ میں علامہ حسن ترابی کے تین پولیس گارڈ بھی زخمی ہوگئے۔ خودکش بمبار کے جسم کے پرخچے اڑ گئے دھماکے سے علامہ حسن ترابی کے گھر کی دیوار سیاہ ہوگئی قریب واقع مکانات کی دیواریں چھلنی ہوگئیں دھماکے ۲ سے ڈھائی کلو وزنی بم سے کیا گیا تھا۔

تفصیلات کے مطابق ابوالحسن اصفہانی روڈ پر عباس ٹاؤن میں جمعہ کی شام تقریباً ۷ بجے علامہ حسن ترابی کے گھر کے سامنے خودکش دھماکے میں ۱۷ سالہ عباس علی

جاں بحق اور علامہ حسن ترابی، ان کے گارڈ محمد کاشف، فخر حسین اور اظہر حسین زخمی ہو گئے جنہیں پولیس اہلکاروں اور علاقے کے لوگوں نے پٹیل اسپتال پہنچایا جہاں علامہ حسن ترابی زخموں کی تاب نہ لا کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ اطلاع ملتے پولیس اور رینجرز کی بھاری نفری موقع پر پہنچ گئی پولیس کو جائے وقوعہ سے ایک روسی ساختہ دستی بم بھی ملا جسے بم ڈسپوزل اسکواڈ نے ناکارہ بنا دیا۔

انکی نماز جنازہ ہفتہ ۱۵ جولائی کو بعد نماز ظہرین امام بارگاہ علی رضا کے سامنے ایم اے جناح روڈ پر ادا کی جائے گی نماز جنازہ علامہ سید ساجد نقوی پڑھائیں گے۔ وہ شہید کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کراچی روانہ ہو گئے۔ اُن کو وادیِ حسین میں سپرد خاک کیا جائے گا۔

تفصیلات کے مطابق واقعہ کے وقت علامہ حسن ترابی لبنان پر اسرائیل جارحیت کے خلاف ہونے والے مظاہرے میں شرکت کے بعد گھر آئے تھے۔ وہ جیسے ہی اپنی گاڑی سے اُتر کر گھر کے دروازے کی طرف جا رہے تھے کہ دھماکہ ہو گیا۔ دھماکے میں مبینہ خودکش بمبار کے جسم کے پرخچے اُڑ گئے۔ پولیس نے خودکش بمبار کا سر اور دونوں پنڈلیاں قبضے میں لے لی ہیں۔ پولیس کے مطابق خودکش بمبار نے دو سے ڈھائی کلو دھماکہ خیز مواد سے لیس جیکٹ پہن رکھی تھی۔ جس میں چھرے (PELLETS) موجود تھے اگر دھماکہ کسی پبلک مقام پر ہوتا تو بہت جانی نقصان ہوتا۔ صوبائی وزیر داخلہ رؤف صدیقی نے ملزمان کی نشاندہی پر ۵۰ لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔

پولیس ذرائع کے مطابق واقعہ میں زخمی ہونے والے پولیس اہلکاروں نے

بتایا کہ اُنہوں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ گاڑی سے اُترنے کے بعد علامہ حسن ترابی نے ان سے کہا کہ جا کر کھانا کھالیں ہم جانے کے لیے مڑے ہی تھے کہ دھماکہ ہو گیا۔ علامہ حسن ترابی کے زخمی گارڈ محمد کاشف نے نجی ٹی وی سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگ بنوری ٹاؤن میں ایک پروگرام میں شرکت کر کے آئے تھے تو واپسی پر ایک بم بلاسٹ ہوا جس میں ہم لوگ زخمی ہو گئے۔ محمد کاشف نے مزید بتایا کہ علامہ حسن ترابی نے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہم سے کہا کہ روٹی کھا کر آجاؤ۔ ہم یہ سن کر جیسے ہی مڑے تو دھماکہ ہو گیا۔

محمد کاشف نے مزید بتایا کہ ہم نے کسی کو ان سے گلے ملتے ہوئے نہیں دیکھا پتا نہیں کس چیز کا دھماکہ تھا بم فٹ تھا یہ گاڑی میں رکھا تھا کچھ پتا نہیں چل رہا۔ بس دھماکا سنا کوئی انجان آدمی علامہ کے قریب نہیں تھا بس میں تھا اور دوسرا گن مین فخر حسین کھڑا تھا اور ان کا بیٹا اور گاڑی کا ڈرائیور تھا۔ کچھ نہیں معلوم کہ بم فٹ تھا یا کوئی اور بات تھی بس دھماکا سنا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

صدر پرویز مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز نے ممتاز مذہبی اسکالر علامہ حسن ترابی کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ خودکش حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے صدر اور وزیر اعظم نے سندھ حکومت کو ہدایت کی ہے کہ مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے کوشش کریں اور اُنہیں مثالی سزا دیں۔

اسلام آباد سے نمائندہ جنگ وفاقی سکریٹری داخلہ سید کمال شاہ نے کہا ہے کہ کراچی میں علامہ حسن ترابی کی حفاظت کے لیے حکومت نے تمام انتظامات کر رکھے تھے اور جس وقت اُن پر حملہ ہوا ان کے ساتھ پولیس کا ایک اے ایس آئی اور دو

کانسٹیبل ڈیوٹی پر تھے اور اس حملے میں پولیس والے بھی زخمی ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ خودکش حملے روکنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ کراچی کے واقعہ کے بعد جنگ سے بات چیت کر رہے تھے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ خودکش حملہ آور کا جسم بریدہ سر بھی ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے اسلام آباد لایا جائے گا۔

عباس ٹاؤن میں خودکش بم دھماکے کے بعد ڈی آئی جی انویسٹی گیشن زون ون منظور مغل، ایس ایس پی انویسٹی گیشن نیاز احمد کھوسو، ڈی ایس پی سی آئی ڈی راجہ عمر خطاب اور خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے جائے وقوعہ کا معائنہ کر کے شواہد جمع کیئے اور جائے وقوعہ کی تصاویر اور فلم بنائی۔ تفتیشی افسروں نے واقعہ میں زخمی ہونے والے پولیس اہلکاروں کے بیانات بھی ریکارڈ کیے۔

واضح رہے کہ علامہ حسن ترابی پر اس سے قبل ۶ اپریل ۲۰۰۶ کو عباس ٹاؤن کے قریب راشد منہاس روڈ پر بم دھماکے کے ذریعے بھی حملہ کیا گیا تھا لیکن وہ اس حملے میں بال بال بچ گئے جبکہ اس حملہ میں ۴ افراد زخمی ہو گئے تھے اس حملے کے ملزمان نے ایک ٹھیلے پر بم نصب کیا تھا جو علامہ حسن ترابی کی گاڑی قریب سے گزرنے پر پھٹ گیا تھا۔ (روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

ساڑھے تین ماہ قبل بھی علامہ حسن ترابی پر قاتلانہ حملہ ہوا پولیس ملزمان کا سراغ لگانے میں ناکام رہی دہشت گرد اس بار کامیاب ہو گئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین، اسلامی تحریک سندھ کے صدر اور متحدہ مجلس عمل سندھ کے نائب صدر علامہ حسن ترابی کو اس سے قبل ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ کو بھی بم دھماکے کے ذریعے قتل کرنے کی سازش کی گئی تھی۔ اس قاتلانہ حملے میں علامہ حسن ترابی معجزانہ طور پر محفوظ رہے جبکہ حملے میں علامہ کا بیٹا مرتضٰی ترابی اور گن مین زخمی ہوگیا اور گاڑی کو شدید نقصان پہنچا تھا۔ علامہ پر ہونے والے قاتلانہ حملے میں ملزمان نے علامہ کو قتل کرنے کے لیے ابوالحسن اصفہانی روڈ پر سنگترے کے ایک ٹھیلے میں بم چھپا کر ریموٹ کنٹرول دھماکا کر کے علامہ کو اڑانے کی کوشش کی گئی جو ناکام ہوگئی تھی۔

تاہم پولیس اس دہشت گردی کی واردات میں ملوث ملزمان کا سراغ لگانے میں ناکام رہی اور دہشت گرد اس بار حملے میں اُنہیں شہید کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

حفاظتی انتظامات کی ہدایت خودکش حملوں کا کوئی حل نہیں۔ وزیراعلیٰ

حکومت کو خودکش حملوں کی کوئی اطلاع نہیں ملی تھی

واقعے کی ہر سطح سے تحقیقات کرائی جائے گی۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وزیراعلیٰ سندھ ڈاکٹر ارباب غلام رحیم نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی پر حملہ کھلی دہشت گردی ہے جس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ جمعہ کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خودکش حملوں کا کوئی حل نہیں

اس واقعے کی ہر سطح پر تحقیقات کرائی جائے گی حکومت کے پاس ان حملوں کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ پورے صوبے میں ہائی الرٹ ہے خاص طور پر کراچی میں پولیس کا گشت بڑھا کر حساس اداروں کو مزید چوکنا کر دیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ نے بم دھماکے کی عدالتی تحقیقات کا حکم دیا ہے نجی ٹی وی کے دعوے کے مطابق حساس اداروں نے ۲۰ روز قبل حکومت کو بتایا تھا کہ ۱۲ خودکش بمبار افغانستان سے پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں جس کے بعد اس حوالے سے وفاقی حکومت کے تمام علاقوں میں پولیس افسروں کو ایک لیٹر کے ذریعے اس بات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی کی گئی تھی کہ سیکورٹی سخت کر دی جائے اور تمام صوبوں اور شہروں کے داخلی اور خارجی راستوں پر باقاعدہ چیکنگ کی جائے اور مشتبہ افراد کو دیکھتے ہی حراست میں لے کر تحقیقات کی جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ ترابی کی شہادت، تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروانے کا حکم

آئی جی اور سی سی پی او پر مشتمل تحقیقات ٹیم کی تشکیل دھماکہ انتہائی بزدلانہ عمل ہے۔ صوبائی وزیر داخلہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وزیر داخلہ رؤف صدیقی نے کہا ہے کہ عباس ٹاؤن میں خودکش بم دھماکے میں علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی شہادت کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروانے کا حکم دیا ہے۔ آئی جی سندھ اور سی سی پی او کراچی پر مشتمل اعلیٰ سطحی ٹیم تشکیل دے دی گئی ہے۔

وزیر داخلہ نے کہا کہ دھماکہ انتہائی بزدلانہ عمل ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی

جائے کم ہے انہوں نے کہا کہ کراچی کی صورتحال اور سیکورٹی کے پیش نظر سندھ پولیس کو فوری طور پر انتہائی چوکنا کر دیا گیا ہے جبکہ شہر میں پولیس اور رینجرز کا گشت بڑھا دیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی سیکورٹی پر ۱۱ پولیس اہلکار اور ایک موبائل وین تھی انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد رکھیں اور صبر و ضبط سے کام لیں انہیں علامہ اور ان کے بھانجے کی شہادت پر سخت دکھ اور رنج و افسوس ہوا ہے وزیر داخلہ نے کہا کہ دھماکہ کراچی کے امن و سکون کو سبوتاژ کرنے کی گہری سازش ہے۔

(روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے تاجرو صنعت کاروں کی شدید مذمت

کراچی (کامرس رپورٹر) ملک کی تاجر و صنعتکار برادری نے علامہ حسن ترابی پر خودکش حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرپسند عناصر ملک وقوم کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور کراچی میں امن وامان کی فضاء کو خراب کرنے کی کوششوں میں غیر ملکی دشمن عناصر معروف عمل ہیں جن کو بے نقاب کر کے عبرت ناک سزا دی جانی چاہیے۔ وفاقی ایوان ہائے صنعت وتجارت کے سابق صدر اور ممتاز صنعت کار ایس ایم منیر نے کہا کہ حکومت کو سانحہ نشتر پارک اور موجود خودکش حملے کرنے والے دہشت گردوں کو آہنی ہاتھ کے ذریعے گرفتار کر کے سخت ترین سزائے موت دی جائے۔ کیونکہ دہشت گردی

کی وارداتوں سے کاروباری سرگرمیاں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔

کائی کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری) کے چیرمین گلزار فیروز نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ افسوس ناک واقعہ ہے۔ جو ملک وقوم کے لیے بہت بڑی نقصان کا سبب بنا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت فوری تحقیقاتی ٹیم کے ذریعے تمام معاملات کو بے نقاب کرے۔

آل پاکستان ٹیکسٹائل پروسینگ ملز ایسوسی ایشن کے چیرمین ڈاکٹر ارشد وہرہ نے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی میں جاری ترقیاتی و معاشی سرگرمیوں کو متاثر کرنے کے لیے ملک دشمن عناصر مصروف عمل ہیں جن کو عبرت ناک سزادی جانی چاہیے۔

کراچی چیمبر کی ہاؤسنگ وکنسٹرکشن کمیٹی کے چیرمین میر سلطان نے کہا ہے کہ پاکستانی عوام اور ملک کے مثبت امیج کو بیرونی ممالک میں متاثر کرنے کے لیے چند پسند عناصر دن رات کوشاں ہیں۔ جو کہ ملک میں تعمیر وترقی کے خلاف مصروف عمل ہیں حکومت کو ایسے واقعات کا فوری نوٹس لیکر اقدامات کرنا ہونگے۔

(روزنامہ جرات کراچی، ۱۵ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی سپرد خاک نماز جنازہ و تدفین میں ہزاروں افراد کی شرکت

نماز جنازہ شاہ خراساں میں ساجد نقوی نے پڑھائی، جامع مسجد مصطفوی عباس ٹاؤن میں سپرد خاک کیا گیا، سوئم آج ہوگا۔ رقت آمیز مناظر، کارکن دھاڑیں مار کر روتے رہے، امت مسلمہ متحد ہو کر سازشوں کا مقابلہ کرے،

ساجد نقوی کا شرکاء سے خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل سندھ کے نائب صدر اور شیعہ علماء کونسل سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی کو ہفتہ کی سہ پہر ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جامع مسجد مصطفوی عباس ٹاؤن میں سپرد خاک کردیا گیا جبکہ ان کے بھانجے عمران علی کی تدفین دارلسلام قبرستان نارتھ کراچی میں انجام پائی۔ دونوں شہداء کی نماز جنازہ محفل مرتضیٰ شاہ خراسان میں متحدہ مجلس عمل کے سینئر نائب صدر علامہ سید ساجد علی نقوی نے پڑھائی۔ مرحوم کا سوئم آج ہوگا۔ علامہ حسن ترابی کے ایصال ثواب کے لئے سوئم اتوار کو مسجد مصطفوی عباس ٹاؤن میں ہوگا اس سلسلے میں دن گیارہ بجے قرآن خوانی ہوگی جبکہ بعد نماز ظہرین مجلس شروع ہوگی جو مغربین تک جاری رہے گی۔ نماز جنازہ کے موقع پر سخت حفاظتی اقدامات کیے گئے اور اس موقع پر رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے، کارکن دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔

شرکائے جنازہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ سید ساجد نقوی نے کہا کہ امت مسلمہ متحد ہر کر سازشوں کا مقابلہ کرے۔ نماز جنازہ کے موقع پر علامہ قمیر عباس نقوی، علامہ عون محمد نقوی، راشد ربانی، یوسف حسین، علامہ ناظر عباس، آفاق شاہد،

لیاقت بلوچ، ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، نثار کھوڑو، سعید غنی، مسرور احسن، وقار مہدی، معراج محمد خان، نصر اللہ شجیع، سلیم ضیا، تاج دار حیدر اور رفیق انجینئر سمیت دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنما اور حسن ترابی کے عزیز و اقارب اور ہزاروں افراد بھی موجود تھے اس موقع پر زبردست حفاظتی اقدامات کیے گئے۔ جنازہ کا جلوس کئی میل طویل تھا، پولیس اور رینجرز کی بھاری تعداد نے نمائش اور گرو مندر کے اطراف آنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی نماز جنازہ میں انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے، کارکن دھاڑیں مار مار کر روتے رہے اس موقع پر آنے والے افراد کی جامہ تلاشی لی گئی جبکہ امن و امان کے قیام اور پر امن رہنے کی تلقین کی جاتی رہی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے دوپہر ۱۲ بجے سے ہی ہزاروں افراد ایم اے جناح روڈ پر واقع امام بارگاہ علی رضا پر پہنچ گئے۔

تاہم دوپہر ۲ بجے اعلان کیا گیا کہ حفاظتی اقدامات کے سبب نماز جنازہ شاہ خراساں میں ادا کی جائے گی۔ بعد ازاں سیکڑوں کی تعداد میں آنے والے قافلے شاہ خراساں پہنچے جہاں نماز ادا کی گئی نماز جنازہ کا جلوس ایم اے جناح، شاہراہ قائدین، سبزی منڈی، حسن اسکوائر سے ہوتا ہوا عباس ٹاؤن پہنچا جہاں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں علامہ حسن ترابی کو سپرد خاک کر دیا گیا جبکہ علامہ حسن ترابی کے بھانجے عمران علی کی تدفین دارلسلام قبرستان نارتھ کراچی پر انجام دی گئی۔ قبل ازایں علامہ حسن ترابی کی نماز جنازہ کا مقام امام بارگاہ علی رضا سے حفاظتی نکتہ نظر سے شاہ خراسان منتقل کیا گیا۔

شیعہ علماء کونسل کے مطابق علماء کو اطلاعات ملی تھی کہ نماز جنازہ کے دوران

سانحہ نشتر پارک کی طرح بڑی تخریب کاری کا امکان ہے لہذا ضروری ہے کہ حفاظتی طور پر نماز جنازہ کا مقام تبدیل کردیا جائے جس کے بعد متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ نماز جنازہ شاہ خراسان میں ادا کی جائے بعدازاں تمام قائدین اور شرکائے جنازہ سخت حفاظتی پہرہ میں شاہ خراساں پہنچے جب جنازہ عباس ٹاؤن کی جانب روانہ ہوا تو اس موقع پر پولیس اور رینجرز کی بھاری نفری موجود تھی تاہم تمام انتظامات کارکنوں نے سنبھال رکھے تھے اس موقع پر ہوائی فائرنگ بھی ہوئی۔ متحدہ مجلس عمل سندھ کے نائب صدر علامہ حسن ترابی کی نماز جنازہ میں کسی بھی حکومتی جماعت سے تعلق رکھنے والی شخصیت نے شرکت نہیں کی۔

نماز جنازہ میں شریک جماعتوں کے رہنماؤں کی اکثریت حسب اختلاف کی جماعتوں سے تعلق رکھتی تھی نماز جنازہ پڑھانے سے قبل شرکت سے خطاب کرتے ہوئے متحدہ مجلس عمل کے سینئر نائب صدر علامہ سید ساجد نقوی نے کہا امت مسلمہ متحد ہوکر سازشوں کا مقابلہ کرے مختلف مکاتب فکر کے درمیان اتحاد و اتفاق کو فروغ دیا جائے ہم شہادت کی تمناء رکھتے ہیں علامہ حسن ترابی ایک فکر اور سوچ کا نام ہے ان کا مشن جاری رہے گا انہوں نے کہا کہ امریکہ و اسرائیل اسلام کے خلاف سازشیں بند کرے انتہاپسندی اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے ملک میں کوئی اقدامات نہیں ہورہے ہیں تمام مکاتب فکر کے علماء اور عوام متحدہ ہوکر دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔

علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی نے اپنا مقصد مشن حاصل کرلیا انہوں نے ظلم، جبر، ناانصافی اور زیادتیوں کے خلاف جدوجہد کی وہ کامیاب اور کامران رہے۔ ان کا راستہ امت کی وحدت، اسلام کی سربلند، عادلانہ نظام کے قیام،

استحصال زدہ طبقہ کے حقوق دلانے کا راستہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج جن کے ہاتھوں میں اقتدار ہے وہ دہشت گردوں کو تختۂ دار تک نہیں پہنچنے دے رہے فرقہ پرستی اور دہشت گردی کے نیٹ ورک کو توڑنے کے بلند و بانگ دعوے ہو رہے ہیں۔ مگر عملاً کوئی کام نہیں ہو رہا۔

انہوں نے کہا کہ اب بیانات آئیں گے، دعوے ہوں گے، ٹریبونل قائم ہوں گے جن کا نتیجہ صفر رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ قاتل کل بھی آزاد تھے اور انہیں جیلوں سے رہا کرایا گیا آج بھی یہ لوگ دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج عہد کرتے ہیں کہ ہم علامہ حسن ترابی کے روشن کردہ راستے پر چلیں گے، ہماری تمنا ہے کہ ہم بھی اسی طرح شہادت سے فیضیاب ہوں۔ علامہ حسن ترابی کے صاحبزادے مرتضیٰ ترابی نے انتہائی صبر و حوصلے سے شرکائے جنازے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دشمن سمجھ لے کہ مولانا ترابی کی شہادت نے ہمارے حوصلے بلند کئے ہیں، اسرائیل و امریکا کی سازشیں ناکام ہوں گی شیعہ سنی متحد ہیں۔ ہم جانباز باپ کی اولاد ہیں حکمراں سن لیں ہم مایوس نہیں ہیں، ہم ناپاک سازشوں کو اپنے اتحاد سے ناکام بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکا و اسرائیل ہمارے اور اسلام کے دشمن ہیں، ان کی سازشیں کبھی کامیاب نہیں ہونے دی جائیں گی۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

اداریہ:

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

موت العالِم موت العالَم

ممتاز عالم دین اور متحدہ مجلس عمل کے رہنما مولانا حسن ترابی جمعہ کی شام عباس ٹاؤن کراچی میں خودکش بم دھماکے میں شہید ہوگئے۔ان کے ساتھ ان کا کمسن بھانجا جاں بحق اور ان کے سکیورٹی گارڈ سمیت تین افراد زخمی ہوئے۔علامہ حسن ترابی اسرائیل کے خلاف ایک مظاہرے میں شرکت کے بعد واپس گھر پہنچے تو ایک نامعلوم شخص نے ان سے معانقہ کیا اس دوران بم دھماکہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔اس سانحہ کے بعد شہر بھر میں ہنگامے شروع ہوگئے۔توڑ پھوڑ کے واقعات بھی ہوئے۔ کراچی میں امن وامان کی دگرگوں صورتحال، خودکش بم دھماکے اور راہ چلتے بے گناہ افراد کا قتل ایک معمول بنتا جارہا ہے۔عید میلاد النبیؐ کے موقع پر ہونے والے بم دھماکے میں کئی ممتاز علمائے کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں دیگر افراد بھی لقمہ اجل بن گئے تھے۔

تشویشناک امر یہ ہے کہ ان خوفناک وارداتوں میں ملوث کسی بھی منظم گروہ یا اس کے ارکان کو پکڑا نہیں جاسکا۔سیکورٹی کے حوالے سے یہ واقعات پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کی ناکامی کا واضح ثبوت ہیں اور ان خوفناک واقعات کے بعد ملزموں تک پولیس اور خفیہ اداروں کی عدم رسائی حکام کی نااہلی پر دلالت کرتی ہے جس سے شہریوں میں جان ومال کے عدم تحفظ کے احساس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔کراچی میں امن وامان کی یہ دگرگوں صورت حال نہ صرف ملک کے دوسرے حصوں میں

دہشت گردوں اور تخریب کاروں کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی بلکہ ملک کی معیشت پر بھی اس کے ناخوش گوار اثرات مرتب ہونگے اور سرمایہ کاری بھی فضالازماً متاثر ہوگی کراچی کے علاوہ بلوچستان کے اکثر شہروں میں دہشتگردوں اور تخریب کاروں کی سرگرمیاں بھی جاری ہیں اور صوبائی حکومت انہیں کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔

اصل صورت حال تو تفتیش اور کسی ملزم کے گرفتار ہونے کے بعد ہی سامنے آسکے گی۔ لیکن ماضی کے ایسے ہی المناک واقعات کے حوالے سے پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کی کاروائی پر عوامی حلقوں کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا جارہا ہے جو بلا جواز نہیں۔ صدر، وزیراعظم، اعلیٰ حکومتی ارکان اور ایم ایم اے کے رہنماؤں کی طرف سے مولانا حسن ترابی کی شہادت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا ہے اور اسے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے مرحوم کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صدر اور وزیراعظم صوبائی حکومت کو ہدایت کریں کہ وہ اس سانحہ کی تفتیش کو نتیجہ خیز بنائے اور ملزمان کی جلد از جلد گرفتاری کو یقینی بنائے۔ اس المناک سانحہ پر پوری قوم دل گرفتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

مسلمان اپنے اتحاد کو ٹوٹنے نہ دیں، ساجد نقوی، صحافیوں سے گفتگو

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایم ایم اے کے مرکزی سینئر نائب صدر قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ ساجد نقوی نے کہا ہے کہ مسلمان اپنے اتحاد کو ٹوٹنے نہ دیں ہم اتحاد بین المسلمین کو مضبوط بنانے کیلئے کام کرتے رہیں گے ملک میں امن وامان کی

صورتحال خراب ہے اس وقت ہم اپنے تحفظ کے لیے پریشان ہیں۔ عوام اپنے تحفظ کے لیے بھرپور آواز بلند کریں۔ وہ یہاں علامہ حسن ترابی شہید کی رہائش گاہ پر صحافیوں سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں ناانصافی کا دور دورہ ہے اور امن و امان خراب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پُر امن احتجاج کریں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی ہلاکت کا مقدمہ درج کرلیا گیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بکل پولیس نے متحدہ مجلس عمل کے رہنما علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے عمران علی کی خودکش حملے میں ہلاکت کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ ایس ایچ او بکل واصف قریشی کے مطابق علامہ حسن ترابی کے قریبی رشتہ دار شفاعت حسین کی مدعیت میں ایف آئی آر نمبر 332/06 درج کرلی گئی ہے جس میں نامعلوم افراد کو نامزد کیا گیا ہے ذرائع کے مطابق انویسٹی گیشن کی ٹیم نے تفتیش شروع کردی ہے اور اس سلسلے میں کوئی افراد کو حراست میں لے کر ان کے بیان لیے جائیں گے اور خودکش حملہ آور کے بارے میں معلوم کیا ہے۔ پولیس کے ذرائع کے مطابق ابھی تک خودکش حملہ آور کی شناخت نہیں ہوئی ہے اور اسکے سر اور جسم کے ملنے والے ٹکڑوں کا لیباٹری ٹیسٹ کرانے کے لیے اقدامات شروع کردیئے ہیں اور مشکوک افراد کے بارے میں بھی تفصیلات جمع کی جارہی ہیں اور کئی افراد کی تصاویر علاقے لوگوں کو دیکھائی گئی ہیں اور کالعدم تنظیم کے کارکنوں کے خلاف بھی تحقیقات جاری ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی شہادت ملت اسلامیہ کیخلاف سازش ہے شیعہ ایکشن کمیٹی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ حسن ترابی کی نماز جنازہ و تدفین کے بعد آل پاکستان شیعہ ایکشن کمیٹی کے مرکزی محرکین کا ایک اجلاس مرکزی دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مرکزی محرک علامہ مرزا یوسف حسین نے کی۔ اجلاس نے متفقہ طور پر مذہبی رہنما علامہ حسن ترابی کی شہادت کو ملت اسلامیہ پاکستان کے خلاف سازش اور ناقابل تلافی نقصان جبکہ حکومت سندھ بالخصوص وزیر داخلہ سندھ کو اس سانحہ کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

اجلاس میں کہا گیا کہ وزیر داخلہ نے شیعہ علماء و ذاکرین کو صرف ایک ایک گارڈز دیا ہوا تھا وہ بھی واپس لے لئے گئے ہیں۔ علامہ مرزا یوسف حسین نے اجلاس کو بتایا کہ وہ ایک ہفتے قبل ڈی آئی جی آپریشن کراچی کو اس حوالے سے ایک لیٹر لکھ چکے ہیں جس کی کاپی گورنر، وزیر داخلہ، آئی جی سندھ اور سی پی او کراچی کو فیکس کی گئی ہے اور گارڈز کی واپسی کے بعد شیعہ رہنماؤں کے قتل کا حکومت سندھ کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اجلاس نے علامہ حسن ترابی کے قتل میں ملوث ذمہ داروں کو ۷۲ گھنٹوں کے اندر گرفتار اور در پردہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ بصورت دیگر آل پاکستان شیعہ ایکشن کمیٹی آئندہ جمعے کو ملک بھر میں احتجاج اور دھرنے کی کال دے گی۔ اجلاس نے علامہ حسن ترابی کے سوگوار خاندان، بیواؤں، فرزندان، دختران اور عزیزوں سے دلی تعزیت اور شہید کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر لیں گے۔ صوبائی وزیر داخلہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وزیر داخلہ سندھ رؤف صدیقی نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی شہید کی نماز جنازہ، جلوس، تدفین، اور ہڑتال کے موقع پر عوام اور شیعہ علماء کرام کا صبر اور نظم وضبط قابل تعریف اور لائق تحسین ہے اس کے علاوہ امن امان کو کنٹرول کرنے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ عوام، کارکنوں اور شیعہ علماء کرام کی جانب سے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ جس کو جتنا سراہا جائے کم ہے رؤف صدیقی نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی کے قتل کا مقصد ملک، صوبے اور کراچی شہر میں فرقہ وارانہ فسادات کرانا ہے جسے عوام اور علمائے کرام نے حل کرنا کام بنادیا ہے انہوں نے کہا کہ جائے وقوعہ کا ماہرین نے تفصیلی اور غور سے معائنہ کیا ہے اور کوئی بھی ثبوت ضائع نہیں ہونے دیا گیا ہے وزیر داخلہ نے کہا کہ علامہ کی شہادت سے اس وقت ہر مسلمان صدمے اور سوگ کی کیفیت سے دوچار ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت علامہ کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں پورے وسائل استعمال کر رہی ہے اور امید ہے کہ قاتلوں کو انشاء اللہ بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ انہیں اہم اطلاعات موصول ہوئی ہیں جس کی روشنی میں علماء کرام اور عوام کو اعتماد میں لیتے ہوئے انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اردگرد کڑی نگاہ رکھیں اجتماعات اور رش والی جگہوں پر اگر کسی مشتبہ شخص یا شے کو دیکھیں تو اس کی اطلاع فوری طور پر پولیس مددگار ۱۵ یا قریبی ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں کو دیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی شہادت قومی المیہ، اصل ملزمان جلد گرفتار کیئے جائیں ،سیاسی مذہبی رہنما حکومت دہشت گردی کے وا ـات روکنے میں ناکام ہوگئی، علی رضا نقوی، معراج محمد خان، عباس کمیلی ،شہنشاہ نقوی، آئی ایس او فرقہ وارانہ فسادات کرانے کی سازش ہے، شاہ تراب الحق، ملزمان سزا سے بچ نہیں سکیں گے، عادل صدیقی کا ردعمل

کراچی (اسٹاپ رپورٹر) علامہ حسن ترابی کی شہادت پر مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں اور علماء نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے قومی المیہ قرار دیا ہے اور اصل ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے جبکہ صوبائی وزیر عادل صدیقی نے علامہ حسن ترابی کے لواحقین سے تعزیتی پیغام میں یقین دلایا ہے کہ واقعہ کے اصل ملزمان سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ واقعہ پر پروفیسر علی رضا نقوی نے ردعمل کا ظہار کرتے ہوئے کہا کہ اہل تشیع ایک باکردار، بے باک اور بہادر رہنما سے محروم ہوگئے۔ جعفریہ مشن پاکستان کے سربراہ علامہ محمد نقی نقوی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت کا واقعہ قابل مذمت ہے۔ جماعت اہلسنت کے امیر علامہ شاہ تراب الحق قادری، علامہ ابرار احمد رحمانی، علامہ خلیل الرحمٰن چشتی، محمد حسین لاکھانی، علامہ سید عبدالوہاب قادری، قاری مصلح الدین ہاشمی، علامہ کامران قادری، مولانا الطاف قادری، محمد احمد صدیقی، محمد جاوید قادری، نظامِ مصطفیٰ پارٹی کے سربراہ حاجی حنیف طیب، الحاج محمد رفیع، شبیر احمد قاضی نے کہا کہ حکومت دہشت گردی کے واقعات روکنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے انہوں نے کہا کہ اس واقع کا مقصد کراچی میں

فرقہ وارانہ فسادات کرانے کی سازش ہے مولانا سید آل احمد بلگرامی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ انتہا پسند ودہشت گرد عناصر کی کاروائی ہے۔ علامہ حسن ترابی اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے اور ان کے ساری زندگی اسی مشن میں گزری امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن نے واقع کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ حسن ترابی اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے لہذا استعمار نہیں چاہتا کہ پاکستان میں امن وامان اور اتحاد بین المسلمین قائم رہے۔ سانحہ سے قبل امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مظاہرے میں ان کی تقریر اس بات کا عملی ثبوت ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ اصل ملزمان کو گرفتار کر کے سرعام پھانسی دی جائے۔

دریں اثنا معراج محمد خان، شہری حقوق کمیٹی کراچی کے مرکزی چیئرمین ناصر رضوان ایڈوکیٹ، راشد رضوان خان، جنرل سیکریٹری عبدالوحید یونس، جمیل عباس نورانی، جعفریہ الائنس پاکستان کے سربراہ سینیٹر علامہ عباس کمیلی، تحریک حسینیہ کے مولانا اکرام حسین ترمذی، ادارہ تبلیغ تعلیمات اسلامی کے سربراہ مولانا عون نقوی، علامہ حسن ظفر نقوی، علامہ عابدی میموریل سوسائٹی کے صدر موسیٰ عابدی، انجمنِ غلامان حُر کے اراکین، شاہ کربلا ٹرسٹ کے آغا عباس جعفری، اتحاد ملی کونسل کے سید ایاز امام رضوی، آیۃ اللہ حافظ، بشیر حسین کے وکیل علامہ مختار حسین ثقفی، مرکزی تنظیم عزا کے صدر ثروت رضوی اور سلمان مجتبیٰ نقوی، ملت جعفریہ رابطہ کونسل کے ایس ایم حیدر، علامہ شبیر الحسن طاہری، مولانا شہنشاہ نقوی، پاکستان عوامی تحریک سندھ کے صدر ڈاکٹر ایس ایم ضمیر، جنرل سیکریٹری شہزاد میرٹھی، ڈپٹی سیکریٹری محمود میمن اور مرکزی جامع مسجد تھانوی کے خطیب اور جامع احتشامیہ کے مہتمم مولانا تنویر الحق تھانوی نے

علامہ حسن ترابی کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

دریں اثنا صوبائی وزیر محنت ٹرانسپورٹ صنعت تجارت وامداد باہمی محمد عادل صدیقی نے علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی شہادت پر شدید غم غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والے عناصر سزا سے نہیں بچ سکیں گے ان نے مرحوم کے لواحقین کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں صبر کی دعا کی اور یقین دلایا کہ قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلے میں کوئی دقیق فرد گزاشت نہیں کیا جائے گا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کو سازش کے تحت قتل کیا گیا، علمائے کرام

فساد کے ذریعے متحدہ مجلس عمل کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے

حیدرآباد (نمائندہ جنگ) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما شیعہ علماء کونسل کے صوبائی صدر اور ملت جعفریہ کے ممتاز عالم دین علامہ حسن ترابی کی شہادت پر حیدرآباد میں دوسرے روز بھی ماحول سوگوار رہا جب کہ حیدرآباد سٹی لطیف آباد اور قاسم آباد کے بعض علاقوں میں کاروبار جزوی طور پر بند رہا۔ کاروباری وتجارتی مراکز، مارکیٹیں، شاپنگ سینٹرز، بازاروں، محلوں، گلیوں اور شاہراہوں پر خوف ہراس اور سناٹے کی کیفیت طاری جس کے باعث کاروبار بری طرح متاثر ہوا۔

علامہ حسن ترابی کی شہادت کے سلسلے میں مختلف مقامات پر قرآن خوانی فاتحہ خوانی اور تعزیتی اجتماعات ہوئے اور احتجاجی مظاہرے بھی کیئے گئے۔ جانب سے صوبائی صدر علامہ حسن ترابی کی شہادت کے خلاف شاہراہ میراں محمد شاہ پر احتجاجی

مظاہرہ کیا گیا۔ جس کی قیادت علامہ الطاف حسین حسینی اور سید کاظم حسین شاہ حسینی نقوی نے کی جب کہ شیعہ علماء کونسل پاکستان ضلع حیدرآباد کے صدر جہانیاں معظم شاہ نقوی، متحدہ مجلس عمل ضلع حیدرآباد کے صدر مولانا عبدالوحید قریشی، ایم ایم اے کے رکن سندھ اسمبلی عبدالرحمن راجپوت، جے یو آئی کے رہنما مولانا تاج محمد، مولانا احمد علی نعیمی، مولانا مظفر حسین موسوی، سید لطف علی شاہ، قیصر رضا تالپور سمیت رہنماؤں کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اس موقع نے مقررین نے خطاب کرتے کہا کہ علامہ حسن ترابی کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل کیا گیا ہے۔ رہنماؤں نے چیف جسٹس اف پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس واقعہ کا فوری طور پر از خود نوٹس لیں اور قاتلوں اور ان کے سرپرستوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

جمعیت علماء پاکستان کے قائم مقام صدر متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما و رکن قومی اسمبلی و پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر نے علامہ حسن ترابی کی شہادت کو ٹارگٹ کلنگ قرار دیتے ہوئے کہا کہ حسن ترابی کا قتل ایک سوچی سمجھی پلاننگ کا نتیجہ ہے سانحہ نشتر پارک کے قاتل ہی اس واقعہ کے بھی ذمہ دار ہیں جو ملک میں فرقہ وارانہ آگ بھڑکانے کی اور متحدہ مجلس عمل کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶، جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کا قتل تہذیبوں کی جنگ ہے، ساجد نقوی

طاغوتی طاقتیں سازشوں میں مصروف ہیں، اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کرنا ہوگا جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج منائینگے، پروفیسر غفور احمد، مولانا ناظر، علامہ قمر اور دیگر کا مجلس سوئم سے خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی نائب صدر علامہ ساجد نقوی نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی اور دیگر علما کا قتل تہذیبوں کی جنگ امریکہ اور طاغوتی قوتیں اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں ہمیں اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان ناپاک سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا وہ اتوار کو عباس ٹاؤن میں مسجد مصطفیٰ میں علامہ حسن ترابی کے سوئم کے موقع پر شرکا سے خطاب کر رہے تھے سوئم سے پروفیسر غفور احمد اسلامی تحریک کے قائم مقام صوبائی صدر علامہ قمر عباس نقوی، مولانا عمر صادق اور دیگر نے بھی خطاب کیا جبکہ مولانا عبدالکریم عابد، قاری محمد عثمان، ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ، بینیٹر علامہ عباس کمیلی، علامہ مرزا یوسف حسین، مولانا شہنشاہ نقوی، علامہ فرقان حیدر عابدی، اسد اللہ بھٹو، کوثر زیدی، موسیٰ عابدی، حسن شمسی، چاچا وحید، مولانا ضامن حسین زیدی، وقار مہدی، راشد ربانی، راحیل اقبال، حبیب جنیدی، فرید انصاری، سعید غنی، شہلا رضا، عبدالغفار ختانی اور دیگر نے بھی شرکت کی قبل ازیں علامہ حسن ترابی کے روح کے ایصال ثواب پہنچانے کیلئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا بعد ازاں مجلس منعقد کی گئی جس میں فلسفہ شہادت سمیت اسلام کو درپیش چیلنجوں پر روشنی ڈالی گئی علامہ ساجد نقوی نے خطاب

کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں طاغوتی قوتوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے علامہ حسن ترابی کے کردار کو سامنے رکھنا ہوگا معاشرے کے مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد کو فروغ دینا ہوگا جبکہ ہمیں اپنے فروعی اور گروہی اختلافات ختم کرنے ہونگے انہوں نے کہا کہ کراچی میں سال باسال سے علماء کے قتل کا سلسلہ جاری ہے علما کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جارہا ہے جبکہ کسی بھی ٹارگٹ کلنگ کے ملزمان گرفتار نہیں کیے جاسکیں جس کی وجہ سے مقتولین کے ورثاء انصاف سے محروم رہے انہوں نے مزید کہا کہ صوبائی وزیر داخلہ ایک حساس وزارت کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں انہیں غیر ذمہ دارانہ بیانات سے گریز کرنا چاہیے۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت پر صوبائی وزیر داخلہ نے یہ بیان دے کر ہمارے زخموں پر نمک پاشی کی ہے کہ علما کا قتل دینی جماعتوں کے درمیان اختلافات کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی بے باک اور نڈر انسان تھے۔ وہ ہر طبقے اور مکتب فکر میں یکساں مقبول تھے علامہ قمر عباس نقوی نے کہا کہ شہید علامہ حسن ترابی کا مشن جاری رکھا جائیگا انہوں نے مطالبہ کیا کہ علامہ حسن ترابی کے قتل کے پس پردہ سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کو فلسطین کی حمایت کرنے کی سزا دی گئی ہے وہ ہمیشہ باطل قوتوں کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ اس موقع پر شیعہ علماء کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سندھ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے صدر مملکت اور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ سندھ حکومت کو فی الفور برطرف کیا جائے۔ شیعہ علماء کونسل کراچی کے نائب صدر مولانا ناظر عباس نقوی نے قرارداد پیش کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کے قتل کی مذمت کی اور مطالبہ کیا

کہ دہشت گردی کی اس واردات کے پس پردہ سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سانحہ کی تحقیقات کیلئے سپریم کورٹ کے ججز کا تقرر کیا جائے اور دو ماہ سے اغوا کئے گئے شیعہ نوجوانوں کی بازیابی کیلئے اقدامات کئے جائیں ایک قرارداد میں کہا گیا کہ کراچی کو دہشت گردوں سے آزاد کرایا جائے اور سانحہ نشتر پارک کے اصل مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ علما کونسل جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج منائے گی اس ضمن میں شیعہ مساجد سے احتجاجی ریلیاں نکالی جائیں گی انہوں نے علامہ حسن ترابی کی نماز جنازہ کے بعد توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ امن وامان برقرار رکھنے کی ذمہ داری مقامی انتظامیہ پر عائد ہوتی تھی تاہم وہ امن وامان برقرار رکھنے میں ناکام رہی اور پرتشدد واقعات میں ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۷اجولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی شہادت اتحاد اسلامی کیخلاف زبردست سازش ہے،

حریت کانفرنس

مظفر آباد (مانیٹرنگ نیوز) کل جماعتی حریت کانفرنس آزاد کشمیر چیپٹر کے کنونیر اور پیپلز فریڈم لیگ کے چیرمین محمد فاروق رحمانی نے فلسطین اور لبنان پر اسرائیل کے منظم ہوائی حملوں کی مذمت کرتے ہوئے ان کو استعماری دہشت گردی کی بدترین مثال قرار دیا ہے انہوں نے کراچی میں نامور عالم دین علامہ حسن ترابی کی شہادت کو اتحاد اسلامی کی کوشش کے خلاف ایک زبردست سازش قرار دے کر اس کی مذمت کی انہوں نے کہا کہ عالم دین کی شہادت نے ایک بہت بڑا خلاء پیدا کر دیا ہے

جس کو بہ آسانی پر نہیں کیا جا سکتا محمد فاروق رحمانی نے کہا کہ کشمیر سے لے کر فلسطین تک عوامی اتحاد کی ضرورت ہے جو تمام سازشوں کو ناکام بنائے بلکہ کشمیر اور فلسطین کا حل کشمیریوں اور فلسطینیوں کی مرضی کے مطابق ڈھونڈ نکالے۔

ہفت روزہ افکار توحید، ۲۱ جولائی تا ۲۷ جولائی ۲۰۰۶

علامہ حسن ترابی کی شہادت پر اسکردو میں شٹر ڈاؤن ہڑتال

امامیہ جامع مسجد سے یادگار چوک تک احتجاجی ریلی نکالی گئی

اسکردو (نمائندہ خصوصی) گزشتہ ہفتے کراچی میں دہشتگردوں کے ہاتھوں ممتاز شیعہ عالم دین علامہ حسن ترابی کی شہادت پر سکردو میں مکمل شٹر ڈاؤن ہڑتال کی گئی۔ اس دوران تمام کاروباری وتجارتی مراکز بند رہے۔ سرکاری وغیر سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں میں حاضری معمول سے انتہائی کم رہی۔ نماز ظہرین کے بعد امامیہ جامع مسجد سے یادگار چوک تک ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ جو کہ یادگار چوک پر پہنچ کر ایک بڑے جلسے کی شکل اختیار کر گئی۔ اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مقامی علماء نے علامہ حسن ترابی کے قتل کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے حکومت کی مکمل ناکامی سے تعبیر کیا مقررین نے انکے قتل کے پس پردہ محرکات کو سامنے لانے اور قاتلوں کو جلد سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ بعد ازاں انجمن امامیہ نے تین روزہ سوگ کا اعلان کیا۔

ہفت روزہ افکار توحید، ۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۲۰۰۶

علامہ حسن ترابی نقیب امن و آشتی تھے، جامعہ حوزہ علمیہ لاہور

لاہور (پ ر) نقیب امن و آشتی علامہ محمد حسن ترابی کی مظلومانہ شہادت پر جامعہ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور کے اساتذہ وطلباء ہنگامی اجلاس ہوا جس میں شہید مظلوم کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے شہید کے خاندان سے اظہار تعزیت کیا گیا اور حکومت وقت سے پرزور مطالبہ کیا کہ دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور امن قائم کر کے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے دریں اثناء جامعہ کے پرنسپل کا علامہ حافظ سید ریاض حسین نجفی نے بیرون ملک سے اپنے پیغام میں سانحہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے رنج وغم کا اظہار کیا۔

علامہ حسن ترابی کے شہادت میں اسرائیل نواز ملوث ہیں، عالمی دہشگرد اسرائیل مسلمانوں پر ظلم وجبر کے پہاڑ توڑ رہا ہے، آغا راحت الحسینی

اسکردو (نمائندہ خصوصی) امامیہ علماء کونسل ایک اہم اور ہنگامی اجلاس گلگت میں منعقد ہوا اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کراچی میں دہشگردوں کے خلاف جنگ میں ناکامی کا واضح ثبوت قرار دیا۔ علماء نے کہا کہ علامہ ترابی اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ انکا قتل اسلام دشمن امریکہ و اسرائیل نواز قوتوں کا اقدام قرار دیا جاسکتا ہے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قرار دیا جاسکتا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امامیہ کونسل کے سکیرٹری جنرل شیخ شہادت نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے قتل میں اسلام اور پاکستان دشمن وحشیوں کا ہاتھ ہے۔ کونسل کے صدر شیخ صادق مہدوی نے کہا کہ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہاں دہشگردوں کے بجائے امن پسندو

ں اور بے گناہ افراد کو دہشگرد قرار دے تشدد کا نشانا بنایا جاتا ہے۔ جس سے اصل دہشگردوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ گویا دہشگری کے خاتمہ کے نام پر دہشگردوں کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔

اجلاس کے آخر میں گلگت بلتستان کے کے رہنما حجتہ الاسلام آغا سید راحت حسین الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کے علامہ ترابی اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے ۔دہشگردی جہاں بھی قابلِ مذمت ہے اسلام اور پاکستان دشمن دہشگردوں کے ہاتھو ں علامہ حسن ترابی کے قتل کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر قاتلوں اوران کے سرپرستوں کو گرفتار کر کے منظرِ عام پر لائے۔ اور انہیں عبرتناک سزائیں دیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی دہشت گرد اسرائیل ایک بار پھر لبنان کے مظلوم مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ یہود وہنود کے مقابلے کے لئے امتِ مسلمہ کی یکجہتی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

(ہفت روزہ افکار توحید ۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کی شہادت عوام کے لیے شدید صدمہ ہے، عمر جت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ناظم بن قاسم ٹاؤن محمد عمر جت نے علامہ حسن ترابی پر خودکش حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے ان کی شہادت کو عوام کے لیے شدید صدمہ قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشت گرد ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کرانا چاہتے ہیں۔ مگر عوامی اتحاد اور علماء کرام کی امن کوششوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم رہی۔

اُنہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی ایک مدبر سیاستدان تھے جنہوں نے

ہمیشہ تمام مکاتب کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش جاری رکھی اور آج ان ہی کی کاوشوں سے ملک خصوصاً سندھ اور کراچی میں شیعہ سنی کا تنازعہ ہمیشہ کیلئے دم توڑ چکا ہے۔ (جرأت ۱۶ جولائی ۲۰۰۶)

حسن ترابی نے اتحاد اور استحکام وطن کیلئے کام کیا علامہ عباس کمیلی

کراچی (پ ر) جعفریہ الائنس پاکستان کے سربراہ سینٹر علامہ عباس کمیلی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کے عدم گرفتاری تشویش و پریشانی کا باعث ہے حکومت اور مقامی انتظامیہ قاتلوں اور دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اُنہوں نے کہا کہ مرحوم اتحاد امت کے داعی تھے۔

مرحوم نے ہمیشہ ملت کے اتحاد اور استحکام وطن کے لیے کام کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مرحوم کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوا وہ پُر نہ ہو سکے گا۔ اس موقع پر مرحوم کیلئے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی کی گئی اور مرحوم کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ۱۷ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کے قاتل قانون سے نہیں بچ سکیں گے۔ عامر لیاقت

اسلام آباد (این این آئی) وزیر مملکت برائے مذہبی امور ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے کراچی خودکش حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت پر انہیں گہرا دکھ اور رنج ہے ان کے قاتل قانون سے نہیں بچ سکیں گے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے اور ان کی گرفتاری کے لیے متعلقہ اداروں کو ٹاسک دے دیا ہے ہفتہ کو اسلام آباد میں قران اینڈ آرٹ ریسرچ سینٹر کی افتتاحی تقریب کے موقع پر

پنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی پوری زندگی اتحاد ملت کے لیے کام کرتے رہے۔ بم دھماکے میں علامہ حسن ترابی کی شہادت پر کراچی کی عوام سوگ میں مبتلا ہیں انہوں نے کہا کہ ملک دشمن عناصر دہشت گردی کے ذریعے امن وامان کو تہہ و بالا چاہتے ہیں ملک کے امن کو تباہ کرنے والے عناصر کو جلد بے نقاب کیا جائے گا انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے خلاف سخت کاروائی کی جارہی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۷ اجولائی)

علامہ حسن ترابی کی ہلاکت بدترین دہشت گردی ہے۔ قادر مگسی

حیدرآباد (بیورو رپورٹ) یونم کے مرکزی جنرل سکریٹری اور سندھ ترقی پسند پارٹی کے چیئرمین ڈاکٹر قادر مگسی نے ایم ایم اے کے رہنما علامہ حسن ترابی اور اُن کے بھانجے کی ہلاکت کی مذمت کرتے ہوئے اُسے المناک واقعہ اور بدترین دہشت گردی قرار دیا ہے اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ کراچی میں بم دھماکوں، سانحہ نشتر پارک ڈی آئی جی جیل کا قتل اور اب علامہ حسن ترابی کا بے رحمانہ قتل پر تمام دہشت گردی کے واقعات حکومت سندھ کی مکمل ناکامی ہے۔

(روزنامہ جرأت ۷ اجولائی ۲۰۰۶)

"حق ہی حق" "غازی صلاح الدین"

(جرأت ۱۷ جولائی ۲۰۰۶)

دہشت گردی کا شکار کراچی کا المیہ

کراچی ایک بار پھر دہشت گردی کی زد میں ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو نشتر پارک میں بم دھماکے کی تحقیقات ابھی جاری تھی کہ علامہ حسن ترابی کے بہیمانہ قتل کے سانحے نے کراچی کو خوف و دہشت کا شکار بنا دیا ہے۔ ڈیڑھ کروڑ آبادی والا شہر کراچی اس وقت لوڈ شیڈنگ سے دہشت گردی تک جس عفریت کا شکار بنا ہوا ہے اس کا اندازہ کراچی سے باہر والوں کو نہیں ہو سکتا۔

کراچی انٹرنیشنل سٹی ہے۔ بمبئی، نیویارک، سنگاپور اور ہانگ کانگ کی طرح میٹروپولیٹن شہر کراچی کی زمین اور جائیداد کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ اسٹاک ایکسچینج میں سٹے کا کاروبار عروج پر ہے اگر قیمت نہیں تو اس بے گناہ خون کی ہے جو آئے دن کراچی میں پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ ایک دن ایک بڑا نام دہشت گردی کا شکار بنتا ہے اور کراچی ایک سے تین روز تک سوگ میں ڈوب جاتا ہے تین روز بعد کراچی کی معمولی مصروفیات میں یہ واقعہ ماضی کا واقعہ بن جاتا ہے ملک کی تاریخ میں ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر پچاس کے قریب جید عالم بم دھماکے میں شہید ہو گئے۔

صدر جنرل پرویز مشرف نے کراچی آ کر وفاقی اداروں سے اس واقعہ کی تحقیقات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ۲۴ گھنٹوں میں تحقیقات کی رپورٹ شائع ہو گی۔ اور پھر ایسے ہی ہوا جیسے ہمیشہ ہوتا آیا ہے رپورٹ کے انتظار میں جید علماء کے قتل ابھی

تک معمہ بنا ہوا ہے اور کراچی آئے دن ایک نئے سانحے سے دوچار ہو رہا ہے حکومت کے لیے امن وامان کی صورت حال ایک مخصوص پریس ریلیز سے بڑھ کر کچھ نہیں جس میں چند مخصوص الفاظ کا استعمال کر کے دہشت گردی کو عالمی دہشت گردی سے جوڑ کر اپنی جان چھڑانے کا بہترین بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔

کراچی میں جس روز علامہ حسن ترابی کو ان کے گھر کے سامنے دن دیہاڑے دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ اُسی روز حکمراں جماعت مسلم لیگ (ق) کے مرکزی سکریٹری جنرل مشاہد حسین اسلام آباد سے کراچی پہنچے کنگری ہاؤس سے گورنر ہاؤس اور پھر وزیر اعلیٰ ہاؤس کی مشہور انیکسی میں ہونے والے اجلاسوں میں حکمراں جماعت سندھ میں پیدا ہونے والے اختلافات کو ختم کرنے میں مصروف دکھائی دیئے۔ کسی کو اس بات کی فکر نہیں تھی کہ جس شہر میں وہ حکمرانی کا کردار ادا کر رہے ہیں اُس شہر کے راستے خون سے سُرخ ہو چکے ہیں۔ مشاہد حسین سمیت حکمراں جماعت کا کوئی بھی رہنما ایوان سے عوام میں آنے کی جرأت کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔

مشاہد حسین سے محمد علی درانی تک کسی نے بھی علامہ حسن ترابی کے جنازے میں شرکت یا اُن کے گھر جانے کی ہمت نہیں کی بلکہ ہر کوئی اس واقع کو عالمی دہشت گردی سے جوڑ کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش میں مصروف دکھائی دیا۔ کنگری ہاؤس سے گورنر ہاؤس کے چکر لگاتے لیکن اس شہر میں جید عالم کے قتل پر ان کے گھر اور جائے واردات پر جانے کی کوشش نہیں کی۔ حکمراں کی اس سے بڑی بے حسی اور کیا ہو گی۔

علامہ حسن ترابی کا قتل: تیسرے روز بھی احتجاجی اجتماعات

حیدرآباد (نمائندہ جنگ) شیعہ علماء کونسل پاکستان کی جانب سے شہید علامہ حسن ترابی کے قتل کے خلاف تین روز سوگ کے اعلان کے سلسلے میں تیسرے روز بھی مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات منعقد ہوئے جس میں قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ حیدرآباد شیعہ علماء کونسل کی جانب سے قدم گاہ مولیٰ علی پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جس کی قیادت صوبائی رہنما سید کاظم حسین شاہ، علامہ الطاف الحسینی کر رہے تھے جبکہ مظاہرے میں شیعہ علماء کونسل ضلع حیدرآباد کے صدر جہانیاں معظم شاہ نقوی، مولانا ولی مہدی، مولانا مظفر موسوی، مولانا غلام رضا شر، لطف علی شاہ موسوی، تحمل عباس سمیت رہنماؤں نے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔ قتل و غارت گری روز کا معمول بن چکا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی شہید کا قتل دراصل مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی ایک مذموم سازش ہے جسے ہر صورت میں ناکام بنایا جائے گا۔

انہوں نے کہا کہ شیعہ علماء کونسل اس واقعہ کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ شہید حسن ترابی کا قتل ٹارگٹ کلنگ ہے اور اس میں وہی عناصر ملوث ہیں جو اس سے پہلے مساجد امام بارگاہوں میں بم دھماکے کرچکے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ شیعہ سنی اتحاد کیلئے کام کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے جسے ہر صورت میں نبھایا جائے گا۔

(جنگ ۱۸ جولائی ۲۰۰۶)

حسن ترابی شہید کی نمازِ جنازہ کے جلوس کے موقع پر دہشت گردی، ہنگامہ، جلاؤ گھیراؤ کرنے والے شرپسندوں بہت جلد وہ قانون کی گرفت میں ہونگے۔ (رؤف صدیقی)

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وزیر داخلہ سندھ رؤف صدیقی نے کہا ہے کہ یہاں کے عوام اور علمائے کرام کی سمجھداری اور تعاون کے نتیجے میں دہشت گردوں کی جانب سے کی گئی ہر کوشش اور اُنکے ناپاک عزائم کو ناکام اور ناکارہ بنادیا گیا ہے۔ اسی طرح سے تازہ ترین سانحہ علامہ حسن ترابی کی نماز جنازہ جلوس اور تدفین کے موقع پر علمائے کرام اور عوام نے جس صبر و تحمل اور اتحاد کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ حالانکہ اس موقع پر علماء کے بار بار منع کرنے کے باوجود بھی شرپسندوں نے جنازہ کے جلوس کی آڑ میں اپنی کاروائی جاری رکھی اگر اس وقت حکومت کی جانب سے ان شرپسندوں پر ہاتھ ڈالا جاتا تو ان شرپسندوں کا مقصد کامیاب ہو جاتا۔ (روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۲۰۰۶)

امریکا مخالف علماء کو شہید کیا جارہا ہے۔ معراج الہدیٰ

کراچی (پ ر) جماعت اسلامی کراچی کے امیر ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا ہے کہ امریکا سازش کے ذریعے اسلام کو تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار اُنہوں نے جمعیت طلبہ عربیہ کراچی کے تحت رابطۃ الاخوان کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

ڈاکٹر معراج الہدیٰ نے کہا کہ امریکا مخالف علماء کو شہید کیا جارہا ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ مدارس کے خلاف کاروائی کا سدباب کیا جائے حافظ خالد مسعود مرکزی نائب ناظم رابطۃ الاخوان نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء امت مسلمہ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ حسن ترابی اور دیگر علماء کے تسلسل سے ٹارگٹ کلنگ حکومتی ناکامی کا ثبوت ہے۔ علماء کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔ اس موقع پر مولانا عبدالوحید، صدیق مینگل قاری فضل اکبر اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔

(۱۸ جولائی ۲۰۰۶، جنگ کراچی)

علماء کی ٹارگٹ کلنگ کا سدباب کیا جائے، عاکف سعید

کراچی (پ ر) امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کراچی میں علامہ حسن ترابی اور اُن کے بھانجے کی خودکش بم دھماکے میں شہادت پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت علماء کی ٹارگٹ کلنگ کا گھناؤنا سلسلہ بند کروانے کے لیے فوری اقدامات کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی اس تازہ واردات کی اعلیٰ پیمانے پر تحقیقات کروا کر مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۲۰۰۶)

سانحہ نشتر پارک اور علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ مقررین کا اجتماع سے خطاب

حیدرآباد (نمائندہ جنگ) ایم ایم اے کے مرکزی رہنما اور ملت جعفریہ کے ممتاز عالم دین علامہ حسن ترابی کے دردناک قتل کے خلاف پیر کو بھی حیدرآباد سمیت سندھ بھر میں اتحاد بین المسلمین کمیٹی کے زیر اہتمام سوگ اور احتجاج کیا گیا۔

حیدر آباد میں سوئم کی مرکزی مجلس عزا اور فاتحہ خوانی کے سلسلے میں بڑا اجتماع علمدار ہاؤس اسٹیشن روڈ پر منعقد ہوا جس سے علامہ غلام علی حسینی، نظام الحیدری، ذاکر ضمیر حسین، شیر علی شاہ کاظمی، مصطفیٰ علی حیدری اور دیگر نے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی کی جانب سے اتحاد بین المسلمین کے لیے کی جانے والی جدوجہد پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے قتل کو امت مسلمہ کا بڑا نقصان قرار دیتے ہوئے قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی اور شہید کے لواحقین کو تعزیت پیش کی گئی اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ سانحہ نشتر پارک اور علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے سرعام پھانسی کی سزا دی جائے۔ علاوہ ازیں اتحاد بین المسلمین کمیٹی نے علامہ ساجد نقوی کی اپیل پر جمعہ کو حیدر آباد سمیت سندھ بھر میں پُر امن یوم احتجاج منانے کا اعلان کیا۔ (جنگ کراچی ۱۸ جولائی ۲۰۰۶)

اسلام اور پاکستان مخالف قوتیں ملک میں افراتفری چاہتی ہیں۔ سمیع الحق

حیدر آباد (نمائندہ جنگ) غیر ملکی خفیہ ایجنسیاں وطن عزیز پاکستان کے حالات اور امن کو تباہ کرنے چاہتی ہیں، علامہ حسن ترابی اور ان سے قبل جتنے بھی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین قتل ہوئے ہیں ان سب قاتلوں اور مجرموں کو حکومت فوری طور پر گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دے تاکہ آئندہ کے لیے کوئی مجرم ایسی گھناؤنی حرکت نہ کر سکے۔ حکومت کوتاہی اور مصلحت پسندی سے کام لینے کے بجائے ملک اور اسلام دشمن عناصر کو تلاش کرے اور قانون کے کٹہرے میں لا کھڑا کرے اور انہیں سخت سزا دے۔ (جنگ کراچی، ۱۸ جولائی ۲۰۰۶ـ)

نشتر پارک کا سانحہ اور علامہ حسن ترابی کی شہادت کے بعد اب موجودہ حکمرانوں کے پاس حکومت کرنے کا جواز نہیں۔ رسول بخش پلیجو

حیدر آباد (نمائندہ جنگ) عوامی تحریک کے قائد رسول بخش پلیجو نے کہا ہے کہ حکمرانوں نے سندھ کو جہنم بنادیا ہے جبکہ سندھ میں حکومت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ عالمی دہشت گردی کے خلاف لڑنے والے ملک میں ہی دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار اُنہوں نے اپنی رہائش گاہ پر منعقدہ مرکزی اسٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نشتر پارک کا سانحہ اور علامہ حسن ترابی کی شہادت کے بعد اب موجودہ حکمرانوں کے پاس حکومت کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۲۰۰۶)

پورے ملک میں بدامنی عروج پر ہے۔ قاری زوار بہادر

حیدر آباد (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی جنرل سکریٹری قاری زوار بہادر نے کہا ہے کہ ملک میں کوئی قانون نہیں ہے جس کی وجہ سے سندھ سمیت پورے ملک میں بدامنی عروج پر ہے۔ قتل وغارت گری روز کا معمول بن گئی ہے۔ امریکی وحکومتی مخالف لوگوں کو ختم کیا جارہا ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ موجودہ بدامنی حکمرانوں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دہشت گردوں کو جیلوں سے رہا کرایا گیا ہے جس کے بعد سے اب تک سینکڑوں علماء، دانشور، سیاسی وسماجی رہنماؤں کو دہشت گردی کے ذریعے ختم کیا جارہا ہے۔ اگر صوبائی حکومت میں اخلاقی جرأت ہے تو وہ سانحہ نشتر پارک کراچی کے بعد اب علامہ حسن

ترابی کے قتل کے بعد امن وامان کے قیام میں ناکامی اور نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے مستعفی ہوجائے۔ (۱۸ جولائی ۲۰۰۶ جنگ کراچی)

متحدہ کے وفد کی مصطفیٰ حسن ترابی سے ملاقات، تعزیت وہمدردی کا اظہار، ایم کیوایم

کراچی (پ ر) گلشن اقبال ٹاؤن کے حق پرست ٹاؤن ناظم واسع جلیل، حق پرست اسمبلی عباس جعفری اور متحدہ قومی موومنٹ کی علماء کمیٹی کے نمائندہ وفد نے تحریک جعفریہ کے رہنما علامہ حسن ترابی شہید کی رہائش گاہ جاکر شہید کے بڑے بیٹے مصطفیٰ حسن ترابی اور دیگر سوگوار اہل خانہ سے ملاقات کی اور علامہ حسن ترابی کی المناک شہادت پر اپنی اور قائد تحریک الطاف حسین کی جانب سے دلی تعزیت و ہمدردی کا اظہار کیا۔ وفد میں گلشن اقبال کے ٹاؤن نائب ناظم شعیب اختر، متحدہ علماء کمیٹی انچارج جاوید احمد اور رکن حاجی انور شامل تھے۔ اس موقع پر علامہ حسن ترابی شہید کے صاحبزادے، برادر نسبتی محمد علی نجفی، داماد محمد یعقوب اور شیعہ علماء کونسل سندھ کے صدر مولانا قمر علی نقوی بھی موجود تھے۔

علامہ حسن ترابی شہید کے بیٹے مصطفیٰ حسن ترابی اور مولانا قمر علی نقوی نے ایم کیوایم کے وفد کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس عظیم سانحہ پر اپنے ساتھیوں کے ذریعے ہمارے غم کو بانٹا اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج علامہ حسن ترابی ہمارے درمیان نہیں لہٰذا الطاف بھائی حسن ترابی شہید کے بچوں کی سرپرستی کریں اور انہیں کسی قسم کا احساس تنہائی نہ ہونے دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ

جو لوگ حسن ترابی شہید کے واقعے پر سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور متحدہ کو ملوث کرنے کے بیانات دے رہے ہیں، ایسے کسی بیان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور ایسے لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ وہ سیاست نہ کریں اور تحقیقات کا رخ موڑنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ اس موقع پر ایم کیو ایم کے وفد نے انہیں ایم کیو ایم کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا اور کہا کہ حسن ترابی شہید اتحاد بین المسلمین کے لئے جدوجہد کررہے تھے۔ ان کی شہادت پر قائد تحریک الطاف حسین کو دلی افسوس اور صدمہ ہوا ہے۔ اس موقع پر انہوں نے علامہ حسن ترابی شہید کے لئے فاتحہ خوانی کی۔

حسن ترابی کے قاتلوں کو حکومت جلد کیفر کردار تک پہنچائے، بینظیر تعزیتی خط:

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بینظیر بھٹو نے علامہ حسن ترابی کی شہادت پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے شہید علامہ حسن ترابی کی بیوہ کے نام اپنے ایک تعزیتی خط لکھا ہے جو پی پی رہنماؤں تاج حیدر، راشد ربانی، وقار مہدی، رفیق انجینئر، حبیب جنیدی، آفاق شاہد، مرزا مقبول، فرید انصاری، فرزانہ بلوچ، شہلا رضا وغیرہ نے شہید علامہ حسن ترابی کے گھر جاکر ان کے بڑے صاحبزادے مرتضیٰ ترابی اور علامہ قنبر عباس نقوی کو پہنچایا۔ خط میں بینظیر بھٹو نے کہا مجھے اور سینیٹر آصف علی زرداری کو آپ کے شوہر علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کے قتل کی افسوسناک خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا ہے۔

بینظیر بھٹو نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے بے وقت موت اس بات کی آئینہ دار ہے کہ موجودہ انتظامیہ ملک کے شہریوں کو زندہ رہنے کا بنیادی حق فراہم کرنے میں

ناکام ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس بہیمانہ قتل کی سختی سے مذمت کرتی ہے اور توقع ظاہر کرتی ہے کہ اس گھناؤنی واردات کے مجرموں کو جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ انہوں نے شہید علامہ حسن ترابی کی بیوہ کے نام اپنے خط میں کہا کہ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو یہ ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنے کی قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ (جنگ ۲۰ جولائی ۲۰۰۶ء)

علامہ حسن ترابی پورے ملک میں حق کی توانا آواز تھے۔ پروفیسر غفور احمد

ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری ہے آل پارٹیز کانفرس سے معراج الہدیٰ، راشد

ربانی، ضیاء عباس اور دیگر کا خطاب۔ عالمی امن کو بچانے کیلئے لبنان اور

فلسطین میں خونریزی روکی جائے۔ کانفرس میں قرارداد منظور۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما و جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی پورے ملک میں حق کی توانا آواز تھے۔ استعماری قوتوں کے خلاف آواز بلند کرنا ہی ان کا اصل جرم تھا۔ جس کی پاداش میں انہیں شہید کیا گیا۔ وہ جماعت اسلامی کے تحت ادارہ نور حق میں ”علامہ حسن ترابی کی شہادت کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کا تسلسل“ کے زیر عنوان ایک آل پارٹیز کانفرس سے صدارتی خطاب کر رہے تھے۔ کانفرس سے جماعت اسلامی کراچی کے امیر ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

دریں اثناء کانفرنس میں منظور ہونے والی قرار دادوں میں کہا گیا کہ عالمی امن کو بچانے کیلئے لبنان اور فلسطین میں خونریزی روکی جائے۔ پیپلز پارٹی کراچی کے صدر راشد ربانی، تحریک انصاف کے زبیر خان، اسلامی تحریک کے سید ناظر عباس نقوی، اے این پی کے محمد امین خٹک، جمعیت علمائے اسلام کے خان محمد ربانی، نیشنل پیپلز پارٹی کے ضیاء عباس، پی ڈی پی کے بشارت مرزا، پی پی آئی کے ملک غلام سرور اعوان، جمعیت علمائے پاکستان کے صدیق راٹھور، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے افضل سردار، سندھ ترقی پسند پارٹی کے حسن چانڈیو، سنی تحریک کے آفتاب قادری، پاکستان عوامی تحریک کے خان محمد بلوچ اور دیگر نے خطاب کیا۔

پروفیسر غفور احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت کو آج ساتواں دن ہے لیکن ابھی تک قاتلوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ حسن ترابی ملت کے اتحاد کیلئے سرگرم عمل رہے اور وقت کے ظالموں کو للکارا۔ ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کو شہید کرنے والوں نے ملت کے اتحاد و یکجہتی کی باتیں کرنے والوں کی زباں بندی کی کوشش کی ہے۔ راشد ربانی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی ایسی شخصیت تھی جو کسی کے مخالف نہیں تھے بلکہ انسانیت کے پیکر تھے۔ زبیر خان نے کہا کہ حکمرانوں پر حملہ ہو تو قاتل ۴۸ گھنٹوں میں گرفتار کرلیئے جاتے ہیں مگر گذشتہ کئی سالوں سے ملک کے ممتاز اور جید علمائے کرام دن دہاڑے شہید کیئے جارہے ہیں مگر اب تک کوئی ایک قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ مولانا ناظر عباس تقوی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی امت کا سرمایا تھے۔ محمد امین خٹک نے کہا کہ حسن ترابی ایک بہادر اور اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے خان محمد ربانی نے کہا کہ ملک

میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے جا رہا ہے اس کا مقصد اس ملک سے اسلام کو مٹانا ہے۔ سرور اعوان نے کہا کہ ابھی ہم حافظ تقی اور دیگر علماء کے غم سے نڈھال تھے کہ علامہ حسن ترابی کو بھی شہید کر دیا گیا۔ افضل سردار نے کہا کہ علامہ حسن ترابی آخری وقت تک ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے رہے۔ یوسف مستی خان نے کہا کہ پورے شہر میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ آفتاب قادری نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے قتل کا واقعہ بڑا شرمناک ہے۔ خان محمد بلوچ نے کہا کہ آج پورے ملک میں ظلم و ناانصافی کا دور دورہ ہے۔ علی حسن چانڈیو نے کہا کہ حسن ترابی کے قاتل اس ملک کے حکمران اور اسٹیبلشمنٹ ہیں۔ متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام منعقد آل پارٹیز کانفرس میں منظور کردہ قراردادوں میں کہا گیا ہے کہ کانفرس لبنان اور فلسطین میں اسرائیل کے حملوں کی شدید مذمت کرتی ہے۔

(روزنامہ جنگ ۲۱ جولائی ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کی گرفتاری تک احتجاج جاری رہے گا۔

ہیئت آئمہ مساجد امامیہ پاکستان کے تحت تعزیتی و احتجاج کا انعقاد

مولانا محمد حسین مسعودی اور دیگر کا خطاب۔

کراچی (پ ر) ہیئت آئمہ مساجد امامیہ پاکستان کے تحت اسلامک کلچر سینٹر علامہ حسن ترابی کیلئے تعزیت و احتجاجی اجتماع سے خطاب کے دوران مولانا محمد حسین مسعودی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کی عدم گرفتار تک احتجاج اور مطالبات کا سلسلہ جاری رہے گا۔

علامہ قنبر عباس نقوی نے کہا کہ اس سلسلے میں ملک گیر احتجاج ہوگا۔ علامہ عباس کمیلی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ مولانا شیخ علی مدبر نے کہا کہ شہید نے سامراجی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مولانا مرزا یوسف حسین نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کے قتل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ مولانا سید محمد عون نقوی نے کہا کہ مرحوم ملت کے بے باک ترجمان تھے۔ علامہ عابد قنبری اور مولانا اصغر شہیدی نے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت گھناؤنی سازش ہے۔

مولانا شہنشاہ حسین نقوی، آغا آفتاب حیدر جعفری، مولانا باقر زیدی، علامہ نثار احمد، شہر رضا، اظہر نقوی، علامہ شبیر الحسن طاہری، ڈاکٹر عین الرضا، ایس ایم حیدر، مولانا مختار نقضی اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

(۲۱ جولائی روزنامہ جرأت کراچی)

حسن ترابی کیس کی تفتیشی ٹیم کو سراغ مل گیا، پولیس افسر جنگ سے گفتگو

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کیپٹل سٹی پولس افسر کراچی نیاز احمد صدیقی نے کہا ہے کہ علامہ حسن ترابی کیس کی تفتیش کرنے والی ٹیم کو سراغ ملا ہے جس توقع ہے کہ دو تین دن میں دھماکے میں ملوث ملزمان کا پتہ چل جائے گا، جنگ سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خودکش بمبار کے ڈی این اے ٹیسٹ کی رپورٹ ابھی موصول نہیں ہوئی ملزم کے چہرے کے نقوش سے ملزم کا تعلق جنوبی پنجاب سے لگتا ہے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اب تک دہشت گردی کے الزام میں گرفتار ہونے والے ۲۲۰ ملزمان میں سے ۹۳ کا تعلق لشکر جھنگوی سے ہے اس لئے لشکر

جھنگوی کے اس واقعہ میں ملوث ہونے کے امکانات زیادہ ہیں ایک اور سوال کے جواب میں سی سی پی اور کراچی نے کہا کہ تحقیقاتی ٹیم نے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے دو افراد کو حراست میں لے کر پوچھ گچھ کی تھی جس کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا ہے ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ فی الوقت علامہ حسن ترابی کیس میں ملوث ملزمان کی گرفتاری کے امکانات کم ہیں۔

حسن ترابی کیس: حملے میں ملوث مزید ۱۳ افراد گرفتار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا حسن ترابی پر ہونے والے حملے میں ملوث مزید ۳ ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں، گرفتار شدگان نے حملہ آور کی سی ڈی کی تیاری کے علاوہ رقم اور کیمرے کا انتظام کیا تھا اور اسے ذہنی طور پر تیار بھی کیا تھا۔ اینٹی وائلنٹ کرائم سیل کے مطابق ۲۵ جولائی کو پولیس نے لانڈھی ٹاؤن کراچی میں ایک چھاپہ مار کاروائی کے بعد ملزمان محمد امین عرف خالد شاہین، سلطان محمود عرف سیف اللہ اور محمد رحمان عرف مانی کو گرفتار کیا تھا، جن سے دھماکہ خیز مواد کے علاوہ خودکش حملہ آور عبدالکریم کی وصیت پر مبنی CD بھی برآمد ہوئی تھی۔ تاہم باقی ملزمان کی تلاش جاری تھی، ۱۵ اگست کو اے وی سی سی کی ایک ٹیم نے ایک مستند اطلاع پر ملزمان محمد اکبر خان ولد حاجی عمر دین، محمد اشفاق قریشی ولد محمد اخلاق قریشی اور محمد سلیم ولد تاج محمد کو تھانہ گارڈن سے گرفتار کر لیا ملزمان علامہ حسن ترابی پر ہونے والے خودکش حملے کی سازش، پلاننگ اور عمل درآمد میں ملوث ہیں۔ انہی ملزمان نے خودکش حملہ آور کی سی ڈی تیار کرنے کیلئے رقم اور کیمرے کا بندوبست کیا تھا جبکہ گرفتار ملزم اشفاق نے عبدالکریم

بنگالی کو خودکش حملہ کیلئے تلاش اور ذہنی طور پر تیار کیا تھا۔ گرفتار ملزم سلیم اس خودکش حملے کیلئے آمادہ تھا لیکن اس کی جگہ کریم بنگالی کو منتخب کیا گیا۔ ملزمان سے مزید تفتیش کی جاری ہے۔

علامہ حسن ترابی کی شہادت کے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرانے کا فیصلہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) حکومت سندھ نے ممتاز شیعہ عالم دین اور متحدہ مجلس عمل کے رہنما علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی دہشت گردی کے واقعہ میں شہادت کی عدالتی تحقیقات کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق حکومت سندھ نے چیف جسٹس سندھ ہائیکورٹ کی اجازت سے سندھ ہائیکورٹ کے جج جناب جسٹس ضیاء پرویز کو انکوائری افسر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ توقع ہے کہ اس ضمن میں محکمہ حکومت سندھ کی طرف سے منگل کو باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔ یہ عدالتی ٹریبونل دہشت گردی کے اس واقعہ کے پس پردہ عوامل کی تحقیقات کرے گا اور واقعہ کے ذمہ داروں کا تعین کرے گا۔

علامہ حسن ترابی کیس، خودکش حملہ آور کے ساتھیوں سمیت گرفتار، آئی جی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) معروف عالم علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ آور کی شناخت ہو گئی ہے اور اس کے تین ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے اس بات کا انکشاف منگل کو پولیس ہیڈ آفس میں آئی جی سندھ جہانگیر مرزا نے پُر ہجوم پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ خودکش حملہ آور کی والدہ کا ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جا رہا ہے جو کہ حملہ آور سے میچ کیا جائیگا۔ گرفتار ملزمان سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور جدید آلات بھی

برآمد ہوئے ہیں۔ آئی جی سندھ نے کہا کہ حملہ آور بنگالی نژاد پاکستانی اور موسیٰ کالونی فیڈرل بی ایریا کا رہائشی ہے۔ اس کا نام عبدالکریم عرف محمد کریم عرف قاسم ولد چاند میاں ہے۔ خودکش حملہ سے قبل اس نے ویڈیو پر اپنی وصیت ریکارڈ کرائی ہے اور یہ ویڈیو گرفتاری کے مقام سے ملی ہے۔ اس موقع پر سی سی پی او نیاز احمد صدیقی، ڈی آئی جی انوسٹی گیشن ون منظور مغل، ڈی آئی جی انوسٹی گیشن ۲ میر زبیر محمد، ایڈیشنل آئی جی سندھ منیر حسنین، ایس پی فاروقی اعوان موجود تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اس گروہ نے 6 اپریل 2006 کو علامہ حسن ترابی کو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

آئی جی سندھ جہانگیر مرزا نے کہا کہ اینٹی وائلنٹ کرائم سیل کی ٹیم نے خفیہ ذرائع پر اطلاع ملنے پر اولڈ مظفر آباد کالونی قائد آباد میں ایک مکان پر چھاپہ مارا، وہاں سے ملزم محمد امین عرف خالد شاہین عرف عبداللہ ولد محمد شیر، سلطان محمود عرف سیف اللہ عرف مسلم ولد سید طائب، محمد رحمان عرف مانی ولد جوندر خان کو گرفتار کیا ہے۔ ملزمان سے دوسی ڈیز، کمپیوٹر، ۲۵ کلوگرام پوٹاشیم کلورائٹ، ایک کلوگرام دھماکہ خیز مواد، دو ہنڈ گرنیڈ، ایک عدد ڈیٹونیٹر، دو ٹی ٹی پستول، ایک ریوالور، کیمرہ برآمد کرلیا۔ انہوں نے کہا کہ ملزمان کے دیگر ساتھیوں کو گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ خودکش حملہ آور کی والدہ کو بلایا گیا تھا اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جارہا ہے اور حملہ آور سے میچ کر کے دیکھا جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ معشوق بروہی پولیس مقابلے کی تحقیقات جاری ہے اور اس میں انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

علامہ حسن ترابی کیس:۔ سی آئی ڈی رپورٹوں کی اہمیت بڑھ گئی : راجہ طارق

راجہ محمد طارق" میں اپنی مرضی اور خوشی سے حملہ کرنے جا رہا ہوں، جس کے بعد ان شاء اللہ جنت میں جاؤں گا۔ یہ بہت افضل اور بڑا کام ہے۔ ہزاروں لوگوں میں سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے چنا ہے۔ یہ میرے لیے باعث فخر ہے۔ آپ لوگ پریشان نہ ہونا۔ میرے لیے دعا کرو۔"

یہ الفاظ مبینہ خودکش بمبار عبدالکریم (بنگالی) عرف محمد کریم عرف قاسم کے تھے، جو اس نے وصیت کے طور پر ایک سی ڈی میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے لئے ریکارڈ کرائے تھے۔ اس نے اپنے بڑے بھائی کے لیے پیغام دیا کہ وہ والدین کا خیال رکھے، ان کی خدمت کرے، بہن بھائیوں کو پڑھائے اور والد کو تبلیغ پر بھیجے۔ اُس نے اپنے اہل خانہ کو تلقین کی کہ یہ سی ڈی کسی کو نہ دکھانا، اسے چھپا کر رکھنا، اگر یہ پکڑی گئی تو سب پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یہ آپ کے لیے خوشی کا مقام ہے کہ آپ کا بیٹا شہید ہونے جا رہا ہے۔

اہل خانہ کے نام پیغام کے بعد اس نے عربی میں دعا مانگی۔ عبدالکریم کی سی ڈی میں ریکارڈ کرائی گئی یہ وصیت منگل ۲۵ جولائی کی شام سینٹرل پولیس آفس کراچی میں آئی جی سندھ پولیس، جہانگیر مرزا کی پریس کانفرس کے دوران صحافیوں کو دکھائی گئی تھی۔ پریس کانفرس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ پولیس نے نیو مظفر آباد کالونی، لانڈھی میں چھاپا مار کر ملزم محمد انیس عرف خالد شاہین، سلطان محمود عرف سیف اللہ عرف مسلم اور محمد رحمان عرف مانی کو گرفتار کرکے آتش گیر مادہ، ایک کمپیوٹر اور مذکورہ سی ڈی برآمد

کی تھی۔ ملزمان نے متحدہ مجلس عمل کے رہنما علامہ حسن ترابی کو خودکش دھماکے میں شہید کرنے کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ خودکش بمبار ایف بی ایریا سے متصل کچی آبادی موسیٰ کالونی کا رہنے والا عبدالکریم ہے۔ گرفتار ملزمان نے خودکش حملے سے قبل علامہ حسن ترابی پر کیے جانے والے ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے حملے کا بھی اعتراف کیا تھا۔ خودکش بمبار کی حیثیت سے شناخت کیے جانے والا عبدالکریم بنگالی موسیٰ کالونی کے ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اس کے چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، جب کہ ایک بہن کا انتقال ہو چکا ہے۔

وہ بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر تھا، اس کا والد پاپڑ فروخت کرتا تھا۔ عبدالکریم نے موسیٰ کالونی کے مدرسۂ خلیلیہ میں ۲۰۰۳ سے ۲۰۰۴ تک دینی تعلیم حاصل کی، جس کے بعد وہ فیصل آباد چلا گیا، جہاں سے جنوری ۲۰۰۶ میں واپسی کے بعد وہ ایک گارمنٹ فیکٹری میں ملازمت کرنے لگا۔ نظریاتی طور پر ذہنی ہم آہنگی کی وجہ سے عبدالکریم کی دوستی گرفتار ملزمان سے ہوگئی۔ مدرسۂ خلیلیہ کے مہتمم مولانا محمد ادریس کا کہنا ہے کہ ۲۰۰۴ میں عبدالکریم نے مدرسہ چھوڑا تو اس کے بعد سے وہ دوبارہ کبھی مدرسے نہیں آیا۔ خودکش بمبار کی شناخت کے بعد پولیس نے اس کے والدہ کریمن بیگم اور ۸ سالہ بھائی عبدالرحیم کو حراست میں لے لیا اور ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے خون کے نمونے حاصل کرنے کی غرض سے ان ماں بیٹے کو جناح اسپتال لایا گیا۔

دونوں کو حراست میں لیے جانے کے بعد عبدالکریم کا والد چاند میاں گھر کو تالا لگا کر اپنے دیگر بچوں کے ساتھ نامعلوم مقام پر منتقل ہوگیا۔ موسیٰ کالونی میں مچھلی مارکیٹ کے قریب رہنے والے چاند میاں کے پڑوسیوں اور اہل محلہ کو اب بھی یقین

نہیں آتا کہ اس گھرانے کا ایک فرد اس انتہا کو پہنچ سکتا ہے کہ وہ اپنے جسم سے بم باندھ کر دوسروں کی جان لینے کے لیے دھماکہ کرے گا، خودکش بمبار کے بنگالی نژاد ہونے کا انکشاف ہونے سے قبل علامہ حسن ترابی کیس کی تحقیقات کرنے والی خصوصی ٹیم کا مسلسل یہ کہنا تھا کہ خودکش بمبار شکل وصورت سے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والا لگتا ہے۔ اس سانحے کے رونما ہوتے ہی چند گھنٹوں کی تفتیش کے بعد ایف آئی اے میں دہشت گردی کے واقعات کی تحقیق کرنے والے ونگ (ایس آئی جی) نے کہا تھا کہ حملہ آور بنگالی یا برمی ہے، لیکن خصوصی تفتیشی ٹیم نے اس امکان کو رد کرتے ہوئے اپنی تفتیش کالعدم لشکرِ جھنگوی پر مرکوز رکھی اور اس سلسلے میں سندھ کی جیلوں میں قید کالعدم لشکر جھنگوی کے سربراہ اکرم لاہوری سمیت دیگر کارکنوں کو ان جیلوں سے اے وی سی سی کی سب جیل منتقل کر دیا تھا۔

لیکن واقعہ کی تفتیش کرنے والی خفیہ اداروں کی ٹیمیں دوسرے خطوط پر کام کر رہی تھی اور انہوں نے گرفتار ہونے والے تینوں ملزمان کو حراست میں لے کر پوچھ گچھ اور ان کے انکشافات کے بعد انہیں پولیس کے حوالے کر دیا تاکہ وہ ملزمان کی گرفتاری ظاہر کر سکیں۔ علامہ حسن ترابی کیس کے ملزمان کی گرفتاری میں خفیہ اداروں کی کاوشوں کا ثبوت موسیٰ کالونی میں مدرسۂ خلیلیہ کے قرب وجوار میں رہنے والے افراد بھی ہیں، جنہوں نے سادہ لباس اہل کاروں کو مدرسۂ خلیلیہ میں ایک باریش شخص کی نشان دہی پر چھاپہ مارتے اور تلاشی لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ مدرسے کے مہتمم کے مطابق مدرسے میں پوچھ گچھ کرنے والوں عبدالکریم کے دودستوں صادق اور اشفاق کو بھی حراست میں لیا تھا۔ اشفاق افغان جہاد میں حصہ لے چکا ہے، ان دونوں کی

گرفتاری ابھی تک ظاہر نہیں کی گئی ہے۔ بنگالی نژاد افراد کی اکثریت والے علاقے موسیٰ کالونی کے رہنے والے نوجوانوں کا دہشت گردی کے اس واقعہ میں ملوث ہونے سے سی آئی ڈی سندھ کی اس رپورٹ کی اہمیت بڑھ گئی ہے، جس میں کہا گیا تھا کہ کراچی کے مختلف علاقوں میں قائم بنگالی و برمی باشندوں کی آبادیوں میں قاری اسد، قاری جمیل برمی اور شکیل برمی اپنا نیٹ ورک قائم کر رہے ہیں اور وہ کچے ذہن کے بنگالی و برمی باشندوں کو دہشت گردی کی وارداتوں میں استعمال کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔

علامہ حسن ترابی کیس میں ملوث ملزمان کی گرفتاری ظاہر کرنے سے قبل علامہ حسن ترابی کیس سانحہ نشتر پارک اور میریٹ ہوٹل اور امریکی قونصل خانے کے عقب میں کیا جانے والے خودکش دھماکوں کی تفتیش کرنے والی خصوصی ٹیم کا دعویٰ ہے کہ تینوں دھماکوں میں ایک ہی قسم کا بارود استعمال کیا گیا تھا، جن کی شدت بڑھانے کے لیے ان میں بیرنگ بالز استعمال کی گئی تھیں، جس سے لگتا ہے کہ ان دھماکوں میں ایک ہی گروہ ملوث ہے، لیکن علامہ حسن ترابی کیس کے ملزمان کی گرفتاری کے بعد تفتیشی ٹیم نے اپنے اس خیال پر اصرار چھوڑ کر خاموشی اختیار کر لی ہے۔ اس کیس میں بنگالی نژاد افراد کے ملوث ہونے کے بعد سی آئی ڈی کی رپورٹ کو بھی اہمیت دی جانی لگی ہے اور کیپٹل پولیس شہر کے مختلف علاقوں میں قائم بنگالی و برمی افراد کی مانیٹرنگ کے لیے اقدامات کر رہی ہے، جب کہ خفیہ اداروں کی تمام تر توجہ بھی ان علاقوں نے حاصل کر لی ہے۔ (جنگ ۲ اگست ۲۰۰۶)

علامہ حسن ترابی قتل کیس کے ۲ ملزمان کا ریمانڈ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کے منتظم جسٹس امیر ہانی مسلم نے متحدہ مجلس عمل کے رہنما ممتاز عالم دین علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے علی عمران کی شہادت کے سانحے کے ملزمان محمد اشفاق اور اکبر خان جنہیں گزشتہ روز گرفتار کیا گیا تھا ۲۳ اگست تک کے ریمانڈ پر اے وی سی سی کے افسران راجہ طارق اور سلطان نواز کے حوالے کردیا۔ ملزمان کو سخت پہرے میں عدالت لایا گیا۔ عدالت کے استفسار پر ملزمان نے بتایا کہ پولیس نے کسٹڈی کے دوران اس کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی اور نہ ہی اسے مارا پیٹا ہے۔ عدالت کے استفسار پر مزید بتایا کہ انہیں تین چار روز قبل گرفتار کیا گیا تھا۔ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل حبیب احمد نے عدالت میں بتایا اس مقدمہ میں تین ملزمان محمد امین، خالد اور سیف اللہ پہلے ہی ریمانڈ پر جیل میں ہیں بدھ کو ملزمان کے خلاف چالان پیش کیا جانا تھا لیکن مزید دو ملزمان کی گرفتاری عمل میں آنے کے بعد پیش کیا جائے گا لہٰذا عدالت سے استدعا ہے کہ چالان پیش کرنے کی مدت میں ۲۳ اگست تک توسیع کی جائے عدالت نے استدعا منظور کرلی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ اگست ۲۰۰۶ء)

علامہ حسن ترابی کی شہادت شہر کو سوگوار کر گئی

جامعہ بنوریہ کے سامنے احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ادا کیے تھے، اس وقت کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ امریکا وصیہونی طاقتوں کو للکارنے اور کراچی میں علماء کو شہید کرنے والے دہشت گردوں کی عدم گرفتاری پر احتجاج کرنے

والے علامہ حسن ترابی ایک گھنٹے بعد دہشت گردوں کی کاروائی میں شہید ہو جائیں گے جامعہ بنوریہ کے سامنے احتجاجی مظاہرے کے ختم ہونے کے بعد علامہ حسن ترابی جمعہ کو تقریباً ۴ بجے واقعہ عباس ٹاؤن میں اپنی رہائش گاہ پہنچے اور گاڑی سے اُتر کر رہائش گاہ کے دروازے کی طرف قدم بڑھائے، ایک زوردار دھماکا ہوا، جس میں علامہ حسن ترابی کا کمسن بھانجا عباس علی موقع پر ہی شہید ہو گیا۔

علامہ حسن ترابی، اُن کے گارڈ، سپاہی کاشف قریشی، سپاہی فخر حسین اور سپاہی اظہر حسین زخمی ہو گئے، جنہیں پولیس موبائل اور پرائیویٹ گاڑی میں پٹیل اسپتال پہنچایا گیا۔ دھماکے میں علامہ حسن ترابی کے زخمی ہونے کی اطلاع پر سیکڑوں افراد اسپتال پہنچ گئے، جہاں ڈاکٹروں نے اعلان کیا کہ علامہ حسن ترابی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں، علامہ کی شہادت کا سنتے ہی اسپتال میں کہرام مچ گیا، غم والم کے اس لمحے میں کچھ لوگ اپنا حوصلہ برقرار رکھتے ہوئے غم سے نڈھال دوستوں کو سہارا دے رہے تھے۔ پٹیل اسپتال سے علامہ حسن ترابی کی میت کو جلوس کی شکل میں شاہِ خراساں لایا گیا۔

ہفتے کو بعد نماز ظہرین شاہِ خراساں میں علامہ حسن ترابی شہید اوران کے کم سن بھانجے عباس علی شہید کی نمازِ جنازہ ساجد نقوی نے پڑھائی، جس کے بعد شہدا کی میتوں کو جلوس کی شکل میں عباس ٹاؤن کی مسجد مصطفےٰ لایا گیا، جس کے احاطے میں علامہ حسن ترابی کو سپردِ خاک کیا گیا، ان کے بھانجے کی تدفین نارتھ کراچی کے قبرستان میں عمل میں آئی۔ دھماکے میں علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی شہادت کے واقعے نے کراچی کی فضا کو ایک مرتبہ پھر سوگوار کر دیا اور شہر میں خوف کے سائے

لہرانے لگے۔ عباس ٹاؤن میں بم دھماکے کی اطلاع ملتے ہی پولیس افسران اور خفیہ اداروں کے اہلکار جائے وقوع پر پہنچ گئے، دھماکے کی تفتیش کے لیے سی سی پی او کراچی نیاز احمد صدیقی کی نگرانی میں خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی، جس میں انویسٹی گیشن پولیس کے وہی افسران شامل ہیں، جو نشتر پارک سمیت دیگر دھماکوں کی تفتیشی ٹیم میں شامل ہیں۔ وزیر داخلہ رؤف صدیقی نے دھماکے کے ملزمان کی نشاندھی کرنے والوں کے لیے ۵۰ لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پولیس کی تفتیشی ٹیم، خفیہ اداروں اور ایف آئی اے کے خصوصی یونٹ ایس آئی یو نے جائے وقوع کا معائنہ کر کے شواہد جمع کیے، پولیس کے مطابق یہ دھماکہ خودکش تھا، خودکش بمبار نے دو سے ڈھائی کلو دھماکہ خیز مواد سے لیس جیکٹ پہن رکھی تھی۔

بم میں سی فور مادّہ اور بال بیرنگ استعمال کیے گئے تھے، اس قسم کا بم نشتر پارک اور میریٹ ہوٹل کے عقب میں کیے جانے والے خودکش دھماکوں میں استعمال کیا گیا تھا۔ تفتیشی ٹیم نے مبینہ خودکش بمبار کے سر کو، جو صحیح حالت میں ہے، تحویل میں لے لیا اور سر کی شناخت کے لیے نادرا کے ڈیٹا ریکارڈ سے مدد حاصل کی جا رہی ہے، ابتدائی طور پر خودکش بمبار سے مشابہت رکھنے والے تقریباً ایک درجن افراد کا ریکارڈ ملا، جن کے گھروں سے معلومات حاصل کی گئیں، تو وہ لوگ اپنے گھروں میں پائے گئے۔ تفتیشی ٹیمیں ملزم کی انگلیوں کو تلاش کر رہی ہیں، تاکہ نادرا کے ڈیٹا ریکارڈ سے ان کے نشانات سے معلومات حاصل کی جا سکیں۔

واقعہ کی تفتیش کرنے والی ٹیم نے دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کالعدم تنظیموں کے کارکنوں سے بھی پوچھ گچھ شروع کر دی ہے، دہشت گردی کے الزام میں

گرفتار کالعدم تنظیم کے کارکن اکرم لاہوری کو تفتیش کے لیے سینٹرل جیل کراچی سے اے وی سی سی (اینٹی وائلنٹ کرائم سیل) منتقل کر دیا گیا ہے، اس کے علاوہ تفتیشی ٹیم بیک وقت پہلوؤں اور غیر ملکی ہاتھ کے ملوث ہونے کے پہلو پر بھی تفتیش کر رہی ہے۔ عباس ٹاؤن میں جمعہ کی شام مبینہ خودکش دھماکے میں علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی شہادت نے غم کے ساتھ لوگوں میں غصہ بھی پیدا کر دیا، اس واقعہ کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیلی، تو شہر کے مختلف علاقوں نمائش، سولجر بازار، ملیر، ایف بی ایریا، سہراب گوٹھ وغیرہ میں مشتعل نوجوان سڑکوں پر نکل آئے، جنہوں نے سڑکوں پر ٹائر جلائے، گاڑیوں پر پتھراؤ کیا، ایک پیٹرول پمپ اور ۱۰ گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا۔

بعض علاقوں میں ہوائی فائرنگ کی گئی، ہفتہ کو شہر میں مکمل ہڑتال رہی، نماز جنازہ کے بعد علامہ حسن ترابی شہید کی میت تدفین کیلئے عباس ٹاؤن لے جائی جا رہی تھی، تو جلوسِ جنازہ کے راستے میں مشتعل افراد نے نیو ایم اے جناح روڈ، پرانی سبزی منڈی حسن اسکوائر سے نیپا چورنگی تک ایک بینک، ایک پیٹرول پمپ، غیر ملکی فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ اور تقریباً ۱۵ گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا۔

درجنوں گاڑیوں کے شیشے توڑ دیے، شوروم اور دیگر دکانوں میں توڑ پھوڑ کی، ایک پولیس چوکی میں توڑ پھوڑ کر کے اسے آگ لگا دی، خودکش بم دھماکے اور اس کے بعد ہونے والے ردِعمل نے کراچی کے چہرے کا ایک مرتبہ پھر داغ دار کر دیا، پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی رکھنے والا کراچی اس واقعہ کے حوالے سے دنیا بھر میں منفی خبروں کی شکل میں لوگوں سے متعارف ہوا، جس سے ملک اور اس شہر کے رہنے والوں کے مستقبل کو خدشات لاحق ہو گئے ہیں۔

علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے اکرم لاہوری

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ حسن ترابی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے انویسٹی گیشن کی خصوصی ٹیم نے جیل میں کالعدم تنظیموں کے کارکنوں سے تفتیش کی ہے جس میں خطرناک ملزم اکرم لاہوری اور اس کے ساتھی شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق خودکش حملہ آور کی شناخت کے سلسلے میں پولیس کو کوئی سراغ نہیں ملا ہے اور پولیس کالعدم تنظیموں کے کارکنوں کی گرفتاری کے لیے ان کے ٹھکانوں پر چھاپے مارے ہیں۔ پولیس کے مطابق کئی افراد کو حراست میں لیکر ان کے بیان ریکارڈ کیے ہیں۔ انویسٹی گیشن کی ٹیم حملہ آور تیار کرنے والے ملزمان تک پہنچنے کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں۔ خودکش حملہ آور کے جسم کے اجزاء ڈی این اے ٹیسٹ کے لئے بھیج دیے گئے ہیں اور اس کی رپورٹ کی روشنی میں تحقیقات کو مزید آگے بڑھایا جائے گا۔ انویسٹی گیشن کی ٹیم نے دوسرے صوبوں کے انویسٹی گیشن کے حکام سے رابطہ کرلیا ہے اور کالعدم تنظیموں کے کارکنوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جارہی ہیں۔

علامہ حسن ترابی کی شہادت: تحقیقاتی اداروں کا نادرا سے مدد لینے کا فیصلہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ حسن ترابی کی شہادت میں ملوث خودکش بمبار کی شناخت میں نادرا سے ریکارڈ ملنے میں ناکامی کے بعد تحقیقاتی اداروں نے نارا سے مدد لینے کا فیصلہ کرلیا۔ ذرائع نے بتایا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت کی تحقیقات کرنے والی جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم کو نادرا کے ریکارڈ سے شناخت کے سلسلے میں کوئی مدد نہیں مل سکی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ خودکش بمبار کے خدوخال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

بری یا بنگلہ دیشی ہے اور شاید اس لئے اس کا ریکارڈ نادرا سے دستیاب نہیں ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایف آئی آر کے ڈیٹا سسٹم پائینیر سے بھی مدد حاصل کی جارہی ہے۔ اگر مذکورہ خودکش بمبار غیر ملکی ہے تو اس کے ملک میں داخلے کا ریکارڈ پائینیر سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کے تحقیقاتی اداروں نے نیشنل ایلین رجسٹریشن اتھارٹی (نارا) کے ریکارڈ کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم غیر ملکی تارکین وطن کی جانب سے نارا میں سو فیصد رجسٹریشن نہ ہونے کے باعث مذکورہ خودکش بمبار کی شناخت کا امکان کم ہے۔

علامہ حسن ترابی کی شہادت پر اندرون سندھ مختلف شہروں میں ہڑتال مظاہرے اور دھرنے۔ حساس مقامات پر بھاری تعداد میں پولیس کی نفری تعینات، حکومت ملزمان کو بے نقاب کرے، مقررین کا اجتماعات سے خطاب

میرپورخاص + سکھر + لاڑکانہ (نمائندہ جنگ / نامہ نگاران) متحدہ مجلس عمل کے رہنما علامہ حسن ترابی کی شہادت پر اندرون سندھ کے مختلف شہروں میں ہفتے کو ہڑتال رہی بعض شہروں میں لوگوں نے احتجاجی مظاہرے کئے اور دھرنے دیے جبکہ کئی شہروں میں مشتعل افراد نے پتھراؤ اور توڑ پھوڑ بھی کی۔ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے واقعہ کو دہشت گردی کی بدترین کاروائی قرار دیتے ہوئے کہا کہ علامہ حسن ترابی کی شہادت کا واقعہ افسوسناک ہے اور حکومت جلد از جلد قاتلوں کو بے نقاب کرے جبکہ کراچی کے واقعہ کے بعد اندرون سندھ پولیس و انتظامیہ نے حفاظتی انتظامات سخت کردیے۔ تفصیلات کے مطابق میرپورخاص شہر میں سوگ کا سا ماحول

ہو گیا۔ شہر کے وسطی علاقے میں مشتعل نوجوان سڑکوں پر نکل آئے۔ نوجوان نے دکانیں بند کرانے کی بھی کوشش کی۔ میر پور خاص میں پولیس کی جانب سے حفاظتی انتظامات سخت کر دیے گئے ہیں۔ دریں اثناء جھڈو میں احتجاجی جلوس نکالا گیا جلوس کے شرکاء نے جھڈو میر پور خاص روڈ پر دھرنا دے کر روڈ بلاک کر دیا۔ سکھر اور قرب و جوار کے علاقے میں ہڑتال رہی، سکھر شہر کی اہم مارکیٹیں اور بازاروں میں کاروبار بند رہا کچھ علاقوں میں بازار اور دکانیں کھلی رہیں، دوسری جانب سکھر کے مختلف علاقوں میں بازار اور دکانیں کھلی رہیں، دوسری جانب سکھر کے مختلف علاقوں میں شیعہ ایکشن کمیٹی، تحریک جعفریہ، امامیہ اسٹوڈینس آرگنائزیشن، اصغریہ اسٹوڈینس آرگنائزیشن کی جانب سے احتجاجی اجتماعات ہوئے۔

علاوہ ازیں علامہ حسن ترابی کی ہلاکت کے بعد متحدہ مجلس عمل سندھ نے حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے، احتجاجی تحریک کے دوران مظاہروں میں سندھ کے عوام بھر پور شرکت کریں گے، یہ اعلان متحدہ مجلس عمل سندھ کے جنرل سیکریٹری اور سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے سکھر میں ہنگامی پریس کانفرس کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ کراچی میں مسلسل علمائے کرام کو نشانہ بنا کر ہلاک کیا جا رہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے لیکن ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ پر امن احتجاج کریں توڑ پھوڑ سے گریز کریں۔ دریں اثناء ریجن کے تمام اضلاع میں سیکورٹی کو ہائی الرٹ کر دیا گیا ہے اور پولیس ورینجرز کا گشت ریجن کے تمام اضلاع میں بڑھا دیا گیا ہے جبکہ شیعہ ایکشن کمیٹی کی جانب سے مرکزی امام بارگاہ شکار پور روڈ سے احتجاجی جلوس نکالا گیا جس کی

قیادت شیعہ ایکشن کمیٹی سکھر کے صدر سید طاہر شاہ موسوی، علامہ علی بخش سجادی اور اشفاق بھٹی نے کی، احتجاجی مظاہرین نے حکومت سندھ کے خلاف نعرے بازی کرتے ہوئے سکھر کی سڑکوں پر مارچ کیا اور گھنٹہ گھر چوک پر ٹائر جلائے۔

لاڑکانہ کراچی میں علامہ حسن ترابی کے سفاکانہ قتل کے خلاف لاڑکانہ میں متحدہ مجلس عمل کی اپیل پر مکمل ہڑتال کی گئی۔ ایم ایم اے کی جانب سے ایک جلوس بھی نکالا گیا۔ شکارپور امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی جانب سے امام بارگاہ سے احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ روہڑی ہفتہ کو صالح پٹ شہر مکمل بند رہا جبکہ ٹریفک بھی معمولی رہا۔ شیعہ رہنما علی بخش بھنبھرو کی قیادت میں ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ مظاہرین نے دھرنا دیا۔ ٹنڈو جام میں مکمل طور پر شٹر بند ہڑتال ہوئی۔ شہر کی تمام دکانیں اور مارکیٹ بند رہے۔ علاوہ ازیں قریبی شہروں تاج پور، ٹنڈو قیصر، اللہ ڈنو ساند اور شاہپور میں بھی ہڑتال کی گئی اور سڑکوں پر ٹریفک بھی کم تھا۔ میھڑ میں علامہ حسن ترابی کی شہادت کے واقعہ کے خلاف جزوی ہڑتال ہوئی اور لوگوں نے جلوس نکال کر دھرنا دیا۔ اور باڑو متحدہ مجلس عمل کی کال پر او باڑو میں شٹر بند ہڑتال رہی جبکہ غلام حسین رند، سید مہتاب حسین شاہ کی رہنمائی میں ایک بہت بڑی احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ جیکب آباد میں حفاظتی انتظامات سخت اور پولیس کو ہائی الرٹ کر دیا گیا۔ ایم ایم اے کی طرف سے جیکب آباد میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور دھرنا دیکر روڈ کو بلاک کر دیا گیا۔ ٹنڈو آدم ملت جعفریہ اور متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام امام بارگاہ عزاخانہ زہرا سے ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔

Editrol

Where are we headed?

ALLAMA Hassan Turabi's assassination in Karachi on Friday raises a question or two obout the direction in which we as a nation are headed The shia divine had survived an attempt on his life last April when a roadside bomb blew up beside his vehicle. This time the killers used a suicide bomber posing as a begger to make sure they succeeded. Even though, after the attempt on his life on April 6, the authorities had strengthened his security, there is really no fool-proof defence against a suicide bomber, as events in Pakistan and abroad have shown. Ignoring the Nishtar Park tragedy - we do not know who caused the carnage because a judicial inquiry is still in progress - Allama Turabi's assassination is the mi[illegible]h sectarian

incident in Pakistan this year. The worst of these was in Hangu on Feb 10, which led to 40 deaths. Last year was no better, for there were 29 such cases, 15 of them in Karachi alone, six in Gilgit, two each in Quetta and Lahor, besides those at Islamabad, Skardu, Faisalabad and Mandi Bahauddin. The blast in Islamabad at the Bari Imam Shrine on May 27 Killed 20 persons and injured 100 others, while cataloguing these gory incidents one cannot but ask the question: who are the brains behing this sectarian frenzy, where do they get money and arms from, where are their training centres, and why have not the authorities been able to unearth them?

While the intelligence agencies' failure stemming from what one would call professional incompetence is obvious, one is appalled by the atmosphere of intolerance and bigotry that has gripped the country for long.

The sectarian fanaticism that guides banned outfits like Sipah-i-Sahaba and Lashkar-i-Jhangvi is too well known to be retold, but one must also admit that the kind of hate atmosphere that exists in the country has helped these terrorist groups draw recruits to their cause, and they strike their targets whenever and wherever they choose. While it would be unfair to accuse all ulema of encouraging fanaticism and militancy, there is not doubt that the kind of politics the some of our religious parties and leaders have been practisimg and the recklessness with which appeals are often made to raw emotions for political purposes have contributed a great deal to the rise of a kind of fanaticism that kills and mains without mercy because it attaches no importance to the sanctity of human life. The violence in the wake of the Danish cartoons is just one example of how religious passions can

be channelled into senseless violence. The issue is basically societal and requires more than state efforts. Perhaps most ulema do not realise that a mere ritual condemnation of acts of sectarian terrorism is not going to improve matters. The people of Pakistan need peace and a modicum of normality in which they can pursue normal lives, and this requires a concerted effort on the part of the ulema, intellectuals, teachers, political leaders and NGOs to shift the people's focus away from violence and parochialism adn help create a society free from intolerance and bigotry. The ulema's role is crucial because people listen to them. A continuation of the anarchy and terrorism of the anarchy and terrorism as seen in Allama Hassan Turabi's assassination poses a threat to the very fabric of Pakistani state and society.

MMA terms Allama Hassan Turabi death a great national loss

Daily News Report

ISLAMABAD, July 15: Liaquat Baloch, deputy secretary general Muttahida Majlis-e-Amal(MMA) terming the Karachi suicide bomb attack that killed the leader of the religio-political alliance Allama Hassan Turabi on Saturday 'a national catastrophe' alleged Friday that a group under the patronage of the present government is conducting terrorist activities in the port city. Speaking at a promotion of education ceremony held under the aegis of Al-Khidmat Foundation, along with MNA Mian Muhammad Aslam, Syed Bilal and others Liaquat Baloch said it was a national catastrophe and the police security provided to him had been withdrawn.

The killing and bloodshed incidents continued in Karchi from the murder of Hakim Saeed to the

martyrdom of Mufti Nizamuddin at present, he said. He asserted they would fail those conspiring shia-Sunni clash. (Daily News Saturday,July 15 2006.

Violence in Karachi as Turabi laid to rest

(By Our Staff Reporter) Karachi, July 15:

Enraged youths attending the funeral procession of Allama Hasan Turabi set on fire a number of vehicles, a fast food outlet and a petrol pump and damaged other property here on Saturday. Allama Turabi, who was killed with his nephew in a suicide bombing on friday, was laid to rest on the premises of a mosque in Abbas Town. His funeral prayers were offered at Shah-i-Khurasan and attended by hundreds of mourners who were shouting slogans against the government and the United States. The city wore a deserted look following a strike call given by the Muttahida Majlis-i-Amal to protest against the killing of the

Shia leader. Major Trading and commercial centres remained closed and vehicular traffic was thin. The city remained tense all day long with massive deployment of police and Rangers. Meanwhile, police investigators could not make any headway in establishing identity of the suicide bomber, whose severed head was found at the site of the blast.

However, they said that the bomb used in the incident and the way of the attack indicated invwlvement of a militant outfit,

Jaish-i-Muhammed. They said that the possibility of involvement of the banned splinter group of the lashkar-i-Jhangvi could not be ruled out.

They said that the investigations were being carried out on all the possible angles.

As the Sindh government announced a reward of Rs 5 million for information obout the bomber, nrovinceal Home Minister Rauf Siddiqui warned

Religious Scholars and leaders to make extra security measures as the feared more terrorist attacks.

Turabi escapes bid on life

By Our Staff Reporter

Karachi, April 6: Provincial Chief of the Tehreek-i-Islami and coalition partner of the MMA, Allama Hasan Turabi, escaped an apparent assassination attempt when a bomb went off near his car leavin four persons injured in Gulshan-i-Iqbal on Thursday.

TPO Gulshan Asif Ajaz told Dawn that Allama was going in his vehicle. When his car reached the bridge on Abul Hasan Isphani Road, an abandoned pushcart laden with oranges went off.

maablib.org

Those injured in the blast were Murtaza, son of Allama Turabi, police guard Mashooq Ali, cyclist Javed Abbas and pedestrian Adil Husain. They

were taken to a nearby private hospital.

Hospital sources said Javed Abbas and Adil Husain were in serious condition.

The explosion damaged the car, flattening its tyres and shattering glasses. The pushcart, which was fitted with explosive, reduced to twisted metal rods after the blast.

The impact of the explosion broke the window panes of the adjoining apartments.

Officials of the Bomb Disposal Squad (BDS) said that 1/2kg explosive had been detonated with a remote control.

A senior police official said someone must have been monitoring the movement of the car to detonate the explosive.

Following the blast, panic griped the locality and almost all the shops were closed.

The Rangers and police per sonnel reached the spot soon after the incident, but they failed to

stop the people from gathering at the scene of the blast.

Talking to the newsmen after surviving the blast, Allama Hasan Turabi blamed the socalled proscribed outfits of Lashkar-i-Jhangvi and Sipah-i-Sahaba for the attack.

He said he was going to Idra Noor-i-Haq to attend a meeting when he met the accident.

He was quick to point out that recently, the government had withdrawn his police guards.

The Gulshan town Nazim, who visited the spot, issued a statement condemning the incident.

maablib.org

۳۸ سالہ مذہبی، سماجی، فلاحی
اور سیاسی زندگی سے چند منتخب تصاویر

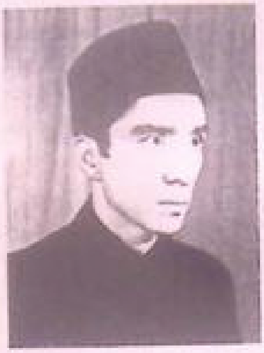

اسلامی انقلاب کیلئے دیانتدار

الحکیم کانفرنس

امن برائے انسانیت

روضہ ہائے مقدسہ کی

PRESS CLUB

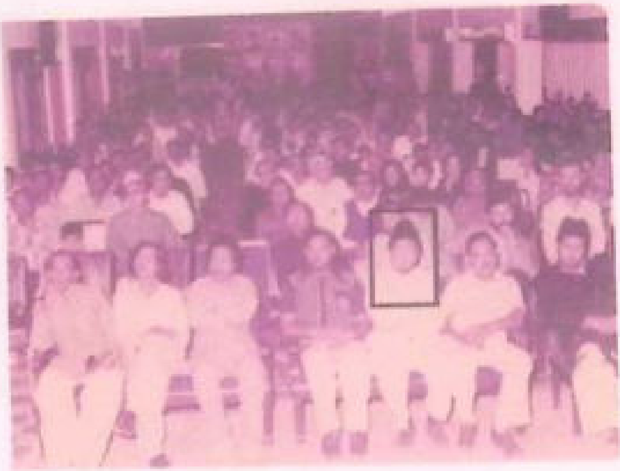

مبارک ہو

کشمیر ڈے کے موقع پر جے ایس او کی ریلی سے گرفتاری کی تصویر

[illegible]

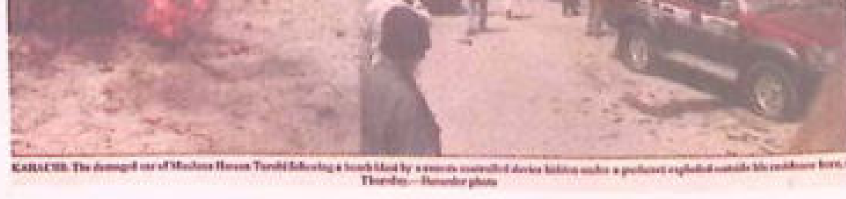

KARACHI: The damaged car of Maulana Hassan Turabi following a bomb blast by a remote controlled device hidden under a pushcart exploded outside his residence here on Thursday.—[illegible] photo

maablib.org

maablib.org

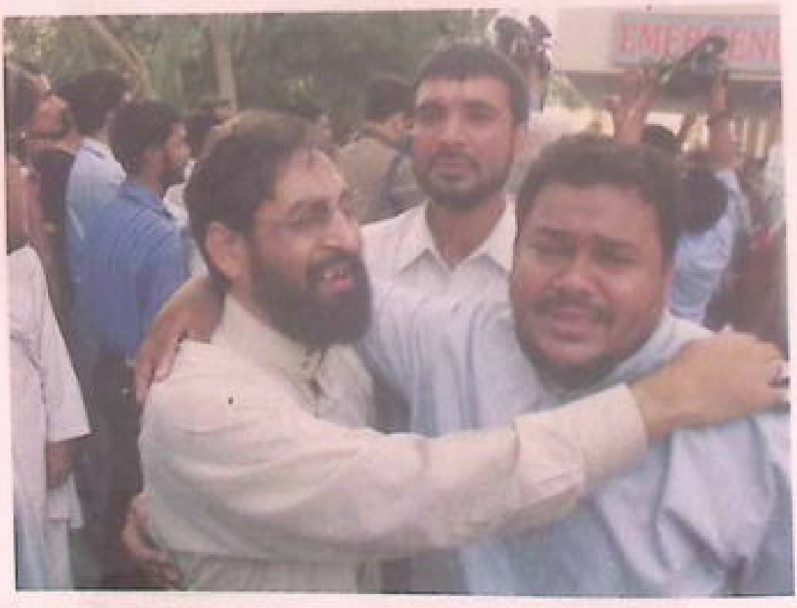

EMERGENCY

maablib.org

maablib.org

DAILY NEWS

Wednesday, July 5, 2006, Jamadi-us-Sani 8, 1427 A.H.

Secret agency alerts Government

SUICIDAL ATTACKS TO AVENGE ZARQAWI'S DEATH FEARED IN KARACHI

WEDNESDAY JULY 5,2006 , JAMADI-US-SANI 8, 1427 A.H.

Chief Minister Sindh Dr.Arbab Ghulam Rahim yesterday told a press conference after Allama Hassan Turabi's assassination that the government had no prior information about the suicide attack and that there could be no protection against suicide attacks. His statement is belied by the headline of Daily News of July 5 (left) in which it was clearly stated that a sensitive agency had forewarned the government about the danger of attacks on important places and leaders particularly those belonging to Shia sect in Karachi. Urdu eveninger Awam had even mentioned the name of Allama Hassan Turabi as the person targeted by the terrorists as reported by the agency. If the Sindh Government has taken note of the agency and newspaper reports perhaps the tragedy could have been avoided.

ہم معذرت خواہ ہیں درج ذیل معلومات تصاویر کے ذیل میں شائع نہ ہونے کی بناء پر یہاں دی جا رہی ہیں

☆ شہید علامہ حسن ترابی کی ۳۸ سالوں پر محیط مذہبی، سماجی، سیاسی اور فلاحی سرگرمیوں پر مشتمل کتاب ''شہید راہ وحدت'' درحقیقت تفصیلی کتاب کا مقدمہ ہے کیونکہ ابھی تفصیلی کام ہونا باقی ہے۔

☆ تحریک کا دفتر سیل ہو جائے کی وجہ سے دیگر اہم دستاویز اور تصاویر عدم دستیابی کی بناء پر شائع ہونے سے رہ گئی ہیں

صفحہ نمبر	تصویر نمبر	
۲۔	۱۔	ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں
	۲۔	دینی جماعتوں کے اجلاس میں
	۳۔	ایک تقریب میں نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی کے ساتھ
۳۔	۱۔	بدین کے سیلاب سے متاثرین میں امداد تقسیم کرتے ہوئے
	۲۔	ایک تقریب میں شہید حاجی حنیف بلو اور مولانا شاہ فیروز الدین رحمانی کے ہمراہ
	۳۔	تحریک جعفریہ کی جانب سے علماء شہر کے اعزاز میں افطار ڈنر کا گروپ فوٹو
۴۔	۱۔	خانہ فرہنگ ایران کی تقریب میں علماء عمائدین شہر کے ہمراہ
	۲۔	تحریک کی جانب سے منعقدہ مہدی الحکیم کانفرنس کے موقع پر نعرہ لگاتے
	۳۔	امن برائے انسانیت کانفرنس میں مسیحی رہنماؤں کے ہمراہ
۵۔		مختلف موقعوں پر نکالی جانے والی ریلیوں میں
۶۔	۱۔	عراقی مسلمانوں پر امریکی و اتحادی افواج کے مظالم کے خلاف ریلی کا منظر
	۲۔	کراچی میں ایم ایم اے کے ملین مارچ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے
	۳۔	عراق میں روضہ ہائے مقدسہ کی شہادت کے خلاف احتجاجی مظاہرے میں
۷۔	۱۔	جولائی ۱۹۸۴ قائد شہید کی کراچی میں پہلی پریس کانفرنس میں مولانا علی مدد کے ہمراہ
	۲۔	قائد شہید کے پہلے دورہ کراچی میں کھارادر میں قائد کا تعارف کراتے ہوئے
	۳۔	شہید حسن ترابی مولانا جوادی کو سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے

۸۔ ۱۔ شہید خلیفہ خواجہ اجمیر شریف برائے پاکستان ارشد جبار اور اپنے دوست محمد علی شاہ کے ہمراہ

۲۔ سانحہ سامرہ کے موقع پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے

۳۔ نصیر آباد میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے (الیکشن ۹۳، حلقہ Ps 33 لاڑکانہ ۵

۹۔ ۱۔ اندرون سندھ کے دورے کے دوران تعزیت کرتے ہوئے

۲۔ لبنان میں حزب اللہ کی فتح کے جلسہ سے خطاب کررہے ہیں

۳۔ شہید حسن ترابی خورشید انور ایڈوکیٹ شہید کے ہمراہ ایک اجلاس میں

۱۰۔ ۱۔ القدس ریلی میں مولانا غلام علی وزیری کے ساتھ

۲۔ ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے

۳۔ ایک تقریب میں مولانا حسن ظفر نقوی کے ہمراہ

۱۱۔ ۱۔ سانحہ محفل مرتضیٰ و محفل ابوالفضل عباسؑ کے سوگواروں سے خطاب کررہے ہیں

۲۔ بانی پاکستان اور شہید حسنین عباس ایڈوکیٹ کے ایصال ثواب کی مجلس سے خطاب کررہے ہیں

۱۲۔ ۱۔ یوم عاشور کے جلوس کے دوران نماز ظہرین کی امامت کرتے ہوئے

۲۔ شہید آغا ضیاالدین رضوی کے ایصال ثواب کی مجلس میں ماتم کناں

۱۳۔ ۱۔ شہید تحریک جعفریہ کے دفتر میں

۲۔ حبیب پبلک اسکول میں منعقدہ ایک تقریب میں

۳۔ شہید حبیب پبلک اسکول کے ساتھی اساتذہ کے ہمراہ

۱۴۔ ۱۔ ایک جلسے سے خطاب کررہے ہیں

۲۔ ریلی میں دیگر علماء کے ہمراہ

۳۔ علامہ تقی شاہ صاحب کے ہمراہ

۱۵۔ ۱۔ لبنان میں حزب اللہ کی فتح کے جلسہ میں دیگر علماء کے ہمراہ

۲۔ پریس کانفرنس میں مولانا قسیم عباس نقوی اور مولانا ناظر عباس کے ہمراہ

۳۔ شہید آغا ضیاء الدین کے ایصال ثواب کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے

۱۶۔ ۱۔ محفل مرتضیٰ میں شہید آغا ضیاالدین کے ایصال ثواب کی مجلس کے دو مناظر

۲۔ پہلے خودکش حملے میں بچ جانے پر تقریب شکرگزاری کے موقع پر

۱۸۔ ۱۔ شہید حاجی سفر علی بنگش کے ہمراہ

۲۔ قائد محترم علامہ ساجد علی نقوی اور مولانا فاضل حسین موسوی کے ہمراہ

۱۹۔ ۱۔ علامہ یعقوب توسلی (کوئٹہ) کے ہمراہ شہدائے باب العلم کی قبور

۲۔ امام امت کی برسی کے شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں

۲۰۔ ۱۔ شہید اپنے بچوں کے ہمراہ

۲۱۔ ۱۔ پٹیل اسپتال گلشن اقبال میں شہید کے چاہنے والوں کا اجتماع

۲۲۔ ۱۔ شہادت کے بعد شہید کا جسد خاکی اسپتال میں رکھا ہوا ہے

۲۳۔ ۱۔ پٹیل اسپتال، مولانا مرزا یوسف حسین، علامہ فرقان حیدر عابدی، ڈاکٹر معراج الہدیٰ
مولانا قنبر عباس، مولانا ناظر عباس اور نصر اللہ شجیع سوگوار کھڑے ہیں

۲۔ مولانا قنبر عباس، مولانا ناظر عباس ایک دوسرے کو پرسہ دیتے ہوئے

۲۴۔ ۱۔ پٹیل اسپتال میں مولانا حسن ظفر نقوی سوگواروں سے خطاب کر رہے ہیں

۲۔ پٹیل اسپتال میں مولانا ناظر عباس سوگواروں سے خطاب کر رہے ہیں

۲۵۔ ۱۔ علامہ حسن ترابی کی شہادت کے روز پٹیل اسپتال میں مختلف مناظر

۲۶۔ ۱۔ آخری دیدار

۲۷۔ ۱۔ نماز جنازہ کے موقع پر ایک دیدار

۲۸۔ ۱۔ نماز جنازہ کے مختلف مناظر

۲۹۔ ۱۔ نماز جنازہ کے شرکاء سے علامہ ساجد نقوی اور شہید کے فرزند مرتضیٰ ترابی کا خطاب

۳۰۔ ۱۔ جلوس جنازہ کا ایک منظر

۲۔ شہید کی آخری آرام گاہ

۳۔ مجلس سوئم سے علامہ ساجد نقوی خطاب کر رہے ہیں

۳۱۔ ۱۔ مجلس سوئم منعقدہ جامع مسجد محمد مصطفیٰؐ سے علامہ ساجد نقوی خطاب کر رہے ہیں

۲۔ چالیسویں کی مجلس منعقدہ نشتر پارک سے علامہ ساجد نقوی خطاب کر رہے ہیں

۳۔ شرکاء مجلس میں

۳۲۔ روزنامہ ڈیلی نیوز مورخہ ۵ جولائی ۲۰۰۶ میں وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی حکومتوں کو ممکنہ خودکش حملوں کے بارے میں مطلع کئے جانے کی خبر کا عکس

نوٹ:۔

ہم درخواست کرتے ہیں ان تمام احباب سے جن کے پاس شہید کی آڈیو، وڈیو اور تصاویر ہیں کہ وہ اس سلسلے میں ادارے سے تعاون کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں کتاب کو مزید بہتر بنایا جائے

maablib.org

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن
یہ الگ بات ہے کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ
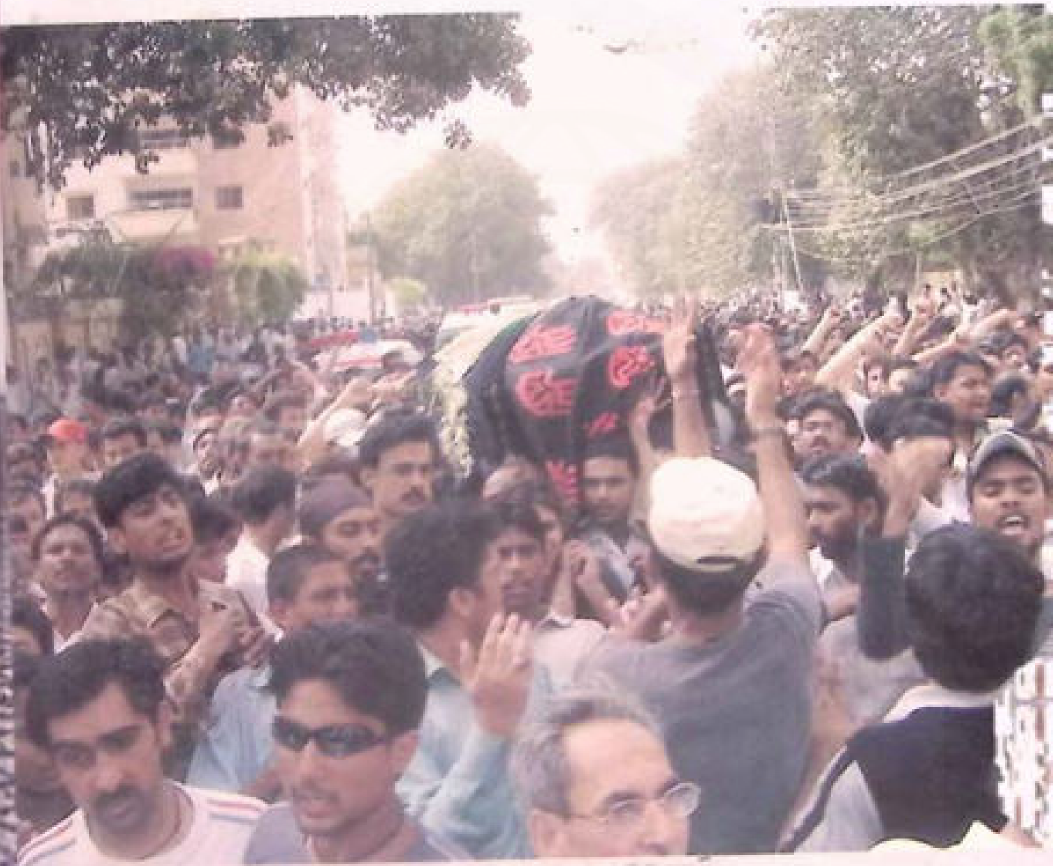
احمد ندیم قاسمی